# اسلامی آداب معاشرت

(3)

مولانا عبدالرؤف ندوی

بسم الله الرحمن الرحيم

# اسلامی آداب معاشرت

## حصہ سوم

-: تألیف :-

عبدالرؤف خاں ندوی حفظہ اللہ

-: تخریج وتحقیق :-

زبیر احمد عبدالمعبود مدنی حفظہ اللہ


-: ناشر :-

مجلس التحقيق الاسلامی

تلشی پور، بلرام پور، یوپی، انڈیا





سلسلۂ اشاعت مجلس ۲۵



جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں



نام کتاب: اسلامی آداب معاشرت حصہ سوم

نام مؤلف: عبدالرؤف خاں ندوی حفظہ اللہ

تخریج وتحقیق: زبیر احمد عبدالمعبود مدنی حفظہ اللہ

طبع اول سال اشاعت ۱۹۹۲ء: دو ہزار

طبع دوم سال اشاعت ۱۹۹۳ء: ایک ہزار

طبع سوم سال اشاعت ۱۹۹۸ء: دو ہزار

طبع چہارم (مع مفید اضافہ) حصہ سوم سال اشاعت ۲۰۰۹ء: دو ہزار

صفحات: ۱۶۰

کمپوزنگ: شمیم احمد خاں ندوی

مطبع:


...... ملنے کے پتے ......


۱- محمد ظفر عبدالرؤف محمدی محلّہ پوروہ تلشی پور ضلع بلرامپور یوپی ۲۷۱۲۰۸

فون نمبر: 05264244008


۲- مکتبہ جریدہ ترجمان اہل حدیث منزل ۴۱۱۶، اردو بازار جامع مسجد نئی دہلی ۱۱۰۰۰۶

۳- مکتبہ نوائے اسلام ۱۱۶۴، اے چاہ رہٹ جامع مسجد دہلی ۱۱۰۰۰۶

بسم الله الرحمن الرحيم

# فہرست عناوین


| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| طبع چہارم | ۸ |
| **پردہ کے آداب واحکام** | ۱۳ |
| ☆پردہ یا لباس کیسا ہو؟ | ۱۶ |
| ☆پردہ یا حجاب کا مفہوم | ۲۰ |
| ☆پردے کی آیات اور ان کا مفہوم | ۲۰ |
| ☆الوقرفی البیت کا مفہوم | ۲۱ |
| ☆تبرّج کیا ہے؟ | ۲۲ |
| ☆جلابیب کے معنی؟ | ۲۳ |
| ☆چہرہ کا حکم | ۲۵ |
| ☆دوزخی عورتیں | ۲۶ |
| ☆کاسیات عاریات کی تشریح | ۲۷ |
| ☆اجنبی یا غیر محرم کون ہے؟ | ۲۸ |
| ☆غیر محرم ڈاکٹر سے عورت کا علاج | ۲۸ |
| ☆ایک خاندان کے افراد کے درمیان پردے کا معاملہ | ۲۹ |
| **زنا خاندانی نظام کی تباہی کا نتیجہ ہے** | ۳۱ |
| ☆زنا کے عظیم نقصانات | ۳۶ |
| ☆تعزیر | ۳۷ |
| ☆رجم اور کوڑوں کی سزا | ۳۸ |
| ☆لواطت | ۴۰ |





| عنوان | صفحہ |
|---|---|
| **نکاح انبیاء کی سنت ہے** | ۴۴ |
| ☆نکاح کی تعریف | ۴۴ |
| ☆نکاح کا حکم | ۴۴ |
| ☆تجرّد کی زندگی گذارنے کی ممانعت | ۴۷ |
| ☆قوت مردمی ختم کرنے کی ممانعت | ۴۹ |
| ☆شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد | ۵۱ |
| ☆نکاح کرنے والوں سے وعدہ | ۵۴ |
| ☆نکاح کرنے کی حکمت | ۵۵ |
| ☆نکاح کے ارکان | ۵۵ |
| ☆ولی کے احکام | ۵۶ |
| ☆گواہوں کے احکام | ۵۸ |
| ☆عقد نکاح کی درستی وصحت | ۵۸ |
| ☆احکام نکاح | ۵۸ |
| ☆نکاح کے آداب وسنن | ۶۰ |
| ☆نکاح میں اختیار اور اس کو واجب کرنے والی چیزیں | ۶۲ |
| ☆ناجائز اور ممنوع نکاح | ۶۴ |
| ☆نکاح متعہ | ۶۴ |
| ☆نکاح شغار | ۶۴ |
| ☆نکاح حلالہ | ۶۵ |
| ☆احرام کی حالت میں نکاح | ۶۶ |
| ☆ایام عدت میں نکاح | ۶۶ |

| | |
|---|---|
| ☆ولی کی اجازت کے بغیر نکاح | ۶۷ |
| ☆مشرکہ عورتوں سے نکاح | ۶۷ |
| ☆جن عورتوں سے نکاح حرام ہے | ۶۹ |
| **مسئلہ کفاءت** | ۷۱ |
| ☆دیندار لڑکی کا انتخاب | ۷۵ |
| ☆دیندار لڑکے کا انتخاب | ۷۸ |
| ☆حضرت سعید بن مسیّبؒ کا واقعہ | ۸۰ |
| ☆حضرت حسن بصریؒ کا واقعہ | ۸۱ |
| **خطبۂ نکاح** | ۸۲ |
| ☆شادی سے پہلے لڑکی دیکھنا | ۸۳ |
| ☆زوجین کے لئے دعا | ۸۴ |
| ☆جماع کے آداب | ۸۴ |
| ☆مجامعت کی دعا | ۸۴ |
| ☆جماع کہاں اور کس طرح؟ | ۸۵ |
| ☆تحریم دُبر | ۸۵ |
| ☆حالت حیض میں جماع حرام ہے | ۸۷ |
| ☆مدت جماع | ۸۸ |
| ☆اولاد طلب کرنے کی دعائیں | ۸۹ |
| ☆اہل وعیال کی صالحیت کی دعا | ۸۹ |
| **مہر کے احکام** | ۹۰ |
| ☆مہر کی تعریف | ۹۰ |





| | |
|---|---|
| ☆حق مہر | ۹۰ |
| ☆مہر کے احکام | ۹۱ |
| ☆مہر عورت کا حق ہے | ۹۴ |
| ☆مہر کی ادائیگی بغیر خلوت نہ کرے | ۹۴ |
| ☆مہر خاتون جنت | ۹۵ |
| **ولیمہ کی شرعی حیثیت** | ۹۸ |
| ☆ولیمہ کی تعریف | ۹۸ |
| ☆ولیمہ کا وقت | ۱۰۱ |
| ☆دعوت ولیمہ قبول کرنا | ۱۰۲ |
| ☆دعوت قبول کرنے کے شرائط | ۱۰۲ |
| ☆ناپسندیدہ دعوت | ۱۰۳ |
| ☆غریبوں کے ولیمہ میں مالدار بھی حصہ لیں | ۱۰۳ |
| ☆ولیمہ میں سادگی | ۱۰۳ |
| ☆ولیمہ میں روٹی بوٹی ضروری نہیں | ۱۰۴ |
| ☆جس دعوت میں گناہ کا کام ہو رہا ہو شرکت جائز نہیں | ۱۰۴ |
| ☆فاسق کا کھانا نہ کھائیں | ۱۰۵ |
| ☆نام ونمود کی دعوت سے بچو | ۱۰۵ |
| ☆شب زفاف کی صبح کو مبارکباد دینا مستحب ہے | ۱۰۶ |
| ☆میزبان کے حق میں دعائے خیر کریں | ۱۰۶ |
| **جہیز کی شرعی حیثیت** | ۱۰۷ |
| ☆جہیز کی لغوی تعریف | ۱۰۷ |

| | |
|---|---|
| ☆جہیز کی اصطلاحی تعریف | ۱۰۸ |
| ☆رسم جہیز ہندو معاشرت کی پیداوار | ۱۰۸ |
| ☆مروجہ جہیز شرعی حکم نہیں | ۱۰۹ |
| ☆جہیز دینا خاوند کی ذمہ داری ہے | ۱۱۰ |
| ☆مروجہ جہیز سنت نہیں ہے | ۱۱۰ |
| ☆نکاح تجارت نہیں | ۱۱۳ |
| ☆خاتون جنت کا جہیز | ۱۱۴ |
| ☆میاں محمد نذیر حسین محدث دہلوی کا فتویٰ | ۱۱۷ |
| ☆صاحب مرعاۃ المفاتیح مبارکپوری کا فتویٰ | ۱۱۷ |
| ☆تلک | ۱۱۹ |
| ☆ایک المناک واقعہ | ۱۲۰ |
| **سنت نبوی اور شریعت اسلامی کی مخالفت** | ۱۲۲ |
| ☆بارات | ۱۲۳ |
| ☆چند نادر واقعات | ۱۲۳ |
| ☆گانے کی حرمت | ۱۲۵ |
| **تقریبات شادی او رملت کے خواص** | ۱۲۶ |
| **اسلامی معاشرت** | ۱۳۵ |
| **خاوند اور بیوی کے تعلقات** | ۱۵۷ |

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# طبع چہارم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَهٗ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى مَنْ لَّا نَبِيَّ بَعْدَهٗ . اَمَّا بَعْد :

دعوتی واصلاحی کام خالصتاً مسلمانوں کا دینی وملی فریضہ ہے قرآن مجید میں واضح طور پر کہا گیا ہے:

﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (آل عمران:۱۱۰)

تم مسلمان سب سے بہترین امت ہو جس کو لوگوں کی طرف بھیجا گیا (تاکہ تم) لوگوں کو اچھے کاموں کا حکم دو اور برے کاموں سے روکو۔

ملت کا کوئی گوشہ ایسا نہیں ہے جو بگڑا نہ ہو آج مسلم معاشرے میں اکثر لوگ بدترین قسم کے اعمال کا ارتکاب کرتے ہیں اور یہ خرافات منکرات اسقدر عام ہو چکے ہیں کہ انہیں معیوب نہیں سمجھا جاتا جیسے حقوق العباد کی پامالی والدین کی نافرمانی، اولاد کی غلط تربیت، اولاد میں ناانصافی، ترک نماز روزہ زکوۃ نہ دینا، چوری ڈکیتی، رشوت لینا اور دینا، جھوٹ مکاری، دھوکہ دہی، حسد، بدگمانی، کینہ، بغض، بے حیائی، نفس پرستی، بے پردگی، شراب نوشی، سودخوری، جوا بازی، سٹہ بازی، شطرنج بازی، کبوتر بازی، غیبت، چغل خوری، یتیموں کا مال کھانا، غریبوں بے کسوں بیواؤں کو دھتکارنا، پڑوسی کو ستانا، رشتہ منقطع کرنا، صلہ رحمی نہ کرنا، ماتحتوں کے ساتھ ظلم وزیادتی، ناپ تول میں کمی جھوٹی گواہی دینا، عورتوں کو حقوق سے محروم کرنا، عورتوں پر ظلم ڈھانا، عورتوں کو ترکہ اور وراثت سے محروم رکھنا، عورتوں کو مہر نہ دینا، بیویوں کے جہیز اور سامان کو ہڑپ کر لینا،



بات بات پر طلاق، جہیز نہ لانے پر طلاق، بیوی کے کھیت اور مکان پر قبضہ کرنا، بہوؤں کو جلا دینا، معمولی بات پر مارنا پیٹنا، گالی گلوج دینا، عورتوں کے حقوق نہ ادا کرنا، بیواؤں اور طلاق شدہ عورتوں کو دوبارہ شادی نہ کرانا اور شادی نہ کرنے دینا، شادی کو مال بٹورنے کا ذریعہ سمجھنا، رشتہ طے کرتے وقت روپے سامان اور قیمتی زیورات کا مطالبہ کرنا، تعلیم یافتہ لڑکوں کے لئے لاکھوں روپئے مانگنا، لمبی لمبی بارات لے جانا، دوسری شادی کے لئے پہلی بیوی کو اور تیسری شادی کے لئے دوسری بیوی کو طلاق دینے میں تکلف نہ کرنا اس طرح اسلام کی تمام شکلیں مٹ چکی ہیں اب تو نوبت یہاں تک پہونچ چکی ہے کہ شہروں میں ہائرایجوکیشن والی مسلم سوسائٹی میں مسلم لڑکیاں غیر مسلم لڑکوں سے کھلے عام شادیاں کررہی ہیں غرضیکہ اس قسم کی متعدد برائیاں معاشرے میں اس طرح عام ہیں کہ زندگی کا ایک جز بن گئی ہیں حالانکہ اللہ اور اسکے رسول ﷺ نے انہیں بدترین گناہ قرار دے کر ان سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

یہ بات شاید عام طور پر تسلیم کی جائے گی کہ دوسرے مذہبوں کے ماننے والوں کی بہ نسبت مسلمان اپنے مذہب سے زیادہ وابستہ ہیں ان کی کوشش رہتی ہے کہ مذہب جو حکم دیتا ہے اس پر چلیں اور جس بات سے روکتا ہے اس سے دور رہیں اس لئے امید کی جاسکتی تھی کہ مسلمان جس کے دل ودماغ اور افکار وجذبات پر دین کی پکڑ مضبوط ہے مثالی کردار کے حامل ہوں گے لیکن ہو رہا ہے اس کے برعکس افسوس کہ جو قوم دوسروں کی اصلاح ودعوت کے لئے مامور ہوئی تھی وہ اس وقت دنیا کی دوسری قوموں سے کہیں زیادہ اصلاح کی محتاج ہے۔

یہاں بنیادی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ لوگ جو پابندی کے ساتھ نماز روزہ کرتے ہیں ان غیر مسلموں سے جنہیں ظاہر ہے کہ نماز روزہ سے کوئی سروکار نہیں اپنے معاملات اور اپنے طور طریقوں اور اخلاق میں کسی طرح بھی بہتر ہیں ہمارے

یہاں عام طور پر یہ سمجھا جارہا ہے کہ نماز روزہ کے پابند رہو پھر گناہ خود بخود معاف ہوتے چلے جائیں گے حالانکہ ایسا سوچنا غلط ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یا ایُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً﴾[1]

اے ایمان والو! اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔

جب تک اللہ اور اسکے رسول ﷺ کے تمام احکام وفرامین پر پوری طرح کاربند نہ ہوں گے تو کشتی ساحل مراد پر نہ لگے گی راہ نجات صرف اور صرف اسی میں ہے کہ جب ہم عقائد کو اعمال وحقوق العباد سے ہم آہنگ کرلیں۔

ہمیں انتہائی کرب کے ساتھ یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ مسلمانوں کے غیر مسلم پڑوسی ان سے زیادہ قابل بھروسہ ہیں اور معاملات میں اکثر کھرے اترتے ہیں۔

محترم مولانا عتیق الرحمان سنبھلی حفظہ اللہ مدیر الفرقان لکھنؤ نے ایک واقعہ لکھا ہے کہ:[2]

''مولانا محمد عمران خاں ندوی رحمہ اللہ مہتم دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے بھوپال کی تاج المساجد کی توسیع اور تکمیل میں بڑی دشواریاں سرکیں تکلیفیں اٹھائیں مسجد کے حاشیوں پر بہت سی دوکانیں بنوادی تھیں کہ ان کی آمدنی سے مسجد کی نگہداشت ہوسکے اور ملحق مدرسہ کو چلایا جاسکے اور انہوں نے یہ التزام کیا کہ یہ دوکانیں واجب کرایہ پر مسلمانوں کو دیں مقصد یہ بھی تھا کہ انہیں روزگار مل جائے لیکن زیادہ تر کرایہ داروں نے اپنے آپ کو مذکورہ رعایت اور اعتبار کا نااہل قرار دیا کرایہ مانگا گیا تو جواب ملا کرایہ کیسا؟ مسجد مسلمانوں کی ہے ہم بھی مسلمان ہیں مجبوراً انہیں بے دخل کرایا گیا اور دوکانیں غیر مسلموں کو اٹھادی گئیں روایت ہے کہ موجودہ دوکاندار وقت سے پہلے بڑھا ہوا کرایہ بلا تامل ادا کرتے چلے آرہے ہیں۔''

مسلمانوں کے زوال کا اصلی سبب یہ ہے کہ اعمال کو عبادات سے بے تعلق

۱ البقرۃ: ۲۰۸
۲ ماہنامہ الفرقان مئی ۲۰۰۵ء



کردیا ہے بیماری کی جڑ یہی ہے عبادات کو اعمال سے دور رکھنا حقوق العباد معاملات میں کھرا پن سے صرف نظر کا المناک انجام ہماری آنکھوں کے سامنے ہے جو سراسر تصویر عبرت ہے۔

کسی کے کردار کو آنکنا ہوتا ہے تو ہم بالعموم یہ دیکھتے ہیں کہ اس کی ظاہری وضع قطع، شکل وصورت شریعت کے مطابق ہے اور وہ نماز روزہ کا پابند ہے یہ دیکھنے کی ہم کوشش ہی نہیں کرتے کہ کیا وہ سچا ہے معاملات میں کھرا ہے غریبوں، مجبوروں بےکسوں کی مدد کرتا ہے اپنے پڑوسیوں کو تو نہیں ستاتا دوسروں کے حقوق کو تو غصب نہیں کرتا دوسروں پر تو ظلم نہیں کرتا امانت میں خیانت تو نہیں کرتا؟ جھوٹ تو نہیں بولتا فراڈ تو نہیں کرتا سود تو نہیں کھاتا رشوت تو نہیں لیتا دیتا حرام تو نہیں کھاتا وعدہ خلافی تو نہیں کرتا رشتہ داروں کی طرف سے غفلت تو نہیں برتتا؟ وغیرہ وغیرہ۔

یہ کتاب اسی مقصد کے پیش نظر لکھی گئی ہے کہ مسلمان غفلت سے بیدار ہوں اور اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں سے باز آجائیں اور اللہ کے فرائض واحکام کی پابندی کریں ضرورت ہے کہ اعمال ومعاشرتی اصول کو عبادات سے ہم آہنگ کرلیں۔

الحمدللہ اس کتاب کی توقع سے زیادہ پذیرائی ہوئی عوام وخواص نے بے حد پسند کیا اس کتاب کے حوالہ جات میں جو طریقہ کار اپنایا گیا ہے یہ طریق کار اکثر و بیشتر ممالک اسلامیہ کے تحقیقی اداروں میں مستعمل ہے۔ جس سے کتاب کی افادیت بڑھ جاتی ہے اس طرح یہ کتاب اردو زبان میں اصلاح معاشرہ کے موضوع پر نہایت جامع مستند اور مفید کتاب ہوگئی ہے۔

اس کتاب کی عظیم افادیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر مسلمان مرد و عورت کے ہاتھ میں پہونچے تاکہ اس کی مدد سے وہ اپنے اعمال افعال کو توحید وسنت کے مطابق ڈھال سکیں۔

آج کی بھاگم بھاگ اور دوڑ دھوپ کی اس مشینری دور میں ہر ایک کو عدم فرصت کا شکوہ ہے موٹی کتابیں دیکھ کر گھبراہٹ پیدا ہوجاتی ہیں قارئین کی عدیم الفرصتی اور ہجوم کار کے پیش نظر اس ضخیم کتاب کے تین حصے کردیئے گئے ہیں تاکہ قارئین اس کتاب سے بھرپور فائدہ اٹھاسکیں۔

شائقین حضرات کے اصرار پر قارئین کی خدمت میں اس کتاب کا چوتھا ایڈیشن حصہ سوم مع مفید اضافہ پیش کرتے ہوئے مسرت محسوس کرتا ہوں اور اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ ہمیں زیادہ سے زیادہ نیک اعمال کی توفیق عطا فرمائے اور کتاب کے لکھنے والے پڑھنے والے اور اس کی طباعت واشاعت میں کسی قسم کا حصہ لینے والوں کے لئے اس علمی صدقہ جاریہ کی اشاعت پر اجر عظیم عطا فرمائے اور اعمال حسنہ میں درج فرما کر سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔آمین

والسلام

محتاج دعا

عبدالرؤف خاں ندوی

مدیر

مجلس التحقیق الاسلامی تلشی پور ضلع بلرام پور

یکم جنوری ۲۰۰۷ء

# پردہ کے آداب واحکام

عورتوں کے پردہ کا مسئلہ آج ہر حلقہ میں موضوع بحث بنا ہوا ہے پردہ کے مخالف یہ چاہتے ہیں کہ عورتیں کھلے طور پر مردوں کی طرح باہر نکل کر ہر کام میں حصہ لیں ورنہ قومی ترقی کا سلسلہ رک جائے گا۔تعلیم ،سیاست ،تجارت ،صنعت بلکہ فنون حرب وحزب کے پہلو بہ پہلو یہ لوگ عورتوں کو بزم عیش وطرب اور محفل رقص وسرور تک میں گھسیٹنا چاہتے ہیں ان کے سامنے یورپ وامریکہ کی خواتین کی زندگی قابل تقلید نمونہ ہے۔

دوسری طرف پردہ کے حامی عورتوں کو گھر کی چہار دیواری کے اندر محصور رکھ کر ضروری تعلیم اور بہت سے دوسرے جائز حقوق سے محروم کر دیتے ہیں۔ان لوگوں کی دلیل یہ ہے کہ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ میں اگر عورتیں بیع وشراء غزوات اور نماز وغیرہ کے لئے نکلتی تھیں تو اس کا سبب یہ تھا کہ اس دور میں فتنہ کے مواقع بہت کم تھے لیکن جب اسلامی سلطنت کا دائرہ وسیع ہوا اور مختلف طرح کے لوگ اسلام میں داخل ہو گئے تو ماحول کی پاکیزگی ختم ہوگئی اور رقص وسرور کی محفلوں کی وجہ سے فتنہ کا اندیشہ بڑھ گیا اس لئے اب عورتوں کو کسی بھی کام کے لئے باہر نکلنے کی اجازت دینا غلط ہے۔

غور سے دیکھا جائے تو مذکورہ دونوں گروپ پردہ کی حمایت ومخالفت میں اعتدال سے دور ہو کر افراط وتفریط کا شکار ہو گئے اسلامی تعلیمات کے اندر نہ تو عورتوں کو بالکل آزاد چھوڑا گیا ہے اور نہ ہی ان کو گھر کے اندر محصور کیا گیا ہے بلکہ



حالات کے مطابق گھر کے باہر کی ذمہ داریوں کو بھی انجام دینے کی اجازت دی گئی ہے بشرطیکہ شریعت کے بتائے ہوئے اخلاق وآداب کی رعایت کی جائے۔

افسوس کہ اسلام نے جن قوانین کو عورتوں کے تحفظ کے لئے وضع فرمایا تھا مغرب زدہ جدید افکار نے انہیں قید وبند سمجھ کر اسلام پر طرح طرح کی الزام تراشیاں شروع کر دی ہیں غیر قومیں تو درکنار خود مسلم معاشرہ کے بہت سے لوگ اسلامی حدود کو توڑنے اور اس کے تقدس کو پامال کرنے میں پیش پیش ہیں ایسے ہی لوگ عورتوں کے لئے پردے کو قید وبند اور قابل لعنت وملامت اسلامی ظلم تصور کرتے ہیں لیکن سچی بات تو یہ ہے کہ پردے کو عورتو ں پر ظلم قرار دینے والے ہی عورتو ں کا استحصال اور ان کے تقدس کو پامال کرنے والے اصلی جراثیم ہیں یہ عجیب بات ہے کہ پردہ مخالف عورتوں اور مردوں کو بلاوجہ پردے کی خرابیاں کرید کر نکالنے کا موقع تو ملتا ہے لیکن یہ بے پردگی کے بطن سے جنم لینے والے ہزاروں عیوب ونقائص پر سنجیدگی سے غور وخوض کرنے کا انہیں موقع نہیں ملتا کیا آئے دن اخبارات ورسائل وجرائد میں شائع ہونے والے عصمت دری کے عجیب وغریب واقعات ان لوگوں کے لئے باعث تشویش وتفکر نہیں جیسا کہ موجودہ دور میں آئے دن مشاہدے میں آتا ہے مغربی تہذیب کے رسیا اور اندھی تقلید کرنے والے ذرا مغرب کے پردے میں جھانک کر دیکھیں تو انہیں اس وحشیانہ کلچر کی نیرنگیاں وگل کاریاں اچھی طرح سمجھ میں آجائیں گی کہ آزاد خیالی اور آوارگی کے سبب امریکہ میں ہر سال نہ جانے کتنی طلاقیں صرف ایسی باتوں کو لے کر واقع ہوتی ہیں کہ شوہر نے بیوی کے کتے کو ڈانٹ دیا۔شوہر نے بیوی کی کار بغیر اجازت استعمال کرلی..................۔

آج یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ پردہ عورتوں کی تعلیم پر اثر انداز ہوتا ہے ایسا

اعتراض کرنے والوں کو تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہئے کہ پردے کی کما حقہ پاسداری کرنے والی ایسی ایسی صحابیات وتابعیات گزری ہیں جنہیں حدیث وفقہ اور دیگر علوم پر وہ درک ومہارت حاصل تھی کہ بڑے بڑے محدثین وفقہاء نے ان سے حدیث و فقہ کا اور علوم وفنون کا باضابطہ درس لیا آپ کہیں یہ تو بہت قدیم زمانے کی بات ہے تو موجودہ دور پر نظر ڈالیں کیا ایسی اسلامی خواتین نہیں جو پردے کے ساتھ کالجوں و یونیورسٹیوں میں تعلیم حاصل کرنے جاتی ہیں اور ان کے تعلیمی سلسلے میں کچھ بھی رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی بلکہ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ عریانیت پسند اور آزاد خیال لڑکیوں سے کہیں اچھا تعلیمی معاملہ ان خواتین کا ہوتا ہے۔

ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اسلام نے عورتوں کو چہار دیواری کے اندر قید کر رکھا ہے اس کے لئے کسی طرح کی ملازمت کو روا نہیں رکھا ہے یہ اعتراض بھی ان کی کم فہمی کی دلیل ہے کیونکہ اولاً تو اسلام نے عورتوں کے لئے صرف ایسی ملازمت کو ناجائز قرار دیا ہے جس میں بے پردگی اور دو مختلف جنسوں کا اسقدر عریانیت کے ساتھ اختلاط وتصادم ہو اور غیر محرموں کا اختلاط ہو ایسی ملازمت جوان نقائص ومفاسد سے مبرا ہو وہ جائز ودرست ہے۔

شریعت نے مختلف حالات میں عورتوں کے لئے ستر پوشی اور پردہ کے درج ذیل احکام دیئے ہیں:

> ''نماز کی حالت میں چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ پورا جسم مکمل طور پر چھپا رہنا چاہئے جس کپڑے میں نماز پڑھے وہ اتنا لمبا ہو کہ رکوع اور سجدہ کی حالت میں پیروں کا بالائی حصہ چھپا رہے اوڑھنی سے سر کے بال کندھا گردن اور سینہ چھپانا چاہئے نماز کے لئے عورت اگر کوئی کپڑا مخصوص کرلے تو بہتر ہے۔
>
> نماز کے علاوہ دوسری حالتوں میں عورت کو اپنے بدن کا ہر حصہ چھپائے



> رکھنا ضروری ہے اگر کام کاج یا کسی معاملہ میں گواہی کے وقت چہرہ یا ہتھیلی کے کھولنے کی ضرورت ہو تو شریعت میں اسکی گنجائش ہے بیماری کی حالت میں اگر معالج جسم کا متاثرہ حصہ دیکھنا چاہے تو گھر کے کسی فرد کی موجودگی میں دیکھ سکتا ہے کیونکہ مجبوری کی حالت میں شریعت نے اس کی اجازت دی ہے۔
>
> جب عورت اپنے شوہر یا محرم لوگوں کے پاس یا مسلم عورتوں کے درمیان ہو تو ایسی صورت میں لباس یا آرائش کی دوسری چیزوں کا اظہار کرنے کی اجازت ہے۔جنسی معاملات سے ناواقف بچوں یا از کار رفتہ مردوں سے پردہ نہیں لیکن مزدوروں اور خادموں سے پردہ ضروری ہے اسی طرح غیر مسلم عورتوں کے سامنے بھی تمام جسم کا پردہ ضروری ہے البتہ ضرورت پر چہرہ اور ہتھیلی کے اظہار کی اجازت ہے''

**پردہ یا لباس کیسا ہو؟:** علامہ ناصر الدین البانی محدث رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''حجاب المرأة المسلمة' میں پردہ ولباس کی شرطوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے ذیل میں اس کا خلاصہ درج کیا جارہا ہے۔ان شرائط میں سے ابتدائی پانچ شرطوں کا تعلق اس حالت سے ہے جب عورت گھر سے باہر نکلے لیکن بعد کی تین شرطیں گھر اور باہر دونوں جگہ کے لباس اور پردہ سے متعلق ہیں۔

ا.........پہلی شرط یہ ہے کہ لباس یا پردہ بدن کو ممکن حد تک پورے طور پر چھپالے چہرہ اور ہتھیلیوں کے چھپانے اور کھولنے کے سلسلہ میں علماء کے اقوال مختلف ہیں لیکن اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا چھپالینا ہی بہتر ہے۔

اس شرط کی ایک دلیل سورۂ نور کی آیت نمبر:۳۱ ہے اس آیت میں مسلمان عورتوں کو حکم دیا گیا ہے کہ نگاہ نیچی رکھیں کسی اجنبی مرد کو نہ دیکھیں پاکدامنی اختیار کریں کپڑے سے بدن چھپائے رکھیں اپنی زینت وخوبصورتی کی نمائش شوہر اور قریبی رشتہ داروں کے علاوہ کسی غیر محرم کے سامنے نہ کریں پیر ٹپک کر پوشیدہ زینتوں کا

ا البقرة:۲۰۸

اظہار نہ کریں۔

اس آیت کی روشنی میں یہ سمجھا جاسکتا ہے کہ عورتوں کو باہر نکلتے ہوئے غازہ وغیرہ استعمال نہیں کرنا چاہئے نہ کوئی ایسا لباس زیب تن کرنا چاہئے جو کسی جنسی کشش کا باعث ہو۔

اسی طرح مسلمان عورتوں کو آرائشی لباس اور زیورات سے مزین ہوکر سیر و تفریح کے لئے جانا نہیں چاہئے خلاصہ یہ کہ ہر وہ لباس اور کام عورتوں کے لئے ممنوع ہے جس میں مردوں کے لئے کشش ہو اور وہ نظر اٹھائیں۔

۲.........دوسری شرط یہ ہے کہ لباس یا پردہ بذات خود زینت نہ ہو سورہ احزاب کی آیت نمبر۳۳ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ زینت کا ایسے طور پر اظہار نہ کیا جائے جس سے شہوانی جذبہ میں تحریک ہو ایسا فعل باعث لعنت ہے جہنم میں عورتوں کی تعداد کی کثرت کا جو ذکر حدیث میں ہے اس کا سبب عام طور پر زینت کے اظہار کا جذبہ ہی ہے۔

مسند احمد کی ایک روایت میں ذکر ہے کہ امیمہ بنت رقیقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیعت کے لئے آئیں تو آپ نے ان سے درج ذیل امور پر بیعت لی۔شرک نہ کریں، چوری اور زنا نہ کریں، اولاد کو قتل نہ کریں، بہتان تراشی نہ کریں ،نوحہ و بین نہ کریں اور دور جاہلیت کی طرح زینت کا اظہار نہ کریں۔

۳.........تیسری شرط یہ ہے کہ کپڑا دبیز ہو تاکہ جسم نظر نہ آئے کیونکہ لباس یا پردہ کا مقصد یہی ہوتا ہے کہ جسم کو چھپایا جائے اگر کپڑا شفاف ہو تو اس سے فتنہ میں اضافہ ہوتا ہے اسی لئے ایسی عورتوں پر حدیث میں لعنت بھیجی گئی ہے جو اس قدر باریک کپڑا زیب تن کریں جس سے جسم نظر آئے۔

طبقات ابن سعد (۴۶/۸) میں مذکور ہے کہ حفصہ بنت عبدالرحمٰن حضرت



عائشہ کے پاس ایک باریک اوڑھنی اوڑھ کر آئیں حضرت عائشہؓ نے دیکھتے ہی اسے پھاڑ دیا اور کہا کہ تمہیں سورۂ نور میں اللہ تعالیٰ کا نازل کیا ہوا حکم معلوم نہیں؟ پھر دوسری اوڑھنی منگا کر انہیں دیا۔

ابن حجر ہیتمی نے اپنی کتاب ’الزواجر‘ میں عورتوں کے باریک و شفاف لباس سے متعلق مستقل باب باندھا ہے اور دلیل دی ہے کہ اس طرح کا لباس استعمال کرنا کبیرہ گناہ ہے۔

۴.........چوتھی شرط یہ ہے کہ لباس اتنا تنگ نہ ہو کہ جسم کی ساخت نمایاں ہو بلکہ کشادہ اور ڈھیلا ڈھالا ہو، کیونکہ لباس یا کپڑے کا مقصد فتنہ کا سد باب ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب عورتیں کشادہ کپڑا استعمال کریں تنگ کپڑوں سے جسم کا رنگ تو چھپ جاتا ہے لیکن پردہ کا مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے۔

اسامہ بن زیدؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دحیہ کلبی کا ہدیہ کیا ہوا کتان کا سفید شفاف و باریک کپڑا مجھے دیا میں نے اسے اپنی بیوی کو دے دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ وہ کپڑا کیوں استعمال نہ کیا؟ میں نے جواب دیا کہ بیوی کو دے دیا آپ نے فرمایا کہ اس سے کہو کہ نیچے کوئی کپڑا پہن کر اسے پہنا کرے۔

یہ حکم آپ نے اس لئے فرمایا کہ بہت سے موٹے کپڑے بھی نرمی کی وجہ سے جسم کی ساخت کو ظاہر کر دیتے ہیں لیکن جب ان کے نیچے کوئی دوسرا کپڑا پہن لیا جائے تو جسم کے اعضاء کی نمائش کا اندیشہ کم ہو جاتا ہے۔

۵.........پانچویں شرط یہ ہے کہ کپڑے میں خوشبو نہ لگی ہو متعدد احادیث میں یہ حکم مذکور ہے کہ عورت اگر مسجد جانے کے لئے نکلے تو خوشبو استعمال نہ کرے اس ممانعت کا

سبب یہ ہے کہ اس سے شہوت میں تحریک پیدا ہوتی ہے اور جب مسجد جاتے ہوئے خوشبو کی اجازت نہیں تو پھر بازار وغیرہ کے لئے اس کی اجازت کیسے ہوسکتی ہے؟

۶............چھٹی شرط یہ ہے کہ لباس یا پردہ مرد کے لباس سے ملتا جلتا نہ ہو، ابو ہریرہؓ کی ایک حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی عورتوں پر لعنت بھیجی ہے جو لباس وغیرہ میں مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں ابن عباس کی ایک روایت میں ان کے گھروں سے نکالدینے کا حکم ہے۔

اس دور میں مغربی تہذیب کے دلدادہ مرد اور عورت لباس وغیرہ میں ایک دوسرے کی مشابہت سے بچتے نہیں بلکہ اکثر حالات میں فیشن کے خیال سے مشابہت کو اختیار کرتے ہیں احادیث نبویہ میں اس پر سخت وعید ہے تمام مسلمانوں کو اس سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

۷............ساتویں شرط یہ ہے کہ کپڑا کافر عورتوں کے لباس سے مشابہ نہ ہو کیونکہ اسلامی شریعت کا یہ فیصلہ ہے کہ مسلمان مرد وعورت اپنی عبادت تیوہار اور لباس و ہیئت میں کافروں کی مشابہت اختیار نہ کریں شریعت کا یہ ایک اہم قاعدہ ہے اور اس کی پابندی یا مخالفت کے اثرات بڑے ہی دوررس ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ آج مسلمانوں کی اکثریت اس قاعدہ سے غافل ہے اور کھلے طور پر غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کررہی ہے۔

۸............آٹھویں شرط یہ ہے کہ لباس یا پردہ شہرت کا باعث نہ ہو اس کے استعمال سے لوگوں کے مابین ممتاز یا نمایاں ہونا مقصود نہ ہو۔

حدیث میں ایسے شخص کے لئے سخت وعید آئی ہے جو لباس کے ذریعہ شہرت کا طالب ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے آدمی کو قیامت کے دن رسوائی اور جہنم کی



آگ کا مستحق قرار دیا ہے۔

عورتوں کے لباس کے سلسلہ میں مختصر طور پر جو تفصیل بتائی گئی ہے اس کی پابندی ہر مسلمان کا فرض ہے خاندان کے ذمہ دار افراد مثلاً باپ یا شوہر وغیرہ کو چاہئے کہ اپنے ماتحت تمام افراد کو لباس و پردہ کے مذکورہ اسلامی آداب و احکام سے آگاہ کریں اور اسکی پابندی پر زور دیں قرآن مجید میں اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچانے اور حدیث نبوی میں ذمہ داریوں کی بابت پوچھے جانے کا جو ذکر ہے اسکی پابندی اسی صورت میں ہوسکتی ہے۔[۱]

**پردہ یا حجاب کا مفہوم:** حجاب عربی لفظ ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کے چھپنے کا ذریعہ یا آڑ جسے اردو میں پردہ کہا جاتا ہے چنانچہ پردہ کرنے یا حجاب کرنے کا مطلب یہ ہوا کہ کسی چیز کے ذریعہ چھپانا یا آڑ کرنا جب مسلمان عورت اپنی سراپا زینت کو اجنبی نظروں سے محفوظ رکھنے کے لئے اپنے جسم پر موجود لباس کے اوپر ایک اور اضافی ومناسب لباس کے ذریعہ اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کے علاوہ بقیہ پورے جسم کو چھپالیتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس نے پردہ کرلیا یا اس نے حجاب کرلیا۔

**پردے کی آیات اور ان کا مفہوم:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يَا نِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلاَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلاً مَّعْرُوْفاً وَ قَرْنَ فِىْ بُيُوْتِكُنَّ وَلاَ تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى﴾

(الاحزاب:۳۲۔۳۳)

اے نبی کی بیویو! تم دیگر عورتوں کی طرح نہیں ہو (تمہارا درجہ بہت بلند ہے) اگر تم اللہ سے ڈرتی ہو پس تم بات کرتے وقت لجاجت اختیار نہ کرو ورنہ جس کے دل میں برائی ہے وہ بری توقع قائم کرے گا تم صرف اچھی باتیں کرو

---

[۱] حجاب المرأۃ المسلمۃ بحوالہ خاتون اسلام ص:۱۰۲تا۱۰۷

اپنے گھروں میں قیام اختیار کرو اور دور جاہلیت کی طرح بے پردگی کا مظاہرہ نہ کرو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان آیات میں ازواج مطہرات کو خطاب کیا گیا ہے مگر ان میں تخصیص کے لئے کوئی صریح لفظ یا واضح قرینہ موجود نہیں ہے یہ حکم عام عورت کے لئے بھی ہے۔

جب مسلمان مرد اور عورت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کے حکم کی تعمیل کرے خواہ اس کے مخاطب خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوں یا آپ کی ازواج مطہرات ہوں (بشرطیکہ اس میں تخصیص کی صراحت یا واضح قرینہ موجود نہ ہو) تو اللہ کے اس حکم کی تعمیل کس قدر زیادہ ضروری ہوگی جو براہ راست نبی اور ازواج نبی کے ساتھ مسلمان مرد وعورت کو بھی دیا گیا ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ يُّعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾

(الاحزاب:۵۹)

اے نبی! اپنی بیویوں اور لڑکیوں کو اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنے اوپر اپنے جلباب ڈھیلی ڈھالی چادر کی شکل میں ہو یا برقع ڈال لیں یہ اس بات کے زیادہ قریب ہے کہ وہ (باعفت عورت کی حیثیت سے) پہچان لئے جائیں پھر (کسی طرف سے کوئی) اذیت نہ دی جائیں اور (اس سے قبل جلباب اختیار نہ کرنے کی وجہ سے جو تقصیر ہوئی ہے) اللہ معاف کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

**الوقرُ فی البیت کا مفہوم:** لفظ قَرْنَ وَقَرَ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں اپنے گھر میں مستقر ہونا یا قیام پذیر رہنا لیکن گھر میں قیام پذیر رہنے کا مطلب گھر میں بند رہنا نہیں ہے اور نہ یہ کہ گھر میں ہمیشہ کے لئے اس طرح موجود رہنا کہ گھر سے نکلنا ہی ناجائز ہو جائے۔



آیت مذکور کا مفہوم یہ ہرگز نہیں ہے بلکہ اس آیت کا مفہوم اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ عورتوں کے لئے گھر ہی مناسب مقام وحقیقی قیام گاہ ہے جس کی وہ دیکھ ریکھ کرنے اور نئی نسل کی تربیت کے فرائض انجام دیں گی گویا وہ گھر کی چھوٹی سی حکومت کے وزارت داخلیہ کے منصب پر فائز رہیں گی۔

**تَبَرُّج کیا ہے؟:** مفسرین نے عورت کے تبرج کی اس طرح تفسیر کی ہے۔

☆ مجاہد نے فرمایا: عورت گھر سے نکلتی تھی اور لوگوں کے درمیان (اپنے حسن وزینت کو دکھاتی ہوئی) چلتی تھی پس وہی جاہلیت کا تبرج یا بے پردگی ہے۔

☆ قتادہ نے فرمایا: عورت مٹکتی ہوئی سینہ تان کر چلتی تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا۔

☆ مقاتل بن حبان نے کہا: کہ عورت اپنے دوپٹے کو سر پر رکھ لے لیکن صحیح ڈھنگ سے نہ اوڑھے جس سے اس کا ہار، کان کی بالیاں اور گردن دکھائی دیتی رہے اور یہ سب دیگر لوگوں کو نظر آئیں اسی کو تبرج کہا جاتا ہے۔

☆ ابن کثیر نے فرمایا: بعض عورتیں مردوں کے درمیان سے اپنے سینے کھول کر گزرتی تھیں جن پر اوڑھنیاں نہیں ہوتی تھیں اور بعض اوقات اپنی گردنیں اور اپنے بال کی چوٹیاں اور اپنے کان کی بالیاں بھی ظاہر کرتی تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مومنہ عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اپنے احوال و بناوٹوں کا بھی پردہ کریں یہ ہیں جاہلی تبرج و بے پردگی کی بعض صورتیں جن کی قرآن کریم نے نشاندہی کی تاکہ اسلامی سوسائٹی کو جاہلیت کے برے اثرات سے پاک کردے اور اسے فتنہ وگمراہی سے دور رکھے اور ساتھ ہی ساتھ سوسائٹی میں اسلامی آداب وتصورات اور اسلامی شعور ومزاج پروان چڑھے۔

جاہلیت کے کسی زمانے کا معین وقت کا نام نہیں بلکہ یہ وہ خاص اجتماعی حالت ہے جو فطرت سلیمہ سے منحرف ہو جس پر زندگی کے جداگانہ مخصوص تصورات ہوں جو خود زندگی کے پیدا کرنے والے کے بتائے ہوئے تصورات کے مخالف ہوں ایسی

حالت یا ایسا تصور جس جگہ یا جس زمانہ میں پایا جائے گا اس پر جاہلیت کی تعریف صادق آئے گی اور موجودہ زمانہ میں جس میں ہم جی رہے ہیں اس جاہلیت کا پورا پورا مصداق ہے کیونکہ یہ اپنے خالق کی ہدایات کے بہت زیادہ مخالف حالات ومخالف تصورات پر قائم ہے۔[1]

**جلابیب کے معنیٰ ؟:-** جلالیب جمع ہے جلباب کی اور جلباب یا تو کوئی بڑی چادر ہو یا ڈھیلا ڈھالا کپڑا یا عربی برقع یا عبا یا خواہ سوتی کا ہو یا ریشم کا یا اون کا، خواہ کسی بھی رنگ کا ہو یا کسی بھی شکل کا، بشرطیکہ وہ غیر مزین وغیر مزخرف سادہ یا پلین ہو پورے جسم کو اس طرح چھپالے کہ باہر سے اندر کی چیز نظر نہ آئے اس قدر ڈھیلا ڈھالا ہو کہ جسم کی بناوٹ اور نقوش یا سینے کا اتار چڑھاؤ ظاہر نہ ہو جسم پر سر سے پیر تک اس طرح لٹکا ہوا ہو کہ صرف چہرہ اور دونوں ہتھیلیوں کے علاوہ جسم کا اور کوئی حصہ ظاہر نہ ہو جسے عورت یا بالغ لڑکی (اپنے خویش واقارب محارم عورتوں کے درمیان پہنے جانے والے) روزمرہ گھریلو عادی لباس کے اوپر گھر سے باہر نکلتے وقت یا گھر کے اندر کسی اجنبی غیر محرم بالغ آدمی کے آنے پر لازمی طور پر پہنے اگر دونوں کے درمیان کوئی دیوار یا پردہ کی آڑ نہ ہو۔

پردے کے سلسلے میں متعدد احادیث مروی ہیں جو عورتوں کو پردہ کرنے کی تاکید کرتی ہیں تاکہ جنس مخالف اجنبی یا اجنبیہ کی غیر شرعی نظر بازی کو روکا جاسکے ان میں سے چند احادیث یہ ہیں:

”عن ابن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المرأة عورة فاذا خَرَجَتُ (بدون حجاب او بدون جلباب) اشتشرفها

[1] شرعی پردہ ص:۱۵



الشیطان من الانس والجن“ (ترمذی)

ابن مسعود سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورت مجسمہ شرم وحیاء ہے جب وہ (بغیر پردہ یا بغیر جلباب کے گھر سے نکلے گی تو انسان اور جن کے شیطان صفت لوگ اس پر غلط نظریں ڈالیں گے۔

**نیز ارشاد نبویؐ ہے:**

”عن عائشة رضی اللہ عنها ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیها ثیاب رقاق فاعرض عنها فقال: یا اسمآء ان المرأة اذا بلغت المحیض لم تصلح ان یریٰ منها الاهذا و هذا و اشار الی وجهه و کفیه“[1]

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ اسماء بنت ابی بکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حالت میں آئیں کہ ان پر باریک کپڑے تھے وہ باریک کپڑے اوڑھے ہوئے آئیں چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے چہرہ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء! جب عورت حیض کی عمر تک پہنچ جاتی ہے تو جائز نہیں ہے کہ اس کے جسم کا کوئی حصہ ظاہر ہو سوائے اس کے اور اس کے اور آپ نے اپنے چہرے اور ہتھیلیوں کی طرف اشارہ فرمایا۔

**نیز ارشاد نبویؐ ہے:**

”ام سلمة انها کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و میمونة اذا اقبل ابن ام مکتوم فدخل علیه فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احتجبا منه فقلت یا رسول اللہ الیس هو اعمیٰ لا یبصرنا؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افعمیا و ان انتما لستما تبصرانه“[2]

ام سلمہؓ روایت کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھی اور میمونہ بھی تھیں، اچانک ام مکتوم نظر آئے پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ہم دونوں کو

[1] ابوداؤد کتاب اللباس باب فیما تبدی المرأة من زینتها ۶۲/۴ حدیث:۴۱۰۴
[2] ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قولہ عزوجل قل للمؤمنات یغضضن

خطاب کر کے ) فرمایا کہ تم دونوں ان سے پردہ کرو میں نے کہا اے اللہ کے رسول! وہ تو اندھے ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم دونوں بھی اندھی ہو کہ انہیں دیکھ نہیں پائیں۔

نیز ارشاد نبویؐ ہے:

”عن اسماء بنت ابی بکر قالت کنا نغطی وجوهنا من الرّجال “[۱]

اسماء بنت ابوبکر نے فرمایا ہم اجنبی غیر محرم مردوں کے سامنے اپنے چہرے ڈھانکے رکھتے تھے۔

**چہرہ کا حکم :-** عورت کے باہر نکلنے کی صورت میں چہرہ چھپانے یا کھولنے کے سلسلہ میں علماء احناف کا اختلاف ہے کچھ لوگ عورت کو چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں کھولنے کی اجازت دیتے ہیں لیکن سورۂ احزاب کی آیت نمبر ۵۹ میں عورتوں کو چادر ڈالنے کا جو حکم ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ چہرہ کا پردہ بھی ضروری ہے اسی طرح متعدد احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عہد نبویؐ میں عورتیں چہرہ کا پردہ بھی کرتی تھیں پھر جو لوگ چہرہ اور ہتھیلی کے پردہ کے قائل نہیں ہیں وہ بھی فتنہ سے بچنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ یہ عورتیں چہرہ کا بھی پردہ کریں گی خصوصاً جب کہ چہرہ یا ہتھیلی پر کسی طرح کی زینت موجود ہو۔

امام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے کہ:

”عورت کو احرام کی حالت میں نقاب اور دستانہ پہننے سے منع کیا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں چہرہ اور ہاتھ کے پردے کے لئے مذکورہ دونوں چیزیں استعمال کرتی تھیں۔

امام ابن قیم الجوزیہ لکھتے ہیں کہ:[۲]

”فقہاء نے آزاد عورت کے پردہ سے چہرہ اور ہتھیلی کا جو استثناء کیا ہے اسکا

[۱] حاکم کتاب المناسک

[۲] اعلام الموقعین ج:۲ ص:۶۱



تعلق نماز سے ہے یعنی نماز کی حالت میں اسکا چہرہ اور ہتھیلی کھلی رہے تو کوئی حرج نہیں ہے لیکن اسے اس بات کی اجازت نہیں کہ چہرہ اور ہتھیلی کھول کر باہر غیر محرموں کے سامنے جائے۔“

موصوف نے پردہ کی پابندی کرنے کے سلسلہ میں ایک مقام پر یہ وضاحت کی ہے کہ گھر کے ذمہ دار شخص یعنی باپ شوہر اور بھائی وغیرہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی ماتحت عورتوں کو بن سنور کر باہر نکلنے باریک وشفاف لباس پہننے اور راستہ میں مردوں سے بات کرنے سے روکے اگر کوئی عورت بن سنور کر اکثر باہر جاتی ہو تو اسے زبردستی منع کرے نہ مانے تو گھر کے اندر قید کر دے۔[۱]

**دوزخی عورتیں :-** عریانی اور بے پردگی اس دور کا عظیم فتنہ ہے بے پردہ لباس پہننے والی عورتوں کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

”عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه و سلم صنفان من اهل النار لم ارهما قوم معهم سياط كاذ ناب البقر يضربون بها الناس و نساء كاسيات عاريات مميلات مائلات رؤسهن كاسنمة البخت المائلة لايدخلن الجنة و لا يجدن ريحها ليوجد من مسيرة كذاو كذا“[۲]

ابوہریرہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو قسم کے لوگ دوزخی ہیں جن کو ابھی میں نے نہیں دیکھا ایک وہ لوگ ہیں جن کے ساتھ گائے کے دم کی طرح کوڑے ہوں گے جن سے وہ ظلماً لوگوں کو ماریں گے یعنی حاکم وزراء ظالم ہوں گے۔ ( چنانچہ اس دور میں یہ لوگ موجود ہیں ) دوسرے وہ عورتیں جو ظاہر میں کپڑے پہنے ہوں گی اور حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہوں گی اور انکی طرف رغبت کریں گی ان کے سر بختی اونٹ کے کوہان کی طرح ہوں گے یعنی ایک طرف جھکے

[۱] الطرق الحکمیہ فی السیاسیۃ الشرعیۃ ص:۲۸۰

[۲] مسلم کتاب اللباس والزینۃ باب النسآء الکاسیات العاریات

ہوں گے وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور نہ ان کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو دور تک پھیلی ہوئی ہوں گی ۔ (چنانچہ اس دور میں ایسی عورتیں بھی موجود ہیں)

**کاسیاتٌ عاریاتٌ کی تشریح:**- ان الفاظ کے شارحین حدیث نے کئی معنی بیان کئے ہیں اگر غور سے دیکھا جائے تو کتاب وسنت اور لغت عربی کی روشنی میں یہ سب معانی اپنی جگہ پر درست ہیں۔

(۱) ایسی خواتین جو باریک لباس پہنتی ہیں جن سے بدن کا حسن و جمال جھلکتا ہے اسمیں وہ چست کسا ہوا لباس بھی شامل ہے جس کے زیب وتن کرنے سے جسم کے نشیب وفراز نمایاں ہوجاتے ہیں ایسی خواتین ملبوس (باپوشاک) بھی ہیں اور برہنہ (بے لباس) بھی۔

(۲) وہ خواتین جو جسم کے ان بعض حصوں کو جنہیں ڈھانپنا ضروری ہے کھلا رکھتی ہیں جیسا کہ آج کل عام رواج ہوگیا ہے کہ سینے کا بالائی حصہ اور کہنیاں اور باہیں کھلی رہتی ہیں بلکہ بعض عرب ممالک میں گھٹنوں تک پنڈلیاں بھی لباس سے بے نیاز رہتی ہیں۔

(۳) ایسی خواتین جن کے جسم کا ہر حصہ اللہ تعالی کی نعمتوں سے آراستہ ہے اور جن کے زندگی کا ہر لمحہ اس کی کرم فرمائیوں سے بھرپور ہے لیکن اس کے باجوود زبان ذکر الٰہی سے اور دل جذبۂ شکر سے محروم ہیں۔

(۴) ایسی خواتین جو دنیا میں لباس وزینت کے تمام تکلفات میں ڈوبی ہوئی ہیں لیکن اپنی بے عملی کی بنا پر آخرت میں اس ثواب سے محروم رہیں گی جو لباس تقوی کی بنا پر حاصل ہوسکتا ہے۔

(۵) ممیلات ایسی خواتین جو آواز دار زیور بھڑکیلے شوخ رنگ لباس اور تیز مہکتی خوشبو کے ذریعہ سوسائٹی کے نوجوانوں کی توجہ اپنی طرف پھیر لیتی ہیں۔

(۶) مائلات: ایسی خواتین جن کی چال میں سادگی اور وقار کے بجائے ناز وانداز اور تکبر وفخر کا مظاہرہ ہوتا ہے

(۷) رؤسهن كاسنمة البخت :اس جملہ سے ایسی عورتیں مراد ہیں



جو اپنے حسن و جمال کی برتری اور بالوں کی کثرت ظاہر کرنے کے لئے اپنی چوٹیوں کو اس طرح لپیٹ لیتی ہیں کہ کوہان کی مشابہت پیدا ہوجائے یا مصنوعی بال لگا کر کوہان کی شکل بنالی جاتی ہے۔

**اجنبی یا غیر محرم کون ہے؟:**- اجنبی سے مراد وہ شخص نہیں ہے جسے عورت پہلے سے نہیں جانتی بلکہ شرعی اصطلاح میں ہر وہ مرد وعورت آپس میں اجنبی ہیں جن کے ساتھ دیر یا سویر کسی بھی وقت نکاح جائز ہے اس قسم کے مرد وعورت کو غیر محرم بھی کہا جاتا ہے کیونکہ ان کے درمیان نکاح حرام نہیں۔ لہذا ان میں سے ہر ایک دوسرے کے لئے اجنبی ہے خواہ ایک دوسرے کو پہلے سے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو چنانچہ کسی عورت کا سگا چچازاد بھائی اس عورت کے لئے اجنبی اور غیر محرم ہے چاہے وہ اسے بچپن ہی سے کیوں نہ جانتی پہچانتی ہو کیونکہ ان دونوں کے درمیان نکاح جائز ہے لیکن ایک عورت کا حقیقی بھتیجہ اس کے لئے اجنبی نہیں ہے کیونکہ وہ اسے ملاقات نہ ہونے یا تعارف نہ رہنے کی وجہ سے پہلے سے نہ جانتی اور نہ پہچانتی ہو پھر بھی وہ آپس میں محرم ہیں کیونکہ ان دونوں کے درمیان نکاح حرام ہے۔

**غیر محرم ڈاکٹر سے عورت کا علاج:**- بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں عورتوں کے علاج کے لئے کبھی غیر محرم ڈاکٹر سے بھی رجوع کرنا پڑتا ہے اگر ہم عورتوں کو ڈاکٹر سے پردہ کرائیں تو ان کا علاج کیسے کیا جائے گا؟ بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ عورت علاج کے لئے بوقت ضرورت اپنے جسم کے خاص اعضاء بھی غیر محرم ڈاکٹر کو دکھا کر علاج کراسکتی ہے تو اس کے لئے دیگر عام حالت میں بھی اس ڈاکٹر کے سامنے اپنے جسم کے دیگر اعضاء کھلے رکھنے میں کوئی حرج نہیں یعنی جس ڈاکٹر سے عورت ایک بار پردہ ہٹا کر بیماری چیک اپ کرالیتی ہے اس کے لئے ایسے ڈاکٹر سے تاحیات کوئی پردہ نہیں۔

عورت کا بیمار ہونا بھی ممکن ہے اور علاج کے لئے اسے ڈاکٹر کے پاس جانا بھی پڑتا ہے خواہ وہ ڈاکٹر اپنا کوئی محرم آدمی ہو یا کوئی اجنبی غیر محرم ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ایسا کہنے والا اس واقعہ کو ناجائز مقصد کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے تاکہ اباحیت کا رواج ہو اور اباحیت پسندوں کو خوش کیا جا سکے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام نے ہر مناسب طریقہ سے علاج کی اجازت دی ہے چنانچہ بوقت ضرورت بیماری چک اپ کرانے کے لئے ڈاکٹر کے پاس عورت کے اپنے پردے ہٹانے میں کوئی حرج نہیں، لیکن یہ ایک ہنگامی حالت میں وقتی ضرورت ہے اور ضرورت پوری ہوتے ہی وہ حالت ختم ہو جاتی ہے پھر شرعی پردہ وہ اپنی جگہ پر لوٹ آتا ہے بیمار

ÐÏ◂ à¡±→ á
– └ > └ þÿ
┼ Ó þÿÿÿ # └
│ î
µ\├ oot Entry
┬ │ ÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿ
þÿÿÿ
ÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿ



ÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿ
ÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿ
R o o t E n t r y
┬ │ ÿÿÿÿÿÿÿÿ└
H¸Æ Ô @‼ I n P a g e 1 0
0
#
ÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿÿ
– E˜ D o
c u m e n t I n f o

# زنا خاندانی نظام کی تباہی کا نتیجہ ہے

زنا ایک قانونی جرم ہے، زنا قتل فساد کا بدترین ذریعہ ہے زنا خاندانی نظام کی تباہی کا نتیجہ ہے زنا ایک حیوانی عمل ہے جو چند منٹ کی لذت کے بعد زندگی بھر کی ملامت وحسرت کا ذریعہ ہے زنا انسانی سماج میں بے حیائی کا پھیلاؤ کا سب سے بڑا ذریعہ ہے زنا کے اسباب میں اجنبی عورت ومرد کا اختلاط رقص وسرور اور ہیجان پیدا کرنے والی تصویریں ہیں اور شہوت انگیز نظارے اور نظر بازیاں۔

جنسی تعلقات کے سلسلہ میں جائز حدود پر اصرار کرنے کے لئے لازمی ہے کہ بدکاری پر آمادہ کرنے والے محرکات کو معاشرہ سے ختم کیا جائے اور ایسی تمام راہیں بند کردی جائیں جو فکر وعمل کی آوارگی کا سبب بنتی ہیں اس کے بغیر انسان کا صحیح راہ پر قائم رہنا دشوار ہے کبھی نہ کبھی ناپاک طریقوں پر اس کے قدم پڑ ہی جائیں گے۔

اس مقصد کے لئے اسلام معاشرہ کو بیسوائی کی گندگی سے پاک کرتا ہے اور اس شاخ ہی کو کاٹ پھینکتا ہے جس پر منحوس پرندے اپنے آشیانے تعمیر کرتے ہیں۔

عرب جاہلیت کی تہذیب نے باقاعدہ زنا کے اڈے قائم کر رکھے تھے جہاں شہوت رانی کی تمام سہولتیں مہیا تھیں سرمایہ دار اپنی لونڈی کو مجبور کرتے تھے کہ وہ اپنی عصمت کی قیمت سے ان کے حرص وآرزو کی بھوک مٹائیں۔

قرآن مجید نے اس ذلت آمیز کاروبار کو یک قلم ممنوع قرار دے دیا:

﴿وَلاَ تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾ ۱

۱ النور:۳۳



دنیوی زندگی کے حقیر ساز وسامان کے حاصل کرنے کے لئے اپنی لونڈیوں کو بدکاری پر مجبور نہ کرو اگر عفت کی زندگی گزارنا چاہیں۔

**زنا ہر حال میں حرام اور لائق سزا ہے ارشاد باری تعالی ہے:**

﴿وَلاَ تَقْرَبُوْا الزِّنَا اِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَآءَ سَبِيْلاً﴾ ۱

تم زنا کے قریب نہ جاؤ اس لئے کہ وہ بے حیائی کا کام اور بری راہ ہے۔

**قاضی ابن رشد رحمہ اللہ نے لکھا ہے:**

"اباحة فی الشرح علی وجهين احدهما عقد النكاح و الثانی ملك اليمين فلا يحل استباحه الفرج بما عدا هذين الوجهين" ۲

شریعت نے دو طریقوں سے جنسی تسکین جائز قرار دی ہے ایک یہ کہ نکاح کیا جائے دوسرے یہ کہ لونڈی رکھی جائے ان دو طریقوں کے علاوہ کسی بھی ذریعہ سے شرمگاہ کو حلال نہیں کیا جا سکتا۔

**امام ابن قیم رحمہٗ اللہ فرماتے ہیں:** ۳

"فان الابضاع فی الاهل علی التحريم فيقتصر فی اباحتها علی ما ورد به الشرع و ما عداه فعلی اصل التحريم"

کسی سے جنسی تعلق قائم کرنا اصلا حرام ہے لہذا اس کا جواز ان ہی حدود میں محدود رہے گا جو شریعت میں بیان ہوئی ہے ان حدود سے باہر اپنی اصل سے وہ حرام ہی ہوگا۔

**استاذ محترم شیخ محمد امین شنقیطی اپنی تفسیر "اضواء البیان" ۶/۱۸۶ ﴿قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ﴾ ۴ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:**

"اللہ عز وجل نے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی نگاہیں پست رکھنے اور شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم دیا ہے شرمگاہوں کی حفاظت میں زنا

۱ بنی اسرائیل:۳۲
۲ مقدمات ابن رشد:۲/۲۱۔۲۲
۳ زاد المعاد:۴/۹
۴ النور:۳۰۔۳۱

لواطت سحاق (عورتوں کی ہم جنسی) اور بلاضرورت انہیں لوگوں کے سامنے ظاہر کرنے سے پرہیز کرنا اور محفوظ رکھنا داخل ہے''۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں دیئے گئے احکامات کو بجا لانے والے مردوں اور عورتوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے بشرطیکہ وہ اس کے ساتھ سورہ احزاب میں بیان کئے گئے احکامات کو بجالائیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ..................اِلٰی قَوْلِہٖ وَالْحَافِظَاتِ وَالذَّاکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْراً وَالذَّاکِرَاتِ أَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَغْفِرَۃً وَّ اَجْراً عَظِیْماً﴾[1]

بیشک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں مرد اور مومن عورتیں فرماں برداری کرنے والے مرد اور فرماں بردار عورتیں راست باز مرد اور راست باز عورتیں صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں بکثرت اللہ کا ذکر کرنے والے مرد اور ذکر کرنے والی عورتیں ان (سب) کے لئے اللہ تعالیٰ نے (وسیع) مغفرت اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

علامہ شنقیطی رحمہ اللہ کے کلام میں وارد لفظ (سحاق) کے معنی ہیں عورتوں کی ہم جنسی کا عمل یہ ایک سنگین جرم ہے جس پر دونوں عورتیں کڑی سزا اور سخت تادیب کی مستحق ہیں۔

علامہ ابن قدامہ المغنی: ۱۹۸/۸ میں لکھتے ہیں:

اگر دو عورتیں ہم جنسی کا عمل کرتی ہیں تو وہ زانی اور ملعون ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

---

[1] الاحزاب: ۳۵



''اذا اتت المرأۃ المرأۃ فھما زانیتان''

جب دو عورتیں ہم جنسی کا عمل کرتی ہیں تو دونوں زنا کا ارتکاب کرنے والی ہوتی ہیں۔

ان دونوں پر تعزیری حد جاری کی جائے گی اس لئے کہ یہ ایسا زنا ہے جس کے بارے میں کوئی متعین حد ثابت نہیں ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ مجموعہ فتاوی جلد ۵ ص: ۳۲۱ میں فرماتے ہیں:

اسی وجہ سے ہم جنسی کا عمل کرنے والی عورت کا زنا کار ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے:

''زنا النساء سحاقھن''

دو عورتوں کا زنا ان کا آپس میں ہم جنسی کا عمل ہے۔

دراصل بدکاری اتنی بری چیز ہے کہ اس کی طرف لے جانے والے جتنے راستے تھے ان سب پر ہمارے رسول اللہ ﷺ نے پابندی لگادی ہے اور اس کا مقصد یہی ہے کہ عورت کی سب سے قیمتی دولت عصمت و پاکدامنی محفوظ رہے اور کوئی ایک جھروکہ بھی ایسا باقی نہ رہ جائے جس سے اس دولت کو صدمہ پہونچنے کا اندیشہ ہو۔

زنا بہت بڑا گناہ ہے اس لئے ان کا دامن اس معصیت کے داغ دھبوں سے پاک ہوتا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ لاَ یَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰہِ اِلٰھاً آخَرَ وَلاَ یَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلاَ یَزْنُوْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذَالِکَ یَلْقَ اَثَاماً﴾[1]

رحمان کے بندے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتے اور نہ کسی ایسی جان کو قتل کرتے ہیں جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے الا یہ کہ حق کا تقاضا ہو اور نہ وہ زنا کرتے ہیں جو شخص اس طرح کے گناہ کرے گا وہ اپنے کئے کا بدلہ پائے گا۔

---

[1] الفرقان: ۶۸

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اذا زنا الرجل خرج منه الایمان فکان علیه کالظلمة فاذا اقلع رجع الیه الایمان''[۱]

جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس کے اندر سے ایمان نکل کر اس کے اوپر سائبان کی طرح تن جاتا ہے جب باز آتا ہے تو ایمان اس کی طرف لوٹ آتا ہے۔

آج اس بگڑے ہوئے معاشرہ کو دیکھ کر مرزا غالب کا یہ شعر یاد آتا ہے۔

گو ہاتھوں میں جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا میرے آگے

حضرت ابن عباسؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اذا ظهر الزنا والرباء فی قریة فقد احلوا بانفسهم عذاب الله''[۲]

جب کسی بستی میں زنا کاری اور سود خوری کا ظہور ہوتا ہے تو ایسی بستی والے اللہ تعالیٰ کا عذاب حلال کر لیتے ہیں۔

زنا ہر حال میں ایک جرم ہے اور انتہائی گھناونا جرم ہے لیکن جب اس کا ارتکاب ایسا کوئی شخص کرے جسے سب سے زیادہ عفت پناہ ہونا چاہئے تو اس جرم کی شناعت بھی دس گنا بڑھ جاتی ہے۔

ایک مرتبہ نبی ﷺ نے صحابہ سے پوچھا زنا کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ صحابہ نے جواب دیا کہ خدا اور اس کے رسول نے اس کو حرام کیا ہے اور وہ قیامت تک حرام ہی رہے گا آپ نے جواب دیا دس عورتوں کے ساتھ زنا کرنا نسبتاً ہلکا

۱ سنن أبی داود کتاب السنة باب الدلیل علی زیادة الایمان ونقصانه: ۴/۲۲۲ رقم الحدیث: ۴۶۹۰
۲ مسند أحمد بن حنبل: ۱/۴۰۲



جرم ہے اس سے کہ انسان اپنے پڑوسی کی بیوی کا دامن عفت چاک کرے۔[۱]

**زنا کے عظیم نقصانات:** ۔مشہور سیرت نگار محقق عالم چیف جسٹس علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری رحمہ اللہ نے زنا کے عظیم نقصانات کے سلسلہ میں رقمطراز ہیں:[۲]

۱۔ زانی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے کیونکہ زنا سے اخلاق اور روپیہ وقت اور خون تباہ اور فاسد ہو جاتے ہیں پیدا ہونے والی نسل کا ذخیرہ ضائع ہو جاتا ہے۔

۲۔ جو شخص زنا کرتا ہے وہ اپنے خاندان کے لئے ایک نمونہ قائم کرتا ہے اور اپنے گھر تک ایک سڑک بناتا ہے جس سڑک سے زنا بآسانی اس گھر میں داخل ہو جائے گا۔

۳۔ زنا زانیہ پر بھی ظلم ہے کیونکہ جب ایک بار عورت زنا میں آلودہ ہو جاتی ہے تو اس کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں پھر وہ بے حیائی و بے شرمی میں روز افزوں بڑھتی جاتی ہے۔

۴۔ زنا عورت کے اقرباء پر بھی ظلم ہے کیونکہ سب کو اپنی ندامت دامن گیر ہوتی ہے جس کی کوفت اور صدمہ ان کے دل پر ہمیشہ رہتا ہے۔

۵۔ زنا عورت کے شوہر پر بھی ظلم ہے ہونے والے شوہر پر اس لئے ظلم ہے کہ اس کے واحد حق میں مداخلت کی گئی اس کی رسوائی کی گئی اس کے مال کا وارث ایسے مولود کو بنایا گیا جسے استحقاق وراثت حاصل نہ تھا۔

۶۔ زنا پیدا ہونے والے بچہ پر بھی ظلم ہے کیونکہ یا تو ایسے بچہ کو ضائع کر دیا جاتا ہے یا اس کی تربیت صحیح نہیں ہوتی اور یہ تو لازمی ہے کہ اس کی زندگی کو ہمیشہ کے

۱ مسند احمد: ۶/۸
۲ تفسیر سورۂ یوسف الجمال والکمال ص: ۸۹

لئے ننگ وعار کی زندگی بنایا جاتا ہے۔

۷-زنا ملک وقوم پر بھی ظلم ہے نسلیں محفوظ نہیں رہتی ہیں وہ اوصاف وخصائل جو خصوصیات خاندان ہوتے ہیں نیز صحت عامہ تباہ ہوجاتی ہے اوصاف قومی گم ہوجاتے ہیں اوران سب امور کا دائمی نقصان قوم کو اور پھر ملک تک کو اٹھانا پڑتا ہے۔

**تعزیر:-** اگر کوئی فرد یا جماعت عفت کی راہ کا پتھر ثابت ہوا تو اسلام پوری قوت کے ساتھ اسے اکھاڑ پھینکتا ہے وہ ایسی کوششوں کو برگ وبار لانے کا موقع ہی نہیں دیتا جو انسانیت کی کشتی کو معصیت کے منجدھار کی طرف لے جارہی ہوں۔

حضرت عمرؓ نے ایسے افراد کو جلا وطن کردیا تھا جو معاشرہ کو بگاڑنے میں مصروف تھے جعدۃ السلمی نام کے ایک صاحب تھے جب مجاہدین محاذ جنگ پر ہوتے تھے تو یہ ان کی عورتوں کو شہر کے باہر بقیع کی طرف لے جاتے اوران سے گفتگو کرتے رہتے تھے مجاہدین کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو صورت حال لکھ کر بھیجی آپ نے فوراان صاحب کو مدینہ منورہ سے نکال کر باہر کیا۔[1]

ایک شب حضرت عمرؓ پہرہ دے رہے تھے کہ ایک عورت کو یہ شعر پڑھتے سنا۔

هل من سبيل الى خمر فاشربها    اومن سبيل الى نصر بن حجاج

کیا شراب پینے کی کوئی صورت نکل سکتی ہے اورنصر بن حجاج تک پہونچنے کا کوئی طریقہ ممکن ہے۔

دوسرے دن آپؓ نے نصر بن حجاج کو طلب کیا حاضر ہوا تو دیکھا کہ وہ بہت ہی حسین وجمیل ہے اس سے کہا کہ ذرا اپنے بال ٹھیک کرلو جب اس نے بال ٹھیک کئے تو اس کی خوبصورتی اور بڑھ گئی پھر آپ نے کہا اچھا تو عمامہ باندھو اس نے عمامہ

ا فتح الباری:۱۲/۱۳۰



باندھا تو اس کے حسن میں مزید اضافہ ہوگیا گذشتہ رات اس عورت کی بے کلی اور حسرت بھری تمنا صاف ظاہر کررہی تھی کہ نصر بن حجاج اوراس کے درمیان ناجائز محبت راہ پاچکی ہے اس لئے آپ نے اس کی ضرورت کا انتظام کرکے اس کو بصرہ بھیج دیا کیونکہ مدینہ میں اس کی موجودگی سے اس کا امکان زیادہ تھا کہ دونوں معصیت میں مبتلا ہوں۔[1]

مدینہ میں ایک مخنث ضرورت پر بغیر کسی روک ٹوک کے گھروں میں آجایا کرتا تھا کیونکہ اس کے بارے میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ وہ صنفی داعیات سے خالی ہے ایک مرتبہ وہ حضرت ام سلمہ کے بھائی عبداللہ سے کہہ رہا تھا اگر طائف فتح ہوا تو میں تمہیں فلاں پیکر حسن وجمال دکھاؤں گا پھر وہ اس عورت کے حسن کا اس انداز سے نقشہ کھینچنے لگا جس سے صاف ظاہر ہورہا تھا کہ وہ صنفی رجحانات رکھتا ہے نبی ﷺ نے اتفاق سے اس کی یہ گفتگو سن لی آپ نے ایک طرف ازواج مطہرات سے فرمایا کہ یہ کبھی تمہارے پاس نہ آنے پائے۔[2]

اوردوسری روایت کے مطابق اسے مدینہ سے باہر صحراء میں بھیج دیا۔[3]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی ایک مخنث کو جلاوطن کیا تھا۔[4]

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں اس قسم کا ایک اقدام منقول ہے۔[5]

**رجم اورکوڑوں کی سزا:-** قرآن مجید کا ارشاد ہے:

ا الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ:۳/۵۷۹
۲ صحیح بخاری کتاب اللباس، مسلم کتاب اللباس
۳ ابوداؤد کتاب اللباس باب فی قولہ غیراولی الاربۃ
۴ صحیح بخاری کتاب اللباس
۵ بیہقی:۸/۲۲۴

﴿اَلزَّانِيَةُ وَالزَّانِىُ فَاجْلِدُوْا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِىْ دِيْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [1]

زنا کرنے والی اور زنا کرنے والے ان میں سے ہر ایک کو سو کوڑے لگاؤ قانون کے نفاذ میں تمہارے اندر کوئی نرمی نہیں ہونی چاہئے اگر تم اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتے ہو اور دونوں کی سزا کے وقت مومنین کی ایک جماعت کو موجود ہونا چاہئے۔

آپ ﷺ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ یہ حکم شادی شدہ مرد اور عورت کے لئے ہے لیکن جو شادی کے بعد ارتکاب کرے اسے رجم کیا جائے گا:

"خذوا عنی خذوا عنی فقد جعل الله لهن سبيلاً البكر بالبكر جلد ماة و نفى سنة الثيب بالثيب جلد مأة والرجم" [2]

عبادہ بن صامت روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا لوسنو میرے اس حکم کو لوسنو میرے اس حکم کو اللہ نے زانی عورتوں کے لئے صورت نکال دی ہے جب کسی دوشیزہ کا کسی مجرد شخص سے زنا ہو تو دونوں کو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال کے لئے جلاوطن کیا جائے گا اور اگر کوئی شادی شدہ عورت کسی شادہ شدہ مرد سے زنا کرے تو دونوں کو سو کوڑے اور رجم کی سزا دی جائے گی۔

اس حدیث کی بنا پر امام احمد اسحاق اور داؤد ظاہری کہتے ہیں کہ شادی شدہ اگر زنا کرے تو اس کو پہلے کوڑے لگائے جائیں گے پھر رجم کیا جائے گا لیکن امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف زفر، محمد، امام شافعی، امام مالک، ابن ابی لیلی، اوزاعی، ثوری، حسن بن

---

[1] النور:۲

[2] صحیح مسلم کتاب الحدود باب حد الزنا اس مفہوم کی روایات مستند طریقہ سے مروی ہیں اور صحاح کی تمام کتابوں میں موجود ہیں سوائے خوارج اور بعض معتزلہ کے تمام امت کا رجم پر اجماع ہے ملاحظہ ہو نیل الاوطار: ۲۵۴/۷



صالح وغیرہ جمہور کی رائے یہ ہے کہ رجم کے ساتھ کوڑوں کی سزا نہیں دے جائے گی۔

بے شادی شدہ شخص اگر بدکاری کا مرتکب ہوا ہو تو امت کا اجماع ہے کہ اسے سو کوڑے مارے جائیں لیکن فقہاء کے خیالات اس میں مختلف ہیں کہ جلاوطنی جزء حد ہے یا نہیں؟ امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کی رائے یہ ہے کہ زانی خواہ مرد ہو یا عورت اگر اس کی شادی نہیں ہوئی ہے تو اس کو سو کوڑے کی سزا بھی دی جائے گی اور ایک سال کے لئے جلاوطن بھی کیا جائے گا البتہ امام شافعی اس میں اتنا اور اضافہ کرتے ہیں کہ زانی غلام ہے تو اس کو صرف چھ ماہ کے لئے جلاوطن کیا جائے گا۔

امام مالک اور امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ جلاوطنی کی سزا صرف مردوں کو دی جائے گی عورتوں کو نہیں۔ فقہاء احناف جلاوطنی کو جزء حد نہیں سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ اس کا تعلق امام کی رائے اور وقت کے مصالح سے ہے جن حالات میں امام مناسب سمجھے گا اس پر عمل کرے گا اور جب اس کو مملکت اور اسلام کے لئے نقصان دہ خیال کرے عمل نہیں کرے گا۔ [1]

**لواطت:** - اغلام بازی بدترین جرائم میں سرفہرست ہے لواطت اخلاق اور فطرت کے ساتھ بغاوت ہے اسی لئے اللہ تعالی نے اس کی سزا بھی بدترین دی اور اس گھناونے مرض میں مبتلا قوم کو صفحہ ہستی سے نابود کر کے رہتی دنیا تک کے لئے اس بے حیا مرض کو اس قوم کے نام سے مشہور کر دیا ارشاد ربانی ہے:

﴿وَلُوْطاً اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَتَاْتُوْنَ الْفَاحِشَةَ مَا سَبَقَكُمْ بِهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنَ الْعَالَمِيْنَ﴾ [2]

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھی جائے احکام القرآن جصاص: ۳۱۴/۲ تا ۳۱۹، نیل الاوطار: ۲۴۹/۷ تا ۲۵۶، بحوالہ عورت اسلامی معاشرہ میں ص: ۳۳۱

[2] الاعراف: ۸۰

اور ہم نے لوط علیہ السلام کو بھیجا جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جس کو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان میں سے نہیں کیا۔

حضرت لوط علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سے تھے پھر خود ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے ایک علاقے میں نبی بنا کر بھیجا یہ علاقہ اردن اور بیت المقدس کے درمیان تھا جسے سدوم کہا جاتا ہے اس قوم میں سب سے بڑی خرابی مردوں کے ساتھ بدفعلی تھی اور یہ ایک ایسا گناہ ہے جسے دنیا میں سب سے پہلے قوم لوط نے کیا اس گناہ کا نام ہی لواطت پڑ گیا لواطت کی سزا میں ائمہ کے درمیان اختلاف ہے بعض ائمہ کے نزدیک اس کی وہی سزا ہے جو زنا کی ہے یعنی مجرم اگر شادی شدہ ہو تو رجم غیر شادی شدہ ہو تو سو کوڑے بعض کے نزدیک اس کی سزا رجم ہے چاہے مجرم کیسا بھی ہو اور بعض کے نزدیک فاعل اور مفعول بہ دونوں کو قتل کر دینا چاہئے البتہ امام ابوحنیفہ صرف تعزیری سزا کے قائل ہیں حد کے نہیں ۔[1]

نیز فرمایا:

﴿اِنَّكُمْ لَتَاتُوْنَ الرِّجَالَ شَهْوَةً مِّنْ دُوْنِ النِّسَآءِ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ وَمَا كَانَ جَوَابَ قَوْمِهٖٓ اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ قَرْيَتِكُمْ اِنَّهُمْ اُنَاسٌ يَّتَطَهَّرُوْنَ﴾[2]

تم مردوں کے ساتھ شہوت کرتے ہو عورتوں کو چھوڑ کر بلکہ تم تو حد ہی سے گذر گئے ہو اور ان کی قوم سے کوئی جواب نہیں بن پڑا بجز اس کے کہ آپس میں کہنے لگے کہ ان لوگوں کو بستی سے نکال دو یہ لوگ بڑے پاک دامن بنتے ہیں۔

یعنی مردوں کے پاس تم اس بے حیائی کے کام کے لئے محض شہوت رانی کی

[1] تحفۃ الاحوذی:۵/۱۱۷

[2] الاعراف:۸۲



غرض سے آتے ہو اس کے علاوہ تمہاری اور کوئی غرض ایسی نہیں ہوتی جو موافق عقل ہو اس لحاظ سے وہ بالکل جانوروں کی طرح تھے جو محض شہوت رانی کے لئے ایک دوسرے پر چڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مرد کی جنسی لذت کی تسکین کے لئے عورت کی شرم گاہ کو اس کا محل اور موضوع بنایا ہے اور ان ظالموں نے اس سے تجاوز کر کے مرد کی دبر کو اس کے لئے استعمال کرنا شروع کر دیا۔

لیکن اب اسی فطرت صحیحہ سے انحراف اور حدود الٰہی سے تجاوز کو مغرب کی مہذب قوموں نے اختیار کر لیا ہے تو یہ انسانوں کا بنیادی حق قرار پا گیا ہے جس سے روکنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے چنانچہ اب وہاں لواطت کو قانونی تحفظ حاصل ہو گیا ہے اور یہ سرے سے جرم ہی نہیں رہا۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون

حضرت لوط علیہ السلام کی دعوت کو جب ان کی قوم نے ٹھکرا دیا تو اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا:

﴿وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾[1]

اور ہم نے ان پر خاص طرح کا مینہ برسایا پس دیکھو تو سہی ان مجرموں کا انجام کیسا ہوا۔

یہ خاص طرح کا مینہ کیا تھا پتھروں کا مینہ جس طرح دوسرے مقام پر فرمایا:

﴿وَ اَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ مَّنْضُوْدٍ﴾[2]

ہم نے ان پر تہ بہ تہ پتھروں کی بارش برسائی۔

اس سے پہلے فرمایا:

﴿جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا﴾

ہم نے اس بستی کو الٹ کر نیچے اوپر کر دیا۔

[1] الاعراف:۸۳

[2] ہود:۸۲

سچ ہے جو لوگ علانیہ اللہ کی معاصی کا ارتکاب اور پیغمبروں کی تکذیب کرتے ہیں ان کا انجام یہی ہوتا ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

”من وجدتموہ یعمل عمل قوم لوط فاقتلوا الفاعل والمفعول“[1]

اگر کسی کو قوم لوط کی کی حرکت کرتے ہوئے دیکھو تو کرنے اور کرانے والے دونوں کو قتل کر دو۔

نیز فرمایا:

”لعن الله من عمل عمل قوم لوط لعن الله من عمل عمل قوم لوط“[2]

اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو قوم لوط کی حرکت کرے اس شخص پر اللہ کی لعنت ہو جو قوم لوط کی حرکت کرے۔

❀❀❀

---

[1] أبوداؤد کتاب الحدود فیمن عمل عمل قوم لوط: ۱۵۸/۴ حدیث: ۴۴۶۲

[2] مسند أحمد: ۳۰۹/۱، ۳۱۷

# نکاح انبیاء کی سُنّت ہے

**نکاح کی تعریف:-** نکاح ایسا عقد و معاہدہ ہے جس کے نتیجہ میں مرد اور عورت ایک دوسرے پر حلال ہوجائیں یعنی نکاح اس تقریب با برکت کا نام ہے جو اعلان عام کے ساتھ فریقین کی مرضی سے مہر طے کرکے کسی عورت کا کسی مرد کے ساتھ رشتہ یا عقد کیا جاتا ہے۔

**نکاح کا حکم:-** اسلام نے نکاح کو ایک فطری اور بابرکت و مقدس رشتہ قرار دیا ہے میاں اور بیوی کو ایک دوسرے کے لئے خیر و برکت الفت و محبت اور سعادت کا باعث کہا ہے میاں اور بیوی ایک دوسرے کے محتاج ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَمِنْ آيَاتِهٖ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجاً لِّتَسْكُنُوْآ اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً﴾[1]

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہاری ہی جنس سے بیویاں پیدا کیں تاکہ تم ان سے آرام پاؤ اس نے تمہارے درمیان محبت اور ہمدردی قائم کردی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

۞ ﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ﴾[2]

تمہاری عورتیں تمہارے لئے کھیتیاں ہیں۔

۞ ﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ﴾[3]

وہ تمہاری پوشاک ہیں اور تم ان کی پوشاک ہو۔

---

۱ الروم:۲۱
۲ البقرۃ:۲۲۳
۳ البقرۃ:۱۸۷



۞ ﴿وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلاً مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجاً وَّ ذُرِّيَّةً﴾[1]

ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی بچوں والا بنایا تھا۔

غور کیجئے کتنی لطیف تعبیر ہے قرآن یہ کہہ رہا ہے کہ مرد کی زندگی میں بہت سے ایسے تشنہ پہلو ہیں جن کی آسودگی کا سامان عورت ہی کرسکتی ہے اور خود عورت کی زندگی کے متعدد گوشے مرد کے بغیر محتاج تکمیل رہتے ہیں اس لئے نسل انسانی کی ارتقاء اور اخلاق و کردار کی استواری میں نکاح کی اہمیت ہی کی بنا پر جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام نے اپنی اپنی تعلیمات میں نکاح کی ترغیب دی ہے اور تجرّد کی زندگی اور قوت مردمی ختم کرنے کو معیوب و پُر خطر قرار دیا ہے اسی لئے اللہ کے رسول ﷺ نے نکاح کی ترغیب دی ہے:

''یا معشر الشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه اغض للبصر و احصن للفرج و من لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء''[2]

نوجوانو! جو تم میں سے نان و نفقہ اور نکاح کی طاقت رکھتا ہو اسے نکاح کرلینا چاہئے کیونکہ یہ نظر کو نیچی رکھتا ہے اور شرمگاہ کی حفاظت کرتا ہے اور جسے اس کی طاقت نہ ہو تو اسے روزہ رکھنا چاہئے جس سے اس کی نفسانی خواہشات دب جائیگا گویا روزہ اس کو خصی کردے گا۔

۞ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''النکاح من سنتی فمن لم یعمل بسنتی فلیس منی''[3]

---

۱ الرعد:۳۸
۲ صحیح بخاری کتاب النکاح باب من لم یستطیع الباءۃ فلیصم، صحیح مسلم باب استحباب النکاح لمن تاقت الیہ و وجد مؤنتہ واشتغال من عجز عن المؤن بالصوم
۳ ابن ماجہ کتاب النکاح باب ماجاء فی فضل النکاح:۵۹۲/۱

نکاح میری سنت ہے جس نے میری سنت سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں ہے۔

"النکا ح من سنّتی فمن رغب عن سنّتی فلیس منی "

**اس حدیث کو امام بخاری [1] امام مسلم [2] امام نسائی [3] امام احمد بن حنبل [4] وغیرہم نے اپنی اپنی کتابوں میں روایت کی ہے:**

"جاء ثلاثة رهط الی بیوت ازواج النبی ﷺ یسا ءلون عن عبادة النبی فلما اخبروا کانهم تقالوها فقالو ا این نحن ﷺ قد غفر الله ما تقدم من ذنبه و ما تاخر قال احدهم اماانا فا اصلی اللیل ابدا و قال آخرنا اصوم الدهر ولا افطر وقال آخر انا اعزل النسآء فلا اتزوج ابداً فجاء رسول الله ﷺ فقال: انتم الذین قلتم کذاو کذا ؟ اما والله انی لاخشاکم الله واتقاکم له لکنی اصوم و افطر واصلی و ارقد واتزوج النسآ ء فمن رغب عن سنتی فلیس منی هذا لفظ البخاری"

یعنی تین آدمیوں کا وفد ازواج مطہرات کے پاس آیا اور انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کی عبادت کے بارے میں سوال کیا جب ان کو بتایا گیا تو گویا کہ انہوں نے اپنی عبادت کو بہت کم تر پایا ان لوگوں نے کہا کہاں ہم اور کہاں نبی ﷺ تحقیق کہ آپ کے اگلے اور پچھلے تمام گناہ اللہ نے بخش دیئے ہیں ان میں سے ایک صاحب [5] نے مسلسل روزے رکھنے کا ایک نے تمام رات

---

[1] صحیح بخاری کتاب النکاح باب الترغیب فی النکاح: ۲/۷۵۷۔۷۵۸۰
[2] صحیح مسلم کتاب النکاح باب استحباب النکاح لمن تاقت نفسه الیه مؤمنة
[3] سنن نسائی کتاب النکاح باب النہی عن التبتل: ۶/۶۰
[4] مسند أحمد: ۲/۱۵۸
[5] علامہ عینی نے (عمدہ: ۹/۳۵۴) نے عبدالرزاق کی روایت کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت علیؓ عبداللہ بن عمرؓ اور عثمان بن مظعونؓ تھے ان کے کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ نکاح نہ کرنے کا عہد کرنے والے صحابی عثمان بن مظعون تھے نیز صحیح بخاری: ۲/۷۵۹ میں عثمان بن مظعون کا رسول اللہ ﷺ سے ترک نکاح کی اجازت لینے کا ذکر ہے مگر انہیں اس کی اجازت نہیں دی گئی۔



جاگتے رہنے کا اور نماز میں مشغول رہنے کا اور ایک نے کبھی بھی شادی نہ کرنے کا عہد کیا تھا آپ ﷺ نے ان لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ میں تم میں اللہ تعالی سے زیادہ ڈرتا ہوں اس کے باوجود روزہ رکھتا ہوں کبھی نہیں رکھتا نماز پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں میں نے عورتوں سے شادیاں بھی کی ہیں پس جو بھی میری سنت سے اعراض کرے گا وہ مجھ سے تعلق توڑے گا۔

۞ نبی ﷺ فرماتے ہیں:

"نکاح انبیاء کی سنت ہے" [1]

۞ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ

"نبی ﷺ نے تبتل سے منع فرمایا ہے" [2]

۞ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے:

"ان النبی ﷺ نهیٰ عن التبتل "

نبی ﷺ نے شادی نہ کرنے اور دنیا سے کٹ جانے سے منع فرمایا۔

۞ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کان رسول الله ﷺ یامرنا بالباءة و ینهانا عن التبتل نهیاً شدیداً" [3]

رسول اللہ ﷺ ہمیں شادی کا حکم دیتے تھے اور ترک نکاح سے شدت سے منع فرماتے تھے۔

**تجرّد کی زندگی گذارنے کی ممانعت:-** نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین باتیں یاد رکھنے کا حکم دیا۔

**الف-نماز اپنے وقت پر ادا کرو۔**

---

[1] ترمذی أبواب النکاح
[2] نسائی کتاب النکاح باب النہی عن التبتل
[3] ترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی النہی عن التبتل ، نسائی کتاب النکاح ، ابن ماجہ أبواب النکاح ، سنن دارمی کتاب النکاح باب الحث علی التزویج۔

ب- کسی کا انتقال ہوتو اس کے کفن ودفن میں تاخیر نہ کرو۔

ج- کسی غیر شادی شدہ کو مناسب شریک حیات مل جائے تو شادی میں جلدی کرو۔[1]

۲- حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ گونر کوفہ زید بن عبد الرحمٰن کے ایک خط کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''تم نے لکھا ہے کہ فوج کی تنخواہ دینے کے بعد بھی تمہارے پاس مال بچا ہوا ہے پس اس مال کے ذریعہ ان میں سے جو شخص حقیقی ضروریات کے تحت مقروض ہو گیا ہو اس کا قرض ادا کرو اور جو لوگ ادائیگی مہر سے قاصر ہوں ان کو مہر دو''۔[2]

۳- ابو الزاوائد نامی ایک شخص تجرد کی زندگی گذار رہا تھا حضرت عمر نے اس سے کہا کہ تمہارے شادی نہ کرنے کی وجہ یا تو رجولیت کا فقدان ہے یا تم معصیت میں مبتلا ہو مشہور تابعی طاؤس نے حضرت عمرؓ کے اس قول کا حوالہ دیتے ہوئے ایک دوسرے ایسے شخص سے جو شادی نہیں کر رہا تھا کہا شادی کر لو ورنہ میں تمہارے بارے میں وہی کہوں گا جو حضرت عمرؓ نے ابو الزوائد کے متعلق کہا تھا۔[3]

مشہور تابعی احنف کہتے ہیں کہ تین معاملات ایسے ہیں جس میں کسی قسم کی تاخیر نہیں کی جاسکتی جب ان سے پوچھا گیا کہ وہ کون سے معاملات ہیں تو جواب دیا کہ:

(الف) عمل صالح کی انجام دہی۔

(ب) میت کو سپرد خاک کرنا۔

(ج) کسی نا کتخدا کے لئے مناسب رشتہ مل جانے پر اس کی شادی کرنا۔

---

1. ترمذی کتاب الصلاۃ باب ماجاء فی الوقت الاول من فضل
2. سیرت عمر بن عبد العزیز، تالیف عبد اللہ بن عبد الحکیم المتوفی ۲۱۴ھ
3. احکام القرآن جصاص: ۳/ ۳۹۴، المحلی: ۹/ ۴۴۰



حضرت احنف فرماتے تھے میرے گھر کے کسی کونے میں اژدہے کا پایا جانا مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ بے شوہر عورت کے لئے اس کے ہم مرتبہ مرد کی جانب سے پیغام آئے اور میں اسے رد کر دوں۔[1]

شداد بنی اوس اپنے اعزہ سے فرماتے تھے:

''میری شادی کا انتظام کرو کیونکہ نبی ﷺ نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں بے شادی شدہ رہ کر اللہ سے ملاقات نہ کروں''۔[2]

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن عباس اپنے غلاموں کو شادی کی پیشکش کرتے تھے اور فرماتے تم میں سے جو شادی کرنا چاہے میں اس کی شادی کرانے کے لئے تیار ہوں (یاد رکھو) تجرد کی زندگی بسر کرنے میں زنا میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے اور زنا کی خباثت کا یہ حال ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی گردن سے ایمان کا قلادہ نکال دیتا ہے اگر وہ چاہے تو دوبارہ یہ قلادہ پہنا دے اور نہ چاہے تو نہ پہنائے۔[3]

امام نخعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

''سلف اپنے غلاموں کو نکاح کرنے پر مجبور کرتے تھے اگر وہ نکاح کے لئے آمادہ نہ ہوتے تو ان کو مکانات میں بند کر دیتے تھے تاکہ معاشرہ کے بگاڑ کا سبب نہ بنیں''۔[4]

**قوت مردمی ختم کرنے کی ممانعت:** - احادیث صحیحہ میں آتا ہے کہ کچھ لوگوں نے آنحضرت ﷺ سے اختصاء (مردمی ختم کرنے) کی اجازت چاہی تھی مگر آپ نے

---

1. البیان والتبیین: ۲/ ۲۰۴
2. احکام القرآن جصاص: ۳/ ۳۵۴
3. المحلی لابن حزم: ۱۱/ ۱۲۱
4. تفسیر قرطبی: ۱۲/ ۲۴۱

انہیں سختی سے منع کر دیا حالانکہ اجازت مانگنے والوں کا جذبہ محض گناہ سے بچنا تھا اور ان لوگوں نے اپنا یہ مقصد آپ پر ظاہر بھی کر دیا تھا جیسا کہ کتب حدیث میں ملتا ہے:

"عن ابی هريرة قال قلت يا رسول الله انی رجل شاب و انا اخاف علی نفسی العنت ولا اجد ما اتزوج به النساء فسكت عنی ثم قلت مثل ذالك فسكت عنی فقال النبی ﷺ يا ابا هريرة جف القلم بما انت لاق فاختص علی ذالك أو ذر" [۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اے اللہ کے رسول! میں جوان آدمی ہوں گناہ میں مبتلا ہو جانے کا خطرہ ہے کیونکہ نکاح کرنے کے لئے جن وسائل کی ضرورت ہے وہ میسر نہیں اس لئے (نکاح تو کر سکتا نہیں لہذا) قوت مردمی ختم کرنے کی اجازت دید یجئے یہ سن کر آپ نے (غصہ کی وجہ سے) کچھ نہیں فرمایا میں نے پھر وہی بات کہی آپ نے (نہایت غضب ناک لہجہ میں فرمایا) اے ابو ہریرہ! تقدیر میں جو لکھا جا چکا ہے وہ تو پورا ہو کر رہے گا (یعنی اگر علم خداوندی میں تم سے گناہ کا سرزد ہو جانا مقدر ہو چکا ہے تو قوت مردمی ختم ہو جانے کے بعد بھی سرزد ہو گا (یہ معلوم ہو جانے کے بعد کہ یہ اللہ کو ناراض کرنے والا عمل ہے) اب اختصاء کر یا نہ کر (قوت مردمی ختم کرا یا نہ کرا)

اہل علم حضرات کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ اختصاء کی اجازت مانگنے والے صحابی حضرت ابو ہریرہ اصحاب صفہ میں سے تھے جن کی تنگ دستی اور فقر و فاقہ والی زندگی ضرب المثل تھی ان لوگوں کو کئی کئی روز تک کھانا بھی نہیں ملتا تھا کمزوری اور بھوک کی وجہ سے غش آ جاتا تھا اور گر گر پڑتے تھے ان حالات میں شادی کے وسائل حاصل

---

[۱] بخاری: ۲/۷۶۰، تمام علماء کا اختصاء کے حرام ہونے پر اتفاق ہے جیسا کہ علامہ عینی نے قرطبی کے حوالہ سے نقل کیا ہے (وهو محرم بالاتفاق عمدة: ۲/۳۶۲) اور امام نووی رحمہ اللہ کے کلام سے بھی یہی نکلتا ہے (الاختصاء فی الآدمی حرام صغیراً کان او کبیراً لما فیه من تغییر خلق الله و قطع النسل: ۱/۴۵۰، ۴۵۱)



ہونے کا بظاہر دور دور امکان نہ تھا مگر اس کے باوجود اللہ کی دی ہوئی استعداد و صلاحیت ضائع کر دینا ان کے لئے روا نہیں رکھا گیا۔

احادیث میں ایک اور واقعہ آتا ہے جس میں یہ ہے اجتماعی طور پر عفت و عصمت کی خاطر اور گناہ سے بچنے کے جذبہ سے متعدد صحابہ نے اختصاء کی اجازت مانگی مگر انہیں بھی رسول اللہ ﷺ نے اجازت دینے سے انکار فرمایا:

"عن عبد الله كنا نغزوا مع رسول الله ﷺ و ليس لنا شی فقلنا الا نستخصی فنهانا عن ذالك" [۱]

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنگی مہم میں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور ہمارے پاس کچھ نہ تھا ہم نے کہا یا رسول اللہ! ہمیں خصی ہونے کی اجازت دید یجئے (کیونکہ ہم جائز طریقہ سے اپنی خواہش پوری کرنے پر قدرت نہیں رکھتے اس لئے گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے) مگر آپ نے منع فرما دیا۔

**شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ارشاد:** — حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ نے آپریشن کے ذریعہ یا دواؤں کے استعمال سے قوت مردمی ختم کر دینے کو بھی اختصاء جیسا جرم بتایا ہے کیونکہ ان امور کا بھی نتیجہ وہی نکلتا ہے جو اختصاء کا اور موصوف نے ان چیزوں کو بھی تغییر خلق اللہ (اللہ کی کاریگری میں تبدیلی) کا مصداق قرار دیا ہے شاہ صاحب فرماتے ہیں: [۲]

"و كذالك جريان الرسم بقطع اعضاء النسل و استعمال الادوية القامعة للباءة والتبتل و غيرها تغيير لخلق الله و اهمال الطلب النسل"

---

[۱] بخاری: ۲/۷۵۹، ایک روایت میں ہے عن ابن مسعودؓ ............... وليس لنا نساء فقلنا يا رسول الله الا نستخصی ؟ فنهانا عن ذالك ۔

[۲] حجۃ اللہ البالغۃ ص: ۳۲ مطبع صدیقیہ بریلی

اعضاء تناسل کا قطع کرنا قوت مردمی ختم کرنے والی دواؤں کا استعمال اور تبتل وغیرہ بھی اللہ کی کاریگری میں تبدیلی کا اور نوع انسانی کے فروغ کو روک دینا ہے۔

خلاصہ کلام یہ کہ کسی صورت میں انسانی قوتوں کو ختم کرنے اور قدرتی استعداد و صلاحیت کو مصنوعی طریقہ سے کچلنے کی اجازت نہیں دی گئی ہے بلکہ ایسی حرکتوں کا ارتکاب کرنے والوں کو 'لیس منا' کہہ کر بتا دیا گیا کہ وہ یہ حرکت کرکے رسول اللہ ﷺ سے گویا تعلق منقطع کر لیتے ہیں البتہ وقتی علاج کے طور پر روزہ رکھنے کا مشورہ دیا گیا۔[1]

اور ایسے حالات میں گرفتار لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ کسب معاش کرکے ضروری اخراجات کی فراہمی کے لئے برابر کوشش کرتے رہیں جیسے ہی ضروری اخراجات پورا کر سکنے کا اطمینان ہو جائے نکاح کر لیں اس کے ساتھ ہی یقین دلایا گیا کہ اس پاکیزہ مقصد کے حاصل کرنے میں اللہ تعالی مدد فرما کر کوششوں کو کامیاب بنائے گا اور اس یقین دہانی کو اللہ پر حق ہے کا عنوان دیا گیا حدیث میں ہے:

''ثلثة حق علی اللہ عونهم المجاهد فی سبیل ا لله والمکاتب الذی یرید الاداء والناکح الذی یرید العفاف ''[2]

تین قسم کے لوگوں کی مدد کرنا اللہ تعالی نے (اپنے فضل سے) اپنے ذمہ لے لیا ہے مجاہد فی سبیل اللہ مکاتب جو آزادی حاصل کرنے کے لئے بدل ادا کرنا چاہتا ہے اور وہ نکاح کا خواہش مند جس کے پیش نظر (نکاح کرکے) گناہ سے بچنا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کے ان فرمودات سے واضح طور پر یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ نکاح معروف معنوں میں ایک خالص دنیوی معاملہ ہونے کے باوجود اسلامی نظام

---

۱ لیس منا من خصی واختصی ان خصاء امتی الصیام۔ مشکوۃ: ۱/۶۹

۲ ترمذی: ۱/۲۱۸، ھذا حدیث حسن



شریعت کا جزء ہے ایک مشروع فعل ہے سنت انبیاء ہے تجرد اور رہبانیت کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے چونکہ نکاح مسلمہ طور پر تمدن و اجتماع کی بنیادی اینٹ ہے اس لئے قدرتی بات تھی کہ اسلام اسے شایان شان اہمیت دیتا اور اپنے نظام معاشرت کا لازمی جزء بناتا نکاح بندوں کو مالک حقیقی سے قریب کرنے اور تقویٰ کے اعلیٰ مرتبہ تک پہونچانے کا ایک راستہ ہے ایک حدیث میں بتایا گیا ہے بندہ نکاح کرکے اپنا آدھا ایمان محفوظ کر لیتا ہے۔

''اذا تزوج العبد فقد استکمل نصف الایمان''[1]

بندہ نکاح کرکے اپنا آدھا ایمان محفوظ کر لیتا ہے۔

کیونکہ گناہ کے بڑے ذرائع دو ہیں زبان اور شرمگاہ نکاح کرکے ان میں سے ایک بڑے ذریعہ شرمگاہ پر قابو پالیتا ہے۔

احناف اور بعض فقہاء مالکیہ فرضیت کے لئے ضروری سمجھتے ہیں کہ انسان نان ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو ورنہ وہ اسکے ناجائز ذرائع اختیار کرنے پر مجبور ہوگا اس طرح ایک معصیت سے بچنے کے لئے اس کے لئے دوسری معصیت اختیار کرنا پڑے گا۔

حنابلہ تو مالکیہ سے بھی زیادہ سخت ہیں وہ کہتے ہیں عدم نکاح سے زنا کا یقین ہی نہیں گمان بھی ہو تب بھی نکاح واجب ہو جاتا ہے ایسی حالت میں نکاح کر لینا چاہئے خواہ وہ نان ونفقہ پر قدرت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو اور نکاح کے بعد کسب حلال کی کوشش کرنی چاہئے۔[2]

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں[3]:

---

۱ شعب الایمان للبیہقی بحوالہ مشکوۃ: ۲/۲۶۸

۲ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۴/۴ تا ۷

۳ اختیارات شیخ الاسلام ابن تیمیہ ص: ۱۱۹

”و ان احتاج الانسان الی النکاح و خشی العنت بترکه قدمه علی الحج الواجب و ان لم یخف قدم الحج و نص الامام احمد علیه فی روایة صالح و غیره و ان کانت العبادات فرض کفایة کالعلم و الجهاد قدمت علی النکاح ان لم یخش العنت“

اگر انسان نکاح کا حاجت مند ہو اور ترک نکاح سے زنا میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اسے نکاح کو فرض حج پر مقدم کرنا چاہئے (ہاں) اگر زنا کا خوف نہ ہو تو وہ حج کو نکاح پر مقدم کرے گا اس بات پر صالح اور دوسرے لوگوں کی روایت کے مطابق امام احمد نے تنصیص کی ہے اگر عبادت فرض کفایہ کی نوعیت کے ہوں مثلاً تعلیم اور جہاد وغیرہ تو زنا کا خوف نہ ہونے کی صورت میں وہ نکاح پر مقدم کی جائیں گی (بصورت دیگر نکاح مقدم ہوگا)

**نکاح کرنے والوں سے وعدہ :-** قرآن مجید کی آیات اور احادیث میں اسباب و وسائل کے اسیر اعداد و شمار کے پیمانوں سے ہر چیز کو ناپنے والے اور بہت زیادہ حسابی ذہنیت رکھنے والوں کا یہ وہم بھی دور کیا گیا کہ شادی بیاہ فقراء و افلاس نیز تنگی اور بدحالی کا سبب بنتے ہیں اور تجرد کی زندگی خوشحال و فارغ البالی کا موجب۔

چنانچہ اسی خام خیالی کو دور کرنے کے لئے قرآن مجید میں فرمایا گیا:

﴿وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَآئِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ﴾[1]

تمام غیر شادی شدہ (آزاد) افراد کی اور پاکباز غلاموں اور باندیوں کی شادی ضرور کر دیا کرو اگر وہ نادار ہوں گے تب بھی کر دو کیونکہ اللہ تعالی اپنے فضل سے (اگر چاہے گا) تو غنی کر دے گا وہ بہت وسعت دینے والا ہے۔

ہمارے محمد عربی ﷺ سے ایک صاحب نے فقر و فاقہ کی شکایت کی تو آپ نے انہیں شادی کرنے کا حکم دیا۔

---

[1] النور:۳۲



**ایک موقعہ پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگو!**

”اطیعوا الله فیما امرکم به من النکاح ینجز لکم وعدکم من الغنی“

تم اللہ کے حکم (نکاح کرنے کا حکم) کی تعمیل کرو اس کے بدلہ میں اللہ تعالی اپنا وعدہ (خوشحالی) اور غنی بنانے کا پورا کرے گا۔

**حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:**

”ابتغوا الغنی فی النکاح“[1]

نکاح کرو تا کہ خوشحال بنو۔

ان احادیث و آثار سے عام خیالات کے برعکس معلوم ہوتا ہے کہ نکاح سے فقر و افلاس نہیں بلکہ عموماً خوش حالی فارغ البالی اور فراخ دستی آتی ہے۔

## نکاح کی حکمت :-

(۱) نسل انسانی کی بقاء و افزائش

(۲) اپنی عزت کی حفاظت اور فطری خواہش پوری کرنے کے لئے مرد اور عورت کا رشتہ ازدواج۔

(۳) نسل انسانی کی تربیت اور زندگی کی بقاء کے لئے دونوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعاون۔

(۴) مودت و محبت کے دائرہ میں مرد اور عورت کا باہم تعلق جس سے دونوں کے حقوق کا تحفظ اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کا حاصل ہونا۔

**نکاح کے ارکان :-** نکاح کی صحت و درستی کے لئے چار ارکان کا ہونا ضروری ہے

(۱) ولی - ولی کا مطلب یہ ہے کہ عورت کی طرف سے نکاح کے لئے ولی کا

---

[1] روح المعانی:۱۸/۱۴۹ مطبوعہ دیوبند

ہونا ضروری ہے عورت خود اپنا نکاح نہیں کرسکتی ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا نکاح الاّ بولی ''[1] ولی کے اجازت کے بغیر نکاح جائز نہیں۔

نیز فرمایا:

''ایماامرأة نکحت بغیر اذن ولیها فنکاحها باطل فنکاحها باطل ''[2]

جس عورت نے اپنا نکاح ولی کی اجازت کے بغیر کیا تو اس کا نکاح باطل ہے اس کا نکاح باطل ہے۔

ولی صرف ذوی الفروض یا عصبات میں سے کوئی ہوسکتا ہے مثلا باپ بھائی، چچا دادا وغیرہ یعنی بیوی کا باپ یا ولی اور پھر سب سے قریبی عصبہ یا عورت کے اہل میں سے کوئی صائب الرائے یا حاکم وقت ولی ہوتا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لا تنکح المرأة الا باذن ولیها او ذی الرأی من اهلها أو السلطان''[3]

ولی یا اس کے خاندانوں میں سے سمجھدار یا حاکم کی اجازت کے بغیر عورت کا نکاح نہ کیا جائے۔

ولایت کا مطلب یہ ہے کہ ولی اپنی طرف سے کسی کو اپنا نمائندہ بنا کر نکاح کے لئے ولایت کا حق دے سکتا ہے۔

**ولی کے احکام:-** درج ذیل احکام کو مدنظر رکھنا ولایت کے بارے میں ضروری ہے۔

(۱) ولی کی ولایت کسی اہلیت کا حامل ہونا ضروری ہے یعنی مرد بالغ عاقل معاملہ فہم اور آزاد ہو۔

---

۱ صحیح بخاری کتاب النکاح:۹/۸۸(۵۱۲۷)
۲ سنن أبی داوٗد کتاب النکاح باب فی الولی:۲/۲۲۹رقم الحدیث:۲۰۸۳،سنن ترمذی کتاب النکاح باب ماجاء لانکاح الابولی:۳/۴۰۸رقم الحدیث:۱۱۰۲
۳ الموٴطا مترجم کتاب النکاح باب استئذ ان البکر والأیم فی انفسهما ص:۳۷۸رقم الحدیث:۶



(۲) اگر عورت کنواری ہے اور ولی باپ ہے تو باپ اس سے اجازت حاصل کرے کہ وہ اس کا فلاں کے ساتھ نکاح کرنا چاہتا ہے اگر وہ عورت بیوہ ہے یا ولی غیر باپ ہے تو صریح الفاظ میں اس کا حکم حاصل کرے۔

اس لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

'' الایم احقّ بنفسها من ولیّها والبکر تستاذن و اذنها صماتها''[1]

بیوہ اپنے نفس کی اپنے ولی سے زیادہ حقدار ہے اور کنواری سے اجازت حاصل کی جائے اور اس کی خاموشی اس کی اجازت ہے۔

(۳) اقرب (زیادہ قریبی) کے ہوتے ہوئے ابعد (دور کا رشتہ دار) ولی نہیں بن سکتا لہذا حقیقی بھائی کی موجودگی میں پدری بھائی ولی نہیں ہوگا اور نہ بھائی کی موجودگی میں بھتیجا۔

(۴) اگر عورت نے اپنے رشتہ داروں میں سے دو کو اپنا نکاح کرنے کی اجازت دی ہے اور دونوں نے ایک ہی وقت میں اس کا نکاح کیا ہے تو دونوں نکاح باطل ہوں گے۔

(۵) شہادت سے مراد یہ ہے کہ عقد نکاح کے وقت دو عادل و عاقل مسلمان بحیثیت گواہ نکاح کی مجلس میں موجود رہیں اور اس بات کی گواہی دیں کہ انہوں نے لڑکی کی مرضی معلوم کر لی ہے ولی غیر مسلم عدالت میں سول میرج کرنے سے شرعا نکاح صحیح نہیں ہوتا ایسا نکاح غیر اسلامی اور فاسد ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

'' لا نکاح الاّ بولی و شاهدی عدلٍ''[2]

ولی اور دو عادل گواہوں کے بغیر نکاح نہیں۔

---

۱ الموٴطا مترجم کتاب النکاح باب استئذ ان البکر والأیم فی انفسهما ص:۳۷۸رقم الحدیث:۵
۲ بیہقی، دارقطنی وہو معلول وعلیہا اکثر اہل العلم قالہ ترمذی

**گواہوں کے احکام:-** (۱) دو یا زیادہ گواہ ہونے چاہئیں۔

(۲) دونوں عادل ہوں کبائر گناہوں کے مرتکب نہ ہوں اور چھوٹے گناہوں سے اجتناب کرتے ہوں۔ زانی، شرابی اور سود کھانے والا نکاح کا گواہ نہیں بن سکتا اس لئے کہ فرمان رسول میں گواہوں کا عادل ہونا ضروری قرار دیا گیا ہے۔

(۳) اس دور میں عدالت کی صفات کے حاملین بہت کم ہیں لہذا زیادہ سے زیادہ گواہ مجلس نکاح میں موجود ہونے چاہئیں۔

**عقد نکاح کی درستی وصحت:-** نکاح کی درستی وصحت اسی صورت میں ہوسکتی ہے برضا ورغبت ایجاب وقبول ایجاب کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی کا ولی یا ولی کا وکیل دولہا سے کہے کہ میں نے تمہارے نکاح میں دیا میں نے تم سے بیاہ دیا قبول کا مطلب یہ ہے کہ لڑکی سے شادی سے قبل نکاح کی اجازت لی جائے باجازت لڑکی کے ہاں کہہ دینے یا اگر کنواری ہے تو اس کے خاموش رہ جانے سے بھی ثابت ہوجاتی ہے یعنی خاوند جب یہ کہتا ہے کہ اپنی بیٹی کو میری زوجہ بنادے اور ولی کہے میں نے اسے تیری زوجہ بنادیا یا میں نے فلاں بیٹی کا نکاح تیرے ساتھ کردیا اور خاوند کہہ دے میں نے قبول کرلیا تو نکاح منعقد ہوجاتا ہے اسی طرح جب یہی گفتگو خاوند کے بجائے اس کا وکیل اس کی طرف سے کرے۔

**احکام نکاح:-**

(۱) آزادی اخلاق و دین اور امانت میں دونوں کو ہم مرتبہ ہونا چاہئے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

"اذا خطب اذاليكم من ترضون خلقه و دينه فزوّجوه الا تفعلوه تكن فتنة فى الارض و فساد كبير"[۱]

جب تمہارے پاس ایک ایسے شخص کا پیغام آئے جس کی عادت اور دین کو

[۱] ترمذی: ۱۲۸/۱



تم پسند کرتے ہو اسے نکاح میں دیدو اگر ایسا نہیں کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہوگا۔

(۲) عقد نکاح میں مرد جسے چاہے اپنا وکیل بنائے عورت کا وکیل اس کا ولی ہے جو اسکی طرف سے عقد نکاح کرے گا۔

**مہر کے احکام:-**

(۱) مہر ہلکا مستحب ہے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"اعظم النسآء بركة ايسرهن مؤونة"[۱]

وہ عورت بابرکت ہے جس کا حصول آسانی سے ہو۔

اور اس لئے بھی کہ رسول اللہ ﷺ کی دختران اور ازواج مطہرات کے مہر میں چار یا پانچ سو درہم تھے۔[۲]

(۳) مہر عقد کے ساتھ ادا کردیا جائے تو بھی صحیح ہے اور اس کا کل یا کچھ حصہ کی تاخیر بھی جائز ہے۔

مہر کی مقدار معین نہیں خاوند اپنی حیثیت کے مطابق معین کرے اور ادا کرے البتہ خاوند کی طرف سے حیثیت کے باوجود کم مہر دینا اور عورت کی طرف سے خاوند کی غربت کے باوجود زیادہ مہر طلب کرنا دونوں ہی بات مکروہ ہے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

"عورت کی سعادت یہ ہے کہ اس کا مہر کم ہو اس کا نکاح آسان ہو اس کے اخلاق اچھے ہوں اور عورت کی نحوست یہ ہے کہ اس کا مہر مہنگا ہو اور بہت زیادہ ہو اس کا نکاح مشکل ہو اور بد خلق ہو"۔[۳]

[۱] مشکوۃ المصابیح: ۲۶۸/۲
[۲] اصحاب السنن وصححہ الترمذی
[۳] شرح السنۃ ص: ۱۴۶

عقد نکاح سے مہر خاوند کے ذمہ ہو جاتا ہے اور دخول (جماع) کے بعد مَہر شوہر پر واجب ہو جاتا ہے اگر دخول سے پہلے طلاق دیدے تو نصف مہر ساقط ہے اور نصف کی ادائیگی ضروری ہوتی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ اِنْ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ وَ قَدْ فَرَضْتُمْ لَهُنَّ فَرِيْضَةً فَنِصْفُ مَا فَرَضْتُمْ﴾[۱]

اور اگر تم نے ان کے ہاتھ لگانے سے پہلے طلاق دے دی ہے اور مہر مقرر کر چکے ہو تو جو مہر مقرر کیا ہے اس کا نصف دیدو۔

(۵) اگر خاوند عقد کے بعد اور دخول مجامعت سے پہلے فوت ہو جائے تو عورت کو خاوند کی پوری وراثت اور مہر ملے گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا یہی فیصلہ ہے۔[۲]

بشرطیکہ نکاح کے وقت مہر مقرر ہو چکا ہو اور اگر مہر مقرر نہیں ہوا تھا تو وہ مہر مثل کی مستحق ہوگی اور عدت وفات بھی گذارے گی یعنی چار ماہ دس دن یا وضع حمل۔

## نکاح کے آداب وسنن:۔

(۱) خطبۂ نکاح

(۲) دعوت ولیمہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اولم ولو بشاةٍ''[۳]

---

[۱] البقرة:۲۳۷

[۲] سنن أبي داؤد کتاب النکاح باب فیمن تزوج ولم یسم صداقا حتی مات:۲/۲۳۷ رقم الحدیث: ۲۱۱۴، ۲۱۱۶، سنن ترمذی کتاب النکاح باب ما جاء فی الرجل یتزوج المرأة فیموت عنها قبل أن یفرض لها:۳/۴۵۰ رقم الحدیث:۱۱۴۵

[۳] بخاری (۵۱۱۷) کتاب النکاح باب الولیمة ولو بشاة (٦٨) مسلم (۱۴۲۷) کتاب النکاح باب الصداق وجواز کونه تعلیم قرآن ترمذی (۱۱۰۰) أبواب النکاح باب ما جاء فی الولیمة (۱۰) أبوداؤد (۲۱۰۹) کتاب النکاح باب قلة المهر ابن ماجه (۱۹۰۷) کتاب النکاح باب الولیمة (۲۴) نسائی:٦/۱۳۷ کتاب النکاح باب الهدیة لمن عرس



نیز فرمایا:

''من دعی الی عرس أو نحوه فلیجب''[۱]

جسے شادی کی دعوت دی جائے اسے چاہئے کہ قبول کرے۔

شادی کی تقریب میں لہو ولعب گانا باجانا جائز کام ہیں اس میں شرکت نہ کرے۔

اگر دو آدمیوں کی دعوت موصول ہوگئی تو جس نے پہلے پیغام دیا ہو اس کی دعوت قبول کرے نیز ولیمہ میں مالداروں کے ساتھ ساتھ فقراء کو بھی بلانا چاہئے اس لئے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

''شرُّ الطعام طعام الولیمة یمنعها من یاتیها و یدعیٰ الیها من یأباها''[۲]

بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس کے لئے آنے والوں کو روکا جائے اور جو انکاری ہیں ان کو بلایا جائے۔

جو دعوت ولیمہ قبول نہیں کرتا اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی اگر مدعو کا روزہ ہے تو بھی دعوت قبول کرے اگر نفلی روزہ ہے تو چاہے افطار کردے اور کھانا کھائے اور چاہے تو میزبان کے لئے دعا کر کے واپس آجائے اس لئے آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''اذا دعی احدکم فلیجب فان کان صائما فلیصل و ان کان مفطرا فلیطعم''[۳]

اگر کوئی دعوت دے تو قبول کرے اگر روزہ دار ہے تو دعا کرے اور اگر روزہ دار نہیں ہے تو کھانا کھائے۔

---

[۱] صحیح مسلم مع المنهاج کتاب النکاح باب الأمر باجابة الداعی الی دعوة:۹/۲۷۵ حدیث:۱۰۱

[۲] صحیح مسلم مع المنهاج کتاب النکاح باب الأمر باجابة الداعی الی دعوة :۹/۲۷۵ حدیث:۱۱۰

[۳] صحیح مسلم مع المنهاج کتاب النکاح باب الأمر باجابة الداعی الی دعوة :۹/۲۷۵ حدیث: ۱۰٦، ۱۴۳۱

**نکاح میں اختیار اور اس کو واجب کرنے والی چیزیں :-** درج ذیل اسباب کی بنیاد پر مرد اور عورت دونوں کو اختیار ہے کہ زوجیت بحال رکھیں یا فسخ کردیں۔

(۱) جنون یا جذام یا برص یا شرم گاہ کی ایسی بیماری جس سے لذت مجامعت فوت ہوجائے اسی طرح مرد کا خصی یا مجنوں یا نامرد ہونا جب وہ عورت کے قابل نہ رہے۔

مذکورہ اسباب کے نتیجہ میں اگر فسخ نکاح کی نوبت آ گئی ہے اور یہ فسخ وطی یعنی جماع سے پہلے ہے تو مرد کو اختیار حاصل ہے کہ وہ پیشگی دیا ہوا مہر واپس لے سکتا ہے لیکن اگر وطی کے بعد تو پھر مہر کا مطالبہ نہیں کرسکتا بعض علماء نے کہا ہے کہ جس نے اسے دھوکہ دیا ہے مہر کی وصولی اس سے کرے اگر اسے عیب کا علم تھا اس کی دلیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ ہے:

”ایما رجل تزوّج امرأة و بها جنون أو جذام أو برص فمسها فلها صداقها كاملا و ذلك لزوجها عزم على وليّها“[۱]

مجنون یا مجذوم یا برص والی عورت کا اگر کسی نے دھوکہ کے ساتھ نکاح کرادیا تو ملاپ کی بناء پر عورت کو مہر ملے گا اور دھوکہ میں آ کر نکاح کرنے والے آدمی کا مہر دھوکہ باز ادا کرے گا۔

(۲) دھوکہ کے نتیجے میں مثلا ایک شخص نے یہ کہہ کر نکاح کیا کہ یہ عورت مسلان ہے جب کہ وہ غیر مسلم کتابیہ تھی یا یہ کہ وہ آزاد ہے جب کہ وہ لونڈی تھی یا یہ کہ وہ تندرست ہے جبکہ وہ کانی یا لنگڑی تھی۔

(۳) مہر معجّل کی ادائیگی نہ کرسکے تو عورت کو (جماع) سے پہلے فسخ کا حق

[۱] مؤطا مترجم کتاب النکاح باب ماجاء فی الصداق ص:۳۷۹



حاصل ہے لیکن دخول کے بعد فسخ کا اختیار نہیں ہے بلکہ عقد پختہ ہوجائے گا اور مہر معجّل مرد کے ذمہ ثابت ہوجائے گا اب وہ اس مرد سے یعنی انکار نہیں کرسکتی۔

(۴) مرد اگر عورت کا روزمرہ کا خرچ نہیں دے سکتا تو عورت حسب طاقت انتظار کرے اور پھر شرعی قاضی کے ذریعہ فسخ نکاح کا اس کو اختیار حاصل ہوجائے گا صحابہ کرام میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ اور تابعین میں حسن رحمہ اللہ، عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ، ربیعہ رحمہ اللہ اور امام مالک رحمہ اللہ کا مسلک یہی ہے۔

(۵) خاوند اگر غائب ہوجائے اور اس کا کوئی پتہ نہیں چل رہا ہے کہ کہاں ہے نیز بیوی کے لئے خرچ بھی نہیں چھوڑ گیا اور نہ ہی کوئی دوسرا اس کے خرچ کی ذمہ داری قبول کرتا ہے اور اس کے پاس اتنا مال بھی نہیں کہ خرچ کرسکے اور خاوند سے وصول کرسکے تو اسے شرعی قاضی کے ذریعہ فسخ نکاح کا حق حاصل ہوجاتا ہے پہلے قاضی اسے وعظ ونصیحت کرے اور صبر کی تلقین کرے اگر وہ پھر بھی انکار کرتی ہے تو قاضی ان گواہوں کی موجودگی میں فیصلہ لکھے جو دونوں کو جانتے ہوں اور خاوند کے غائب ہونے کی شہادت دیتے ہوں اور پھر اس طرح نکاح فسخ کردے اور یہ طلاق رجعی شمار ہوگی عدت کے اندر اگر مرد آ گیا تو یہ عورت اس کے پاس آجائے گی۔

(۶) عورت غلام کی بیوی ہے اور لونڈی ہے تو آزاد ہونے کی صورت میں اسے خیار عتق آزادی کا اختیار حاصل ہوجاتا ہے آزاد ہونے کے بعد اس کے خاوند کے اس تک رسائی حاصل کرنے سے پہلے عورت چاہے تو نکاح فسخ کرسکتی ہے لیکن اگر اس عورت نے علم حریت کے بعد خاوند کو مجامعت کا موقع دے دیا تو یہ اختیار ختم ہوجائے گا اس لئے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ:

”بریرہ آزاد ہوئی اور اس کا خاوند غلام تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اختیار

دے دیا تھا اگر یہ مغیث آزاد ہوتا تو اس کو اختیار نہ دیتے‘‘۔[۱]

**ناجائز اور ممنوع نکاح:** -درج ذیل انداز کے نکاحوں سے رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے لہذا یہ فاسد نکاح ہیں۔

**۱-نکاح متعہ:** -کوئی شخص مقرر میعاد کے لئے نکاح کرنا چاہے خواہ میعاد تھوڑی ہو یا زیادہ۔مثلا ایک شخص ایک ماہ یا ایک سال کے لئے کسی عورت سے عقد نکاح کرتا ہے یہ نکاح باطل ہے اس کا فسخ کرنا ضروری ہے اس لئے کہ علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

’’ان رسول الله ﷺ نهىٰ عن نكاح المتعة ، وعن لحوم الحمر الاهلية زمن خيبر‘‘[۲]

رسول اللہ ﷺ نے ایام خیبر میں ’’نکاح متعہ‘‘ اور گدھوں کے گوشت کھانے سے منع کر دیا ہے۔

**۲-نکاح شغار:** -ایک شخص اپنی بیٹی یا بہن کا نکاح اس شرط پر دیتا ہے کہ دوسرا بھی اسے اپنی عزیزہ کا نکاح دے خواہ اس میں مہر کا ذکر کریں یا نہ کریں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

’’لا شغار فی الاسلام‘‘[۳]

اسلام میں بشرط تبادلہ (عورت) نکاح جائز نہیں ہے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’نهىٰ رسول الله ﷺ عن الشغار والشغار ان يقول الرجل

[۱] صحیح مسلم مع المنہاج کتاب العتق باب تحريم تولى العتيق غيّر وا أليه:۱۰/۱۱۴ حدیث:۹

[۲] صحیح بخاری کتاب النکاح باب نهى رسول الله ﷺ عن نكاح المتعة :۹/۲۶۶ رقم الحدیث: ۵۱۱۵، صحیح مسلم مع المنہاج کتاب النکاح باب تحریم نکاح المتعۃ :۹/۵۳۶ حدیث: ۲۹-۱۴۰۷

[۳] صحیح مسلم مع المنہاج کتاب النکاح باب تحریم نکاح الشغار:۹/۵۴۵ حدیث:۶۰-۱۴۱۵



زوجنی أبتنك و ازوجك ابنتی أو زوجنی أختك و ازوجك اختی‘‘[۱]

رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے اور شغار یہ ہے کہ ایک شخص کہتا ہے تو اپنی بیٹی یا بہن مجھے نکاح کر دے میں اپنی بیٹی یا بہن تجھے نکاح کر دیتا ہوں۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

’’ان رسول الله ﷺ نهىٰ عن الشغار والشغار ان يزوج الرجل ابنته على ان يزوجه ابنته وليس بينهما صداق‘‘[۲]

رسول اللہ ﷺ نے شغار سے منع کیا ہے شغار یہ ہے کہ ایک شخص اس شرط پر اپنی بیٹی کا نکاح کرے کہ دوسرا بھی اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کرے گا اور ان کے درمیان مہر نہ ہو۔

دخول جماع سے پہلے اس نکاح کو فسخ کرنا چاہئے اور اگر دخول ہو گیا تو اس نکاح کو فسخ کیا جائے جس میں مہر نہیں ہے اور جس میں دونوں کا مہر مقرر ہے اس کو فسخ نہ کیا جائے۔

**۳-نکاح حلالہ:** -عورت کو تین طلاقیں ہو جائیں تو وہ اپنے خاوند کے لئے حرام ہو جاتی ہے اللہ تعالی فرماتا ہے:

﴿فَاِنۡ طَلَّقَهَا فَلا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡ بَعۡدُ حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجاً غَيۡرَهٗ﴾[۳]

اگر تیسری بار طلاق ہو جائے تو وہ اس مرد کے لئے حلال نہیں جب تک وہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے۔

اگر کسی شخص نے اس ارادہ سے نکاح کیا ہے کہ اس عورت کو پہلے خاوند کے لئے حلال بنائے تو یہ نکاح باطل ہے۔

[۱] صحیح مسلم مع المنہاج کتاب النکاح باب تحریم نکاح الشغار:۹/۵۴۵ حدیث:۶۱-۱۴۱۶

[۲] حوالہ مذکور

[۳] البقرۃ:۲۳۰

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

”لعن رسول الله ﷺ المحلل و المحلل لہٗ“[1]

رسول اللہ ﷺ نے حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کیا جا رہا ہے دونوں پر لعنت کی ہے۔

یہ نکاح باطل ہونے کی بناء پر فسخ ہے اس طرح عورت پہلے خاوند کے لئے جس نے اسے تین طلاقیں دی تھیں حلال نہیں ہوتی اگر حلالہ کرنے والے نے وطی (مجامعت) کر لی ہے تو عورت کو مہر دے کر ان کے درمیان تفریق کر دی جائے۔

۴- احرام کی حالت میں نکاح:- حج یا عمرہ میں احرام میں اگر کوئی شخص نکاح کرلے تو یہ بھی باطل ہے رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”لا ینکح المحرم و لا ینکح احدا“[2]

محرم نہ اپنا نکاح کرے اور نہ کسی اور کا نکاح کرے۔

۵- ایّام عدت میں نکاح:- عورت طلاق یا وفات کی عدت میں ہے تو اس سے نکاح باطل ہے اگر کسی نے اس حالت میں نکاح کرلیا ہے تو عقد باطل ہونے کی بنا پر دونوں کے درمیان تفریق لازم ہے اور اگر خلوت ہوگئی ہے تو عورت کے لئے مہر ثابت ہوگیا اور سزا کے طور پر یہ بھی حکم ہے کہ یہ عورت اس مرد کے لئے عدت گذارنے کے بعد حرام ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلاَ تَعْزِمُوْا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ اَجَلَهٗ﴾[3]

اور جب تک عدت پوری نہ ہو نکاح کا پختہ ارادہ نہ کرو۔

---

[1] ترمذی وصححہ رواہ الترمذی قال حسن صحیح: ۱۸۶/۲ والحاکم فی الصحیح والنسائی: ۹۲/۲ واحمد: ۴۴۸/۱ والدارمی: ۸۱/۲

[2] صحیح مسلم مع المنہاج کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم: ۵۳۹/۹ حدیث: ۱۴۰۹/۴۱

[3] البقرۃ: ۲۳۵



٦- ولی کے بغیر نکاح:- ولی کی اجازت کے بغیر عورت اگر کسی مرد کے ساتھ نکاح کرلیتی ہے تو یہ باطل ہے اس لئے کہ ولی کا ہونا نکاح کے ارکان میں سے ایک رکن ہے جس کے فقدان سے نکاح نہیں ہوگا رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

”لا نکاح الاّ بولی“[1]

ولی کے اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہے۔

ان کے درمیان جدائی کر دینی چاہئے اگر ملاپ ہوا ہے تو عورت کو مہر ملے گا اور ایک حیض سے ”استبراء رحم“ کے بعد اگر ولی کی اجازت اگر عورت کو حاصل ہوجائے تو اس مرد سے دوبارہ نکاح کر سکتی ہے۔

۷- مشرکہ عورتوں سے نکاح:- اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَلاَ تَنْكِحُوْا الْمُشْرِكَاتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ﴾[2]

مشرکہ عورتوں کے ساتھ نکاح نہ کرو حتی کہ ایمان لے آئیں۔

بنا بریں مسلمان مرد مجوسی غیر کتابیہ کافرہ اور بت پرست عورت کے ساتھ نکاح نہیں کرسکتا جیسا کہ مسلمان عورت کا علیٰ الاطلاق کافر کے ساتھ نکاح حرام ہے اہل کتاب سے ہو یا غیر اہل کتاب ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لاَ هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَلاَ هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ﴾[3]

یہ عورتیں ان کے لئے حلال نہیں اور نہ وہ ان کے لئے حلال ہیں۔

اس سلسلہ میں درج ذیل احکام مدنظر رہیں:

(۱) کافر زوجین (خاوند بیوی) میں سے اگر ایک اسلام قبول کرلیتا ہے تو نکاح باطل ہوجائے گا عدت گزارنے سے پہلے اگر دوسرا بھی مسلمان ہوجائے تو

---

[1] بخاری کتاب النکاح: ۸۸/۹ حدیث: ۵۱۲۷

[2] البقرۃ ۲۲۱

[3] الممتحنۃ: ۱۰

دونوں پہلے نکاح پر قائم رہیں گے اور اگر عدت گذارنے کے بعد اسلام قبول کرے تو جمہور علماء کے نزدیک عقد جدید ضروری ہے۔

(۲) اگر شادی سے پہلے منکوحہ (بیوی) مسلمان ہوجائے تو اس کے لئے مہر نہیں ہے اس لئے کہ جدائی کا باعث عورت ہے اگر ناکح (خاوند) شادی سے پہلے اسلام قبول کرلے تو عورت کے لئے مہر ہے ہاں شادی کے بعد اگر اسلام قبول کرتی ہے تو وہ پوری مہر کی مستحق ہے۔

کسی ایک فریق کے مرتد ہونے کی صورت میں بھی درج بالا احکام نافذ ہوں گے۔

(۳) ایک شخص کی چار سے زیادہ بیویاں ہیں اور وہ مسلمان ہوجاتا ہے اور عورتیں بھی اس کے ساتھ اسلام قبول کرلیتی ہیں یا اہل کتاب سے ہیں اور مسلمان نہیں ہوتیں تو ان میں سے چار کا انتخاب کرے اور باقی کو جدا کردے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو جس کے پاس اسلام کے وقت دس بیویاں تھیں فرمایا:

''اختر منهن اربعاً ''[1]

ان میں سے چار کا انتخاب کرے۔

اسی طرح مسلمان ہونے والے شخص کے نکاح میں اگر دو بہنیں ہیں تو ان میں سے ایک کو جدا کردے اس لئے کہ دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنا جائز نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَ اَنْ تَجْمَعُوْا بَيْنَ الْاُخْتَيْنِ﴾[2]

دو بہنوں کو اکھٹا کرو یہ تم پر حرام ہے۔

---

۱ احمد ترمذی وصححہ ابن حبان بیہقی: ۳/۷
۲ النسآء: ۲۳



اور رسول اللہ ﷺ نے دو بہنوں کے خاوند کو جس نے اسلام قبول کیا تھا حکم دیا:

''طلق ایتهما شئت ''[1]

ان میں جسے چاہے طلاق دے دے۔

## جن عورتوں سے نکاح حرام ہے:- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمْ اُمَّهَاتُكُمْ وَ بَنَاتُكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ وَ عَمَّاتُكُمْ وَ خَالَاتُكُمْ وَ بَنَاتُ الْاَخِ وَ بَنَاتُ الْاُخْتِ وَ اُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِيْٓ اَرْضَعْنَكُمْ وَ اَخَوَاتُكُمْ مِنَ الرَّضَاعَةِ وَ اُمَّهَاتُ نِسَآئِكُمْ وَ رَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَاِنْ لَّمْ تَكُوْنُوْا دَخَلْتُمْ بِهِنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ وَ حَلَآئِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾[2]

حرام ہیں تم پر تمہاری مائیں اور بہنیں اور پھوپھیاں اور خالائیں اور بھتیجیاں اور بھانجیاں اور وہ عورتیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا اور دودھ شریک بہنیں اور تمہاری بیویوں کی لڑکیاں جو تمہاری پرورش میں ہیں جن سے تم جماع کرچکے ہو لیکن اگر تم نے ان سے جماع نہیں کی ہے تو کچھ گناہ نہیں تم پر (ان کی بیٹیوں سے نکاح کرنے میں) اور تمہارے نطفے سے جو بیٹے ہیں ان کی بیویاں۔

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآؤُكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ﴾[3]

ان آیات کی روشنی میں درج ذیل رشتے ہمیشہ کے لئے حرام کردیئے گئے ہیں ان سے نکاح جائز نہیں۔

(۱) ماں دادی و نانی وغیرہ (۲) بیٹیاں (۳) بہنیں

---

۱ احمد وصححہ ابن حبان
۲ النسآء: ۲۳
۳ النسآء: ۲۲

(۴) پھوپھیاں　(۵) خالائیں　(۶) بھتیجیاں

(۷) بھانجیاں　(۸) رضاعی ماں　(۹) رضاعی بہن

(۱۰) بیوی کی ماں اور دادی و نانی وغیرہ　(۱۱) مدخول بہا بیوی کی لڑکیاں

(۱۲) بیٹے کی بیوی　(۱۳) باپ کی بیوی



# مسئلہ کفاءت

کفاءت کے لفظی معنی مساوات اور برابری کے ہیں اور کفو کے معنی مساوی برابر ہمسر اور جوڑ کے ہیں فقہاء کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ عورت اور مرد جن کا باہم نکاح مقصود ہے وہ معاشرت اور سوسائٹی کے لحاظ سے ہم مرتبہ اور ہم درجہ ہوں تا کہ میاں بیوی میں باہم خوشگوار تعلقات قائم رہیں اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھیں۔

اسلام میں اگر کسی انسان کو عزت وشرف کا مستحق قرار دیا گیا ہے تو وہ دین و تقویٰ کے لحاظ سے۔ محض نسب مال یا حسن و جمال اور پیشے کی وجہ سے کسی کو صاحب عزت وشرف قرار نہیں دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰکُمْ مِنْ ذَکَرٍ وَّ اُنْثٰی وَجَعَلْنٰکُمْ شُعُوْبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ﴾[1]

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تم کو مختلف قوموں اور خاندانوں میں بانٹ دیا گیا تا کہ اس امتیاز کی وجہ سے ایک دوسرے کو پہچان سکو اللہ کے یہاں تم میں سے وہی زیادہ معزز و مکرم ہے جو زیادہ متقی و پرہیز گار ہے۔

محمد عربی ﷺ نے اس آیت کریمہ کی تشریح ان الفاظ میں فرمائی ہے:

”الناس سواسیه کان سنان المشط لافضل لعربی علیٰ عجمی وانما الفضل بالتقوی“

تمام لوگ انسان ہونے کی حیثیت سے برابر ہیں جس طرح کنگھی کے

[1] الحجرات:۱۳

دندانے برابر ہوتے ہیں کسی عربی کو عجمی پر فوقیت نہیں ہے شرف فضیلت صرف تقویٰ کی وجہ سے ہے۔

یہی بات نبی ﷺ نے اور زیادہ الفاظ میں اپنے آخری حج یعنی حجۃ الوداع کے موقع پر لاکھوں عربیوں اور عجمیوں کے مجمع میں فرمائی تھی:

''یا ایھا الناس الا ان ربکم واحد و ان اباکم و احد لا فضل لعربی علیٰ عجمی و لا لعجمی علی عربی و لا لاحمر علی اسود و لا لاسود علی احمر الا بالتقویٰ الناس من آدم و آدم من تراب ''[1]

اے لوگو! خبردار تمہارا رب ایک ہے اور تم سب کے باپ بھی ایک ہیں یاد رکھنا کہ نہ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل ہے اور نہ گورے کو کالے پر اور نہ کالے کو گورے پر مگر تقویٰ کی وجہ سے تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کئے گئے تھے۔

یہ تقریر فرما کر آپ نے صحابہ کرام سے پوچھا: ''ھل بلّغتُ'' کیا میں نے تم تک اللہ کا پیغام پہونچا دیا صحابہ کے مجمع نے جواب دیا کہ بیشک آپ نے پیغام الٰہی ہم تک پہونچا دیا اس کے بعد آپ نے فرمایا جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ باتیں ان لوگوں تک پہونچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

نسب اور پیشہ کا کفاءت[2] میں اعتبار نہیں ہے تقویٰ دینداری اور اخلاق حسنہ

---

[1] ابوداؤد، ترمذی باب تفاخر بالانساب

[2] حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ: صحابہ میں عبداللہ بن عمرؓ، عبداللہ بن مسعودؓ سے اور تابعین میں محمد بن سیرینؒ اور عمر بن عبدالعزیزؒ سے اور ائمہ اربعہ میں سے امام مالکؒ اور ایک قول کے مطابق امام شافعی سے منقول ہے کہ کفاءت سے مراد صرف دین میں کفاءت مراد ہے پھر آگے وضاحت فرمائی ہے: ''لم یثبت في اعتبار الكفاءة بالنسب حدیث ''یعنی نسب میں کفاءت کے معتبر ہونے سے متعلق کوئی حدیث ثابت نہیں (فتح الباری: ۱۳۲/۹) نواب صدیق حسن خاں بھوپالیؒ لکھتے ہیں: اسلام میں کفاءت صرف دین ہی ہے جن لوگوں نے آزادی پیشہ اور حسب و نسب کی برابری کو کفاءت کے لئے ضروری قرار دیا ہے ان کے پاس (بقیہ اگلے صفحہ پر)



ہی اس کو کفو بننے کے لئے کافی ہیں ذات برادری پیشہ کا کوئی لحاظ نہیں آزاد غلام کا کوئی سوال نہیں کاروبار کی کوئی حیثیت نہیں اس کی شہادت عہد نبوی ﷺ کے درج ذیل واقعات سے بھی ملتی ہے:

خود نبی کریم ﷺ کے عقد شریف میں کئی غیر قریشی ازوج مطہرات[1] تھیں آپ نے زینب بنت جعفر اسدیہ کا نکاح اسامہ بن زید سے کیا حالانکہ اسامہ اور ان کے باپ زید دونوں آزاد کردہ غلام تھے اور بلال بن رباح حبشی نے عبدالرحمٰن بن عوف کی ہمشیرہ سے شادی کی جو قبیلہ قریش کے بنی زہرہ خاندان سے تھیں اور حذیفہ بن عتبہ قریشی نے اپنے بھائی ولید کی بیٹی کی شادی اپنے غلام سالم سے کی جو ایک انصاری عورت کے آزاد کردہ غلام تھے اور نبی کریم ﷺ نے اپنی دونوں بیٹیوں رقیہ اور کلثوم کی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اور تیسری بیٹی زینب کی ابوالعاص بن الربیع سے شادی کی اور یہ دونوں بنی عبدالشّمس میں سے تھے بنی ہاشم میں سے نہیں تھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی لڑکی کلثوم کی شادی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی اور حضرت عمرؓ ہاشمی نہیں تھے عدی تھے اور عبداللہ بن عمرو بن عثمان نے فاطمہ بنت حسین بن علی سے نکاح کیا اور وہ ہاشمی نہیں بلکہ اموی خاندان سے تھے اور مصعب بن زبیر نے فاطمہ بنت حسین بن علی کی بہن سکینہ بنت حسین سے شادی کی اور وہ ہاشمی نہیں تھے بلکہ قبیلہ قریش کے خاندان بنی اسد سے تھے اور مقداد بن الاسود سے نبی ﷺ کی پھوپھی ضباعۃ بنت الزبیر بن عبدالمطلب الہاشمیہ سے شادی کی جب کہ مقدار کندی

---

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) کتاب وسنت کی کوئی دلیل نہیں ہے اگر کفاءت کے مسئلہ میں اسلام کے علاوہ کسی چیز کا لحاظ کیا جا سکتا ہے تو وہ علم اور تقویٰ ہے (حسن الاسوۃ ص: ۴۹۱)

[1] ازواج مطہرات میں حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا دونوں غیر قریشی تھیں بلکہ حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا تو خالص عجمی تھیں

تھے نہ کہ ہاشمی۔ آخر میں اسوۂ فاروقی کا ایک قابل تقلید واقعہ ملاحظہ ہو:

''ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا کہ آج سے کوئی شخص دودھ میں پانی نہ ملائے دودھ میں پانی ملانا دھوکہ ہے اور دھوکہ دینا حرام ہے اس اعلان کے چند روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ گشت کرتے ہوئے ایک بیوہ دیہاتی بڑھیا کے خیمہ سے گذرے صبح ہوچکی تھی مگر اندھیرا تھا بڑھیا نے اپنی نوجوان لڑکی سے کہا کہ جلدی سے دودھ میں پانی ملا دے ورنہ حکومت کا کارندہ دیکھ لے گا تو سزا دے گا لڑکی بولی کہ اماں آپ نے چند روز پہلے امیر المومنین کا اعلان نہیں سنا ہے کہ دودھ میں پانی ملانا دھوکہ ہے اس نے کہا کہ کیا یہاں امیر المومنین دیکھ رہے ہیں؟ نیک بخت لڑکی بولی امیر المومنین کا وہ اللہ تو دیکھ رہا ہے جس کے حکم کے تحت انہوں نے یہ اعلان جاری کیا ہے، امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو رک کر جھونپڑی کے باہر سے یہ گفتگو سن رہے تھے ان کو اس نیک بخت لڑکی کی جرأت اور سچائی اور خوف خدا پر بڑی مسرت ہوئی گھر تشریف لائے لڑکوں سے آکر اس واقعہ کا ذکر کیا اور پھر پوچھا کہ بتاؤ تم میں سے کون اس لڑکی سے شادی کرنے کے لئے تیار ہے؟ ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالی اس کے ذریعہ ہمیں کوئی سعید روح عطا فرمائے آپ کے فرزند رشید حضرت عاصم بولے امیر المومنین میں حاضر ہوں امیر المومنین بڑھیا کے پاس گئے اور اپنے لڑکے حضرت عاصم کا پیغام دیا بڑھیا حیران تھی کہ کہاں امیر المومنین اور کہاں میں جھونپڑی میں رہنے والی بڑھیا؟ بڑھیا نے فوراً پیغام قبول کرلیا اور شادی ہوگئی تھوڑے ہی دنوں کے بعد اس صالحہ کے ایک لڑکی ام عاصم پیدا ہوئی، اور انہیں کے بطن سے عمر ثانی عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ پیدا ہوئے جنہوں نے اپنے مختصر دور میں عہد خلافت راشدہ کی یاد تازہ کردی''۔[1]

بطور تمثیل یہ چند واقعات ہدیہ قارئین ہیں یہاں تفصیل کا موقع نہیں شریعت کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالی کے نزدیک سب سے معزز وہ شخص ہے جو دیندار اور متقی ہے۔

[1] سیرت عمر لابن الجوزی



خلاصہ کلام یہ کہ اسلام میں رشتہ ازدواج کے معاملہ میں ذات پات قوم اور خاندان نسل برادری صنعت وحرفت کا نہ کچھ اعتبار ہے نہ ہی اسلام کے عہد اول میں اس کا لحاظ کیا گیا، ذات و برادری صنعت اور پیشہ کی بنیاد پر امتیازات کی ایسی آہنی دیواریں اور حدیں قائم کردی گئی ہیں شریعت میں جن کی کوئی سند نہیں کتب فقہ میں اس کی تائید پر جو مواد ملتے ہیں وہ احادیث سب کی سب ضعیف اور ساقط الاعتبار ہیں ان کی حیثیت ایسی نہیں ہے کہ کسی مسئلہ کی دلیل بن سکیں خصوصا جب کہ ان کا مضمون اسلام کے کسی مسلمہ اور متفق علیہ حکم کے خلاف ہو۔[1]

ذات پات قوم اور خاندان نسل اور برادری کی بنیاد پر لڑکیوں کی شادی سے روک رکھنا یا اس میں تاخیر کرنا اخلاقی جرائم عام ہونے کا سبب ہے جس کا مشاہدہ آپ روزمرہ کرتے ہیں نسبی اور خاندانی برتری کے تصور نے مسلم معاشرہ کو کئی طبقوں میں بانٹ رکھا ہے وقت کی پکار ہے کہ اس دیوار کو ڈھا دیا جائے اگر ایسا کرلیا گیا تو مسلم معاشرہ کو بہت سی خانگی اور طبقاتی پریشانیوں سے نجات مل جائے گی اور اس کی وجہ سے ایک صاف ستھرا اور پاکیزہ معاشرہ وجود میں آئے گا اور یہ خوبی نہ صرف دنیا میں ہم کو معزز ومکرم بنادے گی بلکہ آخرت کی سرخروئی کا زینہ بھی بنے گی۔

**دیندار لڑکی کا انتخاب:-** سب سے پہلے ہم کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ وہ کن خوبیوں کی عورت ہو جس کو ہم زندگی بھر کے لئے چن رہے ہیں اس کے لئے محمد عربی ﷺ نے ہماری رہنمائی فرمادی ہے دیندار عورت کے صفات کیا ہیں؟ آپ کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں:

۱-''عن عبد اللہ بن عمرو قال: قال رسول ﷺ اللہ الدنیا کلھا

[1] ملاحظہ ہو فتح الباری، نیل الاوطار، سنن البیہقی، سنن الدار قطنی، سبل السلام وغیرہ

متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة ''[1]

عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دنیا ایک متاع (سامان زیست) ہے اور دنیاوی زندگی کی بہترین متاع نیک عورت ہے۔

صالح معاشرہ میاں بیوی کے خوشگوار تعلقات اور گھر والوں کی صلاحیت پسندانہ زندگی ہی سے وجود میں آتا ہے اس لئے دیندار بیوی کو دنیا کی بہترین متاع قرار دیا گیا ہے اگر عورت صلاحیت وشرافت کے جوہر سے محروم ہے تو نہ اچھا خاندان وجود میں آسکتا ہے اور نہ صالح معاشرہ کی تشکیل ہوسکتی ہے۔

۲-''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے سونے اور چاندی کو جمع کرنے سے تو منع فرمادیا ہے پھر ہم کس قسم کا مال اپنے پاس رکھیں آپ ﷺ نے فرمایا:

''لیتخذ احدکم قلباً شاکراً و لساناً ذاکراً و زوجة تعین احدکم علی امر الآخرة''[2]

تم میں سے ہر کسی کو شکر گذار دل، اللہ کو یاد کرنے والی زبان، اور مومن بیوی جو آخرت کے کاموں میں اس کی مدد کرے اپنے پاس رکھنا چاہئے یہی سب سے بڑی دولت ہے۔

۳- نیز فرمایا:

''تزوجوا الودود الولود فانی مکاثر بکم الامم''[3]

---

[1] مسلم کتاب الرضاعة باب خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة، نسائی کتاب النکاح باب المرأة الصالحة ابن ماجہ کتاب النکاح باب افضل النساء

[2] ابن ماجہ کتاب النکاح باب افضل النساء، ترمذی ابواب التفسیر سورة توبہ، محدث دوراں علامہ البانی نے صحیح الجامع ص:۵۲۳ میں ذکر کیا ہے کہ ابن حبان نے حضرت علی سے روایت کیا ہے اور حاکم نے عبداللہ بن عباس سے روایت کیا ہے۔

[3] ابوداؤد کتاب النکاح باب عن النھی عن تزویج من لم یلد من النساء (بقیہ اگلے صفحہ پر)



بے پناہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچہ جننے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں دوسری امتوں پر تمہاری کثرت سے فخر کروں گا۔

۴- نیز فرمایا

''تنکح المرءة لا ربع لمالها و لجمالها و حسبها ولدینها فاظفر بذات الدین تربت یداك ''[1]

عورت سے تو اس کے مال و دولت کی بنا پر رشتہ کیا جاتا ہے یا حسب و نسب کی بنا پر یا حسن و جمال کی بنا پر یا دین وتقوی کی بنا پر پس تم لازماً دین و اخلاق والی عورت کو نکاح کے لئے منتخب کرو۔

یعنی آپ نے تاکیداً حکم فرمایا کہ اولین چیز دین و اخلاق ہے اور تمام مسلمانوں کو رشتہ کرنے میں پہلے یہی چیز دیکھنی چاہئے دوسری چیزیں بھی دیکھی جاسکتی ہیں مگر دین و اخلاق کے بعد۔ چنانچہ آخری جملہ میں آپ نے فرمایا: ''فاظفر بذات الدین''۔

۵- ایک دوسری حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص سے مروی ہے جس میں آپ نے حسن و جمال اور مال و دولت کی بنا پر رشتہ نکاح قائم کرنے سے منع فرمایا اور سبب بھی بیان فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

'' لا تزوجوا النسآء لحسنتھن فعسیٰ حسنھن ان یردیھن و لا تزوجھن لاموالھن فعسیٰ اموالھن ان یطفیھن لکن تزوجوھن علی الدین و لامة سوداء ذات دین افضل ''[2]

عورتوں سے ان کے حسن و جمال کی بنیاد پر نکاح نہ کرو ہوسکتا ہے ان کا

---

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) نسائی کتاب النکاح باب کراھیة تزویج العقیم ۔اس حدیث کی سند بھی صحیح ہے نیز مسند احمد میں بواسطہ انس اس کا شاہد بھی موجود ہے ابن حبان بھی صحیح قرار دیتے ہیں۔

[1] بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین، مسلم کتاب الرضاع باب استحباب نکاح ذات الدین، ابوداؤد کتاب النکاح باب مایومر بہ من تزویج ذات الدین۔

[2] ابن ماجہ کتاب النکاح باب تزویج ذات الدین: ۱/۵۹۷، حدیث ۱۸۵۹

حسن و جمال ان کو خرابی و بربادی کی راہ پر ڈال دے اور نہ ان کے مال و دولت
کی وجہ سے شادی کرو ہو سکتا ہے کہ ان کا مال ان کو سرکشی اور فخر و غرور میں مبتلا
کر دے بلکہ دین و اخلاق کی بنیاد پر شادی کرو کالی کلوٹی لونڈی جو دین و اخلاق
سے آراستہ ہو وہ بہتر ہے (اس بلند اخلاق اور مالدار حسینہ سے جو بد اخلاق ہو)

آپ کے اس ارشاد کی خلاف ورزی پر اس وقت ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ سکتا ہے کہ دین کو معیار انتخاب نہ بنا کر مال و حسن و جمال اور تعلیم و خاندان کو معیار بنانے کا نتیجہ یہ ہے کہ ہماری سوسائٹی میں کتنے فتنے رونما ہو رہے ہیں اور فساد و بگاڑ۔

اس کا مشاہدہ آپ جس خاندان، جس برادری، جس محلّہ اور جس بستی میں چاہیں کر سکتے ہیں یہ دنیا کا عذاب ہے جس سے ہم دوچار ہیں آخرت میں اس غلطی کا اللہ تعالیٰ جو عذاب دے گا وہ اس کے علاوہ ہے۔

غرضیکہ کسی صورت میں دین و اخلاق کو نظر انداز نہ کرنا چاہئے کیونکہ اخلاقی حسن جسمانی حسن سے زیادہ پائیدار ہوتا ہے اعتبار تو سیرتوں کا ہوتا ہے صورتوں کا نہیں اخلاق کا ہوتا ہے مال و زر کا نہیں۔

**دیندار لڑکے کا انتخاب** :۔ لڑکی والے کا فرض ہے کہ وہ ایسے لڑکے کا انتخاب کرے جو موحد دیندار با اخلاق شریف متقی ہو جس نے اپنی لڑکی کو کسی آوارہ ظالم بدقماش بدعتی شرابی لڑکے سے شادی کر دی اس نے لڑکی سے اپنا رشتہ کاٹ دیا اور اللہ کی ناراضگی مول لی۔

۱۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ:

’’نکاح ایک طرح کی غلامی ہے تم کو غور کرنا چاہئے کہ اپنی عزیز بچی کو کس
کی غلامی میں دے رہے ہو‘‘ [۱]

---

[۱] احیاء العلوم: ۴۲/۱، رواہ ابو عمر الشوکانی فی معاشرۃ الاہلین



جس طرح مرد کے لئے ضروری ہے کہ وہ دیندار متقی عورت کا انتخاب کرے اسی طرح عورت کے لئے بھی ضروری ہے کہ وہ دیندار متقی مرد کا انتخاب کرے چاہے وہ غریب ہی کیوں نہ ہو ایک غریب آدمی جس کا دین و اخلاق درست ہو اس خوب صورت و مالدار مرد اور عورت سے بہتر ہے جس کے اندر نہ دین ہو اور نہ اخلاق۔ عورتیں اپنی ہی تقدیر بھر کھائیں گی اور پہنیں گی چاہے وہ کسی بادشاہ کی بیگم بنیں یا کسی غریب کی بیوی ہر حال میں ان کا اتنا ہی ملے گا جتنا اللہ تعالیٰ نے ان کی قسمت میں لکھ دیا ہے ہم نے تاریخ میں پڑھا ہے کہ کل جو بادشاہ تھے آج محتاج و مسکین نظر آ رہے ہیں وقت ہمیشہ یکساں نہیں رہتا کسی کو اٹھاتا ہے تو کسی کو گراتا ہے۔

۲۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ بڑی شہزادی اور کون ہوگی آپ کا نکاح نبی ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا اس وقت حضرت علیؓ بہت غریب تھے آپؐ اس وقت چاہتے تو اپنی لخت جگر نور نظر کو اس وقت کے بڑے بڑے بادشاہوں سے شادی کر دیتے مگر آپ نے اپنی لخت جگر کے لئے ایسے رشتہ کو پسند فرمایا جو دیندار اور متقی تھے۔

۳۔ نیز فرمایا:

’’اذا خطب احدکم من ترضون دینه و خلقه فانکحوه ان لا
تفعلوه تکن فتنة فی الارض فساد کبیر قالو یا رسول الله ! و ان
کان فیه قال : اذا جاء کم من ترضون دینه و خلقه فانکحوا ‘‘ [۱]

اگر کوئی لڑکے کا سرپرست تمہاری لڑکی سے نکاح کا پیغام دے تو دیکھو کہ اس کا
دین و اخلاق اچھا ہے تو رشتہ کر لو اگر ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ و فساد ہوگا۔

---

[۱] جامع ترمذی: ۱۶۹/۲، علامہ البانی نے شواہد کی بنیاد پر حدیث کو حسن قرار دیا ہے رواء الغلیل: ۲۶۶/۶

**۴-ہمیں محمد عربی ﷺ کا درج ذیل فرمان ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے:**

''عن انس عن النبی ﷺ قال من تزوج امرأةً لعزها لم یزده الله الا ذِلًّا ومن تزوجها لمالها لم یزده الله الا فقرا ومن تزوجها لحسبها لم یزده الا دناءةً ومن تزوج امرأة لم یرد بها الا ان یغضّ بصره و یحسن فرجه بارك الله له فیها و بارك الله لها فیها''

انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: جو شخص عورت سے اس کی ظاہری عزت دیکھ کر شادی کرتا ہے اللہ اس کو ذلیل کرتا ہے اور جو کسی عورت سے مال کی وجہ سے شادی کرتا ہے کہ وہ اعلیٰ خاندان کی ہے تو اس کو خاندانی لحاظ سے ذلیل کرتا ہے اور جو شخص عورت سے اس لئے شادی کرتا ہے کہ برائیوں سے بچے ناجائز کام نہ کرے تو اللہ تعالی اس مرد کے لئے اس عورت میں اور اس عورت کے لئے اس مرد میں بڑی برکتیں بھر دیتا ہے۔

**حضرت سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا واقعہ:-** (۵) حِلیۃ الاولیاء لابی نعیم[۱] اصفہانی میں مندرج حضرت سعید بن مسیّب کا یہ واقعہ سب کے لئے سبق آموز ہے جس کا ماحصل یہ ہے کہ:

مشہور تابعی حضرت سعید بن مسیّب کے پاس صالح ہونہار ایک غریب شاگرد (جس کا نام عبداللہ بن ابی ابووداعۃ تھا) پڑھنے لکھنے کے لئے برابر آتا تھا ایک مرتبہ وہ کئی دن غائب رہا تو سعید بن مسیّب نے غائب ہونے کی وجہ دریافت کی اس نے کہا کہ میری بیوی فوت ہوگئی تھی لہذا مصروف رہا حضرت سعید نے اس سے پوچھا کیا تو نے دوسری شادی کرلی ہے اس نے بتایا کہ میں فقیر و تہی دست آدمی ہوں مجھے کون رشتہ دے گا؟ حضرت سعید نے دو درہم مہر کے عوض وہیں اس کا نکاح اپنی بیٹی سے کردیا وہ آدمی گھر چلا گیا تو شام کو خود اپنی بیٹی کا ہاتھ پکڑ ا اس کے گھر چھوڑ آئے حضرت

---

[۱] حلیۃ الاولیاء:۲/۱۶۷تا۱۶۹



سعید بن مسیّب کی یہی صاحبزادی تھیں جن کے رشتہ کے لئے مروان بن عبدالملک نے اپنے لڑکے ولید کے لئے پیغام بھیجا تھا مگر آپ نے اسے قبول نہیں کیا اور آپ نے نہایت ہی مودبانہ اور جرأت مندانہ انداز میں فرمایا:''الولید شارب الخمر''

یعنی میں ولید جیسے شرابی سے اپنی بچی کی شادی کردوں ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا۔

اس نکاح کے نتیجہ میں مروان بن عبدالملک کی جانب سے شدید سزا کو سعید رحمہ اللہ نے برداشت کرلیا، مگر اپنی صاحبزادی (فاطمہ) کو ولید کے عقد میں دینا گوارہ نہیں کیا۔

**حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا واقعہ:-** (۶) ایک شخص نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی صاحبزادی کو پیغام نکاح دیا اور اس لڑکی کے زیورات قیمتی کپڑوں سامان جہیز وغیرہ پر ایک لاکھ درہم خرچ کرنا چاہا صاحبزادی کی ماں نے حضرت حسن بصری سے کہا کہ اس شخص سے اپنی لڑکی کا نکاح کردیجئے آپ اس کی رغبت دیکھ رہے ہیں اور اس کا خرچ بھی آپ نے سن لیا ہے حضرت حسن بصری رحمہ نے فرمایا:

''وہ شخص جو شادی پر ایک لاکھ درہم خرچ کرے وہ جاہل و مغرور ہے اور ہم پر لازم ہے کہ ایسے شخص سے لڑکی کا نکاح ہرگز نہ کریں''۔

چنانچہ حضرت حسن بصریؒ نے اس کا پیغام رد کردیا اور ایک دیندار متقی آدمی سے اپنی صاحبزادی کی شادی کردی۔[۱]

❁❁❁

---

[۱] حسن بصری لابن الجوزی ص:۱۸

# خطبۂ نکاح

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبۃ الحاجۃ کی تعلیم دی جس کے مسنون الفاظ یہ ہیں اور ایجاب وقبول کے بعد پڑھنا چاہئے۔[۱]

''ان الحمد لله (نحمده) و نستعينه و نستغفره و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلل فلا هادی له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمدا عبده و رسوله و يقرأ ثلاث آياتٍ''

بیشک ہر تعریف اللہ کے لئے ہے ہم اس کی تعریف کرتے اس سے مدد مانگتے اور اس سے بخشش چاہتے ہیں جس کو اللہ ہدایت دے دے اس کو کوئی گمراہ کرنے والا نہیں اور جس کو گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور میں شہادت دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس خطبۂ مسنونہ کے بعد قرآن مجید کی درج ذیل تین آیتیں پڑھی جائیں:

۱-﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾[۲]

مومنو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور مرنا تو مسلمان رہ کر ہی مرنا۔

۲-﴿يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ

[۱] ترمذی (۱۱۱۱) ابواب النکاح باب ماجاء فی خطبۃ النکاح، ابن ماجہ (۱۸۹۲) کتاب النکاح (۹) باب خطبۃ النکاح (۹۹) نسائی: ۱۰۵/۳ کتاب الجمعۃ کیف الخطبۃ

[۲] آل عمران: ۱۰۲



رَقِيْبًا﴾[۱]

لوگو! اپنے پالنے والے سے ڈرو جس نے تم کو ایک شخص سے پیدا کیا اس سے اس کا جوڑا بنایا پھر ان دونوں سے کثرت سے مرد وعورت کو پیدا کر کے روئے زمین پر پھیلا دیئے اور اللہ سے جس کے نام کو اپنی حاجت براری کا ذریعہ بناتے ہو ڈرو اور قطع رحمی سے بچو کچھ شک نہیں کہ اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

۳-﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا﴾[۲]

مومنو! اللہ سے ڈرا کرو اور بات سیدھی کہا کرو وہ تمہارے اعمال درست کردے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے گا وہ بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوگا۔

پورے قرآن مجید میں سے اس دائمی معاہدہ نکاح کے موقع پر ان تین آیتوں کا انتخاب کمال درجہ پیغمبرانہ کی دلیل ہے ان آیت کریمہ میں عام مسلمانوں کے لئے نصیحت ہے کہ جن کی شادی ہوچکی ہے کہ خاوند اپنی بیوی کے حقوق کو پہچانیں بیویاں اپنے خاوند کے حقوق کو پہچانیں اور خاص طور پر ان دونوں کو تنبیہ کی جارہی ہے کہ زندگی بھر کی رفاقت کے اس معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرنا میں نے قبول کیا کے مفہوم کو یاد رکھنا اور اپنا رشتہ جو دو خاندانوں کے درمیان قائم ہورہا ہے اس کے تقاضوں کو دھیان میں رکھنا

**شادی سے پہلے لڑکی دیکھنا:** - ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو شادی کا پیغام دے تو جہاں تک ہوسکے اس کو ایک نظر دیکھ لے''۔[۳]

[۱] النسآء: ۱

[۲] الاحزاب: ۷۰، ۷۱

[۳] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی الرجل ینظر الیٰ المرأة و هو يريد تزويجها: ۲۲۸/۲ ـ ۲۲۹ حدیث: ۲۰۸۲

دیکھنے سے یہاں مراد کہ بس ایک اچٹتی سی نظر ڈال لی جائے نکاح سے پہلے اپنی منسوبہ سے نہ تو اختلاط اور میل و جول رکھنا جائز ہے نہ ہی اس کو ایک نظر دیکھنے سے منع کرنا جائز ہے یہ دونوں صورتیں معیوب ہیں۔

## زوجین کے لئے دعا:-

ا۔"بَارَكَ اللّٰهُ"[۱] اللہ تیرے لئے برکت عطا فرمائے

۲۔"بَارَكَ اللّٰهُ فِيْكَ وَ بَارَكَ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ"[۲]

اللہ تعالیٰ تیرے اندر برکت عطا کرے اور تیرے اوپر برکت نازل فرمائے اور تم دونوں کو خیر پر اکٹھا کرے۔

**جماع کے آداب:-** شادی کرے تو بیوی کو اور خادم خریدے تو خادم کی چوٹی پکڑ کر اسی طرح جانور خریدے تو اس کی کوہان پکڑ کر یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَ خَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرَّمَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ"[۳]

اے اللہ میں تجھ سے اس کی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی مانگتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے اور اس کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس پر تو نے اس کو پیدا کیا ہے۔

**مجامعت کی دعا:-** بیوی سے اس انداز میں بے تکلف و خوش طبعی کرے جو جماع کو انگیخت دلائے اور یہ دعا پڑھے۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

جب تم میں کوئی اپنی بیوی کے پاس جماع کی نیت سے آئے تو یہ دعا پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ! اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَ جَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا"[۴]

---

[۱] صحیح بخاری:۱۱/۹۰ (۶۳۸۶) نسائی:۶/۱۲۸

[۲] عمل الیوم واللیلۃ (۲۵۴) رقم (۲۵۹) ترمذی:۲/۱۷۱، ابن ماجہ:۶۱۴ حدیث:۱۹۰۵

[۳] ابوداؤد:۲/۲۱۴ حدیث:۲۱۵۱

[۴] بخاری کتاب النکاح باب مایقول اذا اتی اہلہ، مسلم:۱۰/۵، ترمذی ابواب النکاح باب ما جاء فی مایقول اذا دخل اہلہ۔ ابن ماجہ کتاب النکاح باب مایقول اذا اذ خلت اہلہ



اللہ کا نام لے کر اے اللہ تو ہم کو شیطان سے محفوظ رکھ اور اس کو محفوظ رکھ جو تو ہمیں عطا فرمائے۔

**جماع کہاں اور کس طرح؟:-** جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

یہود کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی پیٹھ سے اس کے اگلے حصہ میں جماع کرے تو بچہ (بھینگا) ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

﴿نِسَاءُ كُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا اَنّٰى شِئْتُمْ﴾[۱]

تمہاری بیویاں کھیتیاں ہیں تمہیں اختیار ہے جس طرح چاہو کھیتی میں جاؤ۔

نبی ﷺ نے اس کی تشریح میں فرمایا:

"جماع صرف فرج (اگلے حصہ) میں ہونا چاہئے"۔

**تحریم دُبر:-** عورت کے پچھلے حصہ میں آلہ تناسل داخل کرنا حرام ہے رسول اللہ ﷺ نے اس برے فعل سے منع فرمایا ہے:

ا۔عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا آپ نے فرمایا کس چیز نے تمہیں ہلاک کیا؟ انہوں نے اشارتاً یہ کہا کہ رات میں اپنے کجاوے کو الٹ دیا (یہ اشارہ تھا بیوی کی پیٹھ کی طرف سے جماع کر لینے کا) آپ ﷺ نے اس کا جواب نہ دیا اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی:

﴿نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ﴾

یعنی آگے یا پیچھے جس طرف سے چاہو مباشرت کرو لیکن دُبر اور حالت حیض میں جماع کرنے سے اجتناب کرو۔[۲]

---

[۱] البقرۃ:۲۲۳

[۲] نسائی ابواب التفسیر:۲/۱۲۲

۲-خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث مروی ہے اس کے آخر میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''عورتوں کے پچھلے حصہ میں جماع نہ کرو''۔

۳-''عن ابن عباس قال قال رسو ل الله ﷺ ملعون من اتیٰ امرأته فی دُبرها ''[۱]

اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہے اس شخص پر جو اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کرے۔

۴-''عن ابی هريرة عن النبی ﷺ قال لا ینظر الله الیٰ رجل جامع امرأته فی دبرها''[۲]

اللہ اس شخص کو نہیں دیکھے گا جو اپنی بیوی کے ساتھ لواطت کرے۔

**شریعت کا حکم ہے کہ وہ صنفی خواہش کی تکمیل میں وہی فطری طریقہ اختیار کرے جس سے عورت کے جذبات کو آسودگی ہوتی ہو اور قطعا کوئی ایسا طریقہ نہ اپنائے جو عورت کے جائز مطالبات نفس کو پامال کرنے والا ہو اسی لئے شریعت نے لواطت کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس طرح ہوسکتا ہے کہ کوئی سفلہ شعار اپنے جذبات کی آگ بجھالے لیکن عورت اس سکون سے محروم ہوجائے جو باعفت زندگی گزارنے کے لئے ضروری ہے۔**

**اس منع کی علت واضح کرتے ہوئے امام ابن القیم تحریر فرماتے ہیں[۳]:**

''فللمرأة حق علی الزوج فی الوطی و وطئوها فی دبرها یفوّث حقها ولا یقضی وطرها ولا یحصل مقصودها و ایضاً فان الدبر لم یتهیاء لهذا العمل ولم یخلق له و انما الذی هی له الفرج فالعادلون

[۱] ابوداؤد کتاب النکاح باب فی جامع النکاح:۲/۲۴۹ حدیث ۲۱۶۲
[۲] ابن ماجہ کتاب النکاح باب النہی عن اتیان النساء ادبارہن:۱/۶۱۹ حدیث:۱۹۲۳
[۳] زاد المعاد:۳/۱۰۰



عنه الی الدبر فارحون عن حکمة الله و شرعه جمیعا''

بیوی کا خاوند پر یہ حق ہے کہ وہ اس کے ساتھ فطری طریقہ پر ہمبستری کرے عمل لواطت سے خاوند اسکے حق کو تلف کرتا ہے اور اس طبعی حاجت کو پورا نہیں کرتا اور نہ اس طریقہ سے عورت کا مقصد حاصل ہوتا ہے، اس کے علاوہ سرین اس گندے فعل کے لئے نہ تیار کی گئی اور نہ بنائی گئی ہے اس مقصد کے لئے تو صرف شرمگاہ ہے پس جو لوگ خواہش نفس کے لئے اس فطری طریقہ کو چھوڑ کر غیر فطری طریقہ اختیار کرتے ہیں وہ اللہ کی حکمت اور اس کی شریعت سب کو پھاندتے ہیں

**حالت حیض میں جماع حرام ہے:**-ارشاد باری ہے:

﴿قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَآءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ﴾[۱]

اے محمد ﷺ کہہ دو وہ تو گندگی ہے لہذا حیض میں عورتوں سے کنارہ کش رہو اور جب تک پاک نہ ہوجائیں۔

۲-جو شخص حالت حیض میں بیوی سے جماع کرے یا اس کے دُبر میں جماع کرے یا کسی کاہن کے پاس جائے اور جو کچھ کہے اسے سچ جانے تو اس نے مجھ پر جو کچھ نازل کیا گیا ہے اس سے انکار کیا[۲]۔

۳-انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

''یہود کا طریقہ یہ تھا کہ جب عورت کو حیض آتا تو وہ اسے گھر سے نکال دیتے اس کے ساتھ کھانا پینا اور اس کے ساتھ رہنا ترک کردیتے، رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو سورۃ البقرہ کی وہ آیت نازل ہوئی جو اوپر گذر چکی ہے اس آیت کی تشریح میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''ان کے ساتھ گھر میں رہو اور سب کچھ کرو البتہ جماع نہ کرو''[۳]۔

[۱] البقرۃ:۲۲۲
[۲] ترمذی کتاب الطہارۃ باب ما جاء فی کراہیۃ اتیان الحائض:۱/۱۹، ابن ماجہ کتاب الطہارۃ باب النہی عن اتیان الحائض:۱/۲۰۹ حدیث(۶۳۹)
[۳] صحیح مسلم کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض راس زوجہا:۲/۲۱۴ حدیث:۳۰۲

یعنی ان کے ساتھ کھانا پینا ایک بستر پر سونا ان کو چھونا جائز ہے سوائے جماع کے۔

اگر کبھی کسی شخص سے غلبہ نفس کی وجہ سے حالت حیض میں جماع کا ارتکاب ہوجائے تو اسے ایک دینار یا نصف دینار صدقہ کرنا چاہئے ائمہ ثلاثہ ابوحنیفہ، مالک اور امام شافعی کے نزدیک کفارہ دینا واجب نہیں البتہ استغفار واجب ہے امام احمد کا قول ہے کہ کفارہ ادا کرے اگر ایک دینار ادا نہ کرسکے تو نصف دینار ادا کرے۔

**مدت جماع:-** ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''یکفی المومن الوقفة فی الشهر''

مہینہ میں ایک بار جماع کرلینا کافی ہے یعنی آدمی اگر روزانہ پر قدرت نہیں رکھتا یا جمعہ کے دن بھی جماع کرنے سے مجبور ہے تو پھر مہینہ میں ایک بار جماع کرلے تو یہ کافی ہے۔ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:[1]

''بعض علماء نے لکھا ہے کہ عورت سے جماع ہر چار ماہ میں فرض ہے، کچھ علماء نے کہا کہ اس بارے میں کوئی تحدید نہیں ہے جماع کا وجوب قوت وحاجت کے مطابق ہے جس طرح اس کے ملک ایسے عمر کے لوگوں اور ایسی قوت رکھنے والوں کے لئے معروف ہو تو اس کے مطابق جماع کا فرض انجام دینا چاہئے''۔

حمل سے بچنے کے لئے عزل نہ کرے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسے مخفی زندہ درگور قرار دیا ہے۔[2]

دوبارہ جماع کا ارادہ ہو تو درمیان میں وضوء کرنا مستحب ہے اسی طرح نہانے سے سونا یا کھانا کھانے کا ارادہ ہے تو وضوء کرنا مستحب ہے۔

---

[1] السیاسة الشرعیة ص:۱۳۳

[2] صحیح مسلم مع المنهاج کتاب النکاح باب جواز الغیلة وکراهة العزل: ۱۵/۱۰ حدیث:۱۴۱



حیض ونفاس کی حالت میں عورت کے ساتھ اکھٹے سونا جائز ہے جبکہ مجامعت سے احتراز کرے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اصنعوا کل شی الا النکاح''[1]

جماع کے علاوہ سب کام کرسکتے ہو۔

## اولاد طلب کرنے کی دعائیں:-

﴿ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْکَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّکَ سَمِیْعُ الدُّعَاءِ ﴾[2]

میرے پالنہار! مجھے صالح اولاد عطا فرما بیشک تو دعا سننے والا ہے۔

﴿ رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصَّالِحِیْنَ ﴾[3]

میرے پروردگار مجھے اولاد عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو۔

## اہل وعیال کی صالحیت کی دعا:-

﴿رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا﴾[4]

اے ہمارے پروردگار! ہم کو ہماری بیویوں کی طرف سے (دل کا چین) اور اولاد کی طرف سے آنکھ کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا امام بنا۔

❁ ❁ ❁

---

[1] صحیح مسلم مع المنهاج کتاب الحیض باب جواز غسل الحائض رأس زوجها: ۵۴۲/۳ رقم الحدیث: ۱۶_۳۰۲

[2] آل عمران: ۳۸

[3] الصافات: ۱۰۰

[4] الفرقان: ۷۵

# مَہر کے احکام

**مہر کی تعریف:** — مہر اس مال کو یا مالیت رکھنے والی شے کو کہتے ہیں جو مرد کو نکاح کے سلسلے میں عورت کو دینا ہوتا ہے یعنی عورت کو حلال بنانے کے لئے خاوند جو دیتا ہے وہ مہر ہے اور مہر دینا واجب اور فرض ہے۔

**حق مہر:** — قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس کا حکم آیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً﴾[1]

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے ادا کرو۔

**نیز فرمایا:**

﴿وَاٰتُوهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾[2]

اور انہیں معروف طور پر مہر ادا کرو۔

**رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:**

"التمس ولو خاتما من حديد"[3]

مہر کے لئے کچھ تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی ہی ہو۔

**نیز فرمایا:**

"عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله ﷺ ان احق الشروط ان توفوا به ما استحللتم به الفروج"[4]

---

[1] النسآء: ۴

[2] النسآء: ۲۵

[3] صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج المعسر: ۱۹/۱۳۱ رقم الحدیث: ۵۰۸۷ صحیح مسلم مع المنہاج کتاب النکاح باب الصداق: ۹/۵۵۳ حدیث: ۶/۷/۱۴۲۵

[4] صحیح بخاری (۵۱۵) کتاب النکاح باب الشروط فی النکاح (۵۲) ترمذی (۱۱۳۷) أبواب النکاح باب ماجاء فی الشرط عند عقدۃ النکاح (۳۰)



شرطوں میں وہ شرط پوری کئے جانے کی سب سے زیادہ مستحق ہے جس کے ذریعہ تم اپنی بیوی کی عصمت کے مالک بنے ہو یہ تم پر تمہاری بیویوں کا قرض ہے جسے بہرحال ادا کرنا ہوگا۔

**مہر کے احکام:-**

"عن عقبة بن عامرؓ قال: قال رسول الله ﷺ خير الصداق ايسره"[1]

بہترین مہر وہ ہے جو تھوڑا ہو اور بآسانی دیا جا سکے۔

**نیز فرمایا:**

"ان اعظم النكاح بركة ايسرهٗ مؤونة"[2]

سب سے بابرکت شادی وہ ہے جس میں اخراجات کم اور آسان ہوں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک خطبہ کے اندر نہایت بلیغ انداز میں شریعت کی روح بیان فرمادی ہے آپ نے فرمایا:

"الا لا تغالوا بصداق النسآء فانها لو كانت مكرمة فى الدنيا او تقوى عند الله كان اولكم بها النبى ﷺ"[3]

مہر میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لو اگر یہ دنیا میں باعث افتخار یا عند اللہ معیار زہد وورع ہوتی تو محمد عربی ﷺ اس کے کہیں زیادہ حقدار تھے۔

آپ ﷺ نے امہات المومنین میں سے کسی کا اور نہ اپنی بچیوں کا مہر ۱۲ اوقیہ سے زیادہ رکھا تھا۔

صاحب سنن سعید بن منصور رحمہ اللہ نے ہشیم عن مجاہد عن شعبی کے طریق سے حضرت عمر بن الخطاب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد

---

[1] أبوداؤد (۲۱۱۷) کتاب النکاح باب فمن تزوج ولم یسم صداقا حتی مات

[2] حوالہ مذکور بحوالہ جامع الاصول: ۷/۱۵

[3] ترمذی (۱۱۲۲) ابواب النکاح باب ماجاء فی مہور النسآء (۲۱) ابوداؤد (۲۱۰۶) کتاب النکاح باب الصداق، نسائی: ۶/۱۱۷، ۱۱۸ باب القسط فی الاصدقۃ

لوگوں کوخطاب کرتے ہوئے فرمایا: لوگو! مہر میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لو ورنہ مہر نبوی سے زائد مہر کو بیت المال کے حوالہ کردوں گا آپ کے منبر سے اترتے ہی قریش کی ایک خاتون نے کہا امیر المومنین اللہ تعالی کی کتاب اطاعت وتابعداری کا زیادہ مستحق ہے یا آپ کا فرمان؟ آپ نے جواباً عرض کیا اللہ کی کتاب ہی کو یہ حق حاصل ہے آخر معاملہ کیا ہے؟ شریف خاتون کہنے لگیں آپ نے ابھی ابھی مہر میں افراط سے منع کیا ہے جب کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

﴿وَ ا تَیْتُمْ اِحْدَاهُنَّ قِنْطَاراً فَلاَ تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَیْئًا﴾[1]

اوران میں سے کسی کو تم نے خزانہ کا خزانہ دے رکھا ہو تو بھی اس میں سے کچھ نہ لو۔

حضرت عمرؓ نے اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے دو یا تین مرتبہ فرمایا ہر شخص عمر سے زیادہ فقیہ ہے میں نے مہر میں افراط سے منع کیا تھا اب یہ سن لو کہ ہر شخص اپنی رضا اور غبت کے مطابق مہر متعین کرے۔[2]

امام بیہقی نے بھی اس کو سعید بن منصور کے طریق ہی سے سنن کبریٰ[3] میں ذکر کیا ہے۔

یہ اثر سند ومتن ہر دو اعتبار سے متکلم فیہ ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے سند کے اندر پائی جانے والی پہلی علت انقطاع ابن معین رحمہ اللہ کے بقول ابوعبدالرحمٰن سلمی (جن کا نام عبد اللہ بن حبیب بن ربیعہ تھا) نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں سنا ہے۔

۱ النسآء: ۲۰
۲ سنن سعید بن منصور: ۱/۱۶۶۔۱۶۷ رقم الحدیث: ۵۹۸
۳ السنن الکبریٰ: ۷/۲۳۳



دوسری علت قیس بن ربیع کا سوء حفظ ہے۔[1]

مزید برآں حافظ ابن حجر کا کہنا ہے کہ قیس بن ربیع کا شمار صدوق راویوں میں ہوتا ہے بڑھاپے میں اختلاط کا شکار ہوگئے تھے ساتھ ہی ان کے لڑکے نے ان کی روایت کردہ حدیثوں کے ساتھ کچھ غیر مسموع احادیث خلط ملط کر دیا تھا اور وہ لاعلمی میں ان کو بھی بیان کر گئے۔[2]

جہاں تک متن کی بات ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے قول سے رجوع نہیں کیا ہے جیسا کہ ابوداؤد[3] ترمذی[4] اورنسائی کی اس روایت سے صاف ظاہر ہے۔

ابوالعجفاء سلمی کا بیان ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خطاب کرتے ہوئے فرمایا مہر میں مبالغہ آرائی سے کام نہ لو کیونکہ اگر یہ دنیا میں باعث افتخار یا عند اللہ معیار زہد ورع ہوتی تو محمد عربی ﷺ اس کے کہیں زیادہ حقدار تھے آپ نے امہات المومنین میں سے کسی کا اور نہ اپنی بچی کا مہر ۱۲ اوقیہ سے زیادہ رکھا تھا۔

امام ترمذی[5] نے اس حدیث کو حسن صحیح اور امام حاکم[6] نے صحیح الاسناد کہا ہے امام ذہبی[7] نے حاکم کی موافقت بھی کی ہے اور علامہ البانی[8] نے بھی صحیح کہا ہے۔

۱ تقریب التہذیب ص: ۴۵۷ رقم الحدیث: ۵۵۷۳
۲ سنن أبی داؤد ۲/۵۷۲۰ (۲۱۰۶)
۳ حوالہ مذکور ایضاً
۴ سنن ترمذی: ۳/۴۲۲ (۱۱۱۴)
۵ سنن ترمذی: ۳/۴۲۳
۶ المستدرك مع التلخيص: ۲/۱۷۶
۷ حوالہ مذکور ایضا
۸ ارواء الغلیل: ۶/۳۴۷ (۱۹۲۷)

زیادہ مہر مقرر کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں بڑے مفاسد پوشیدہ ہیں جبکہ مذکورہ آیت سے پتہ چلتا ہے کہ خاوند اپنی خوشی سے زیادہ مہر دیتا ہے لیکن اگر عورت یا اس کا کوئی سرپرست زیادہ مہر طلب کرے تو یہی منع ہے۔

**مہر عورت کا حق ہے:** -ارشاد باری ہے:

﴿وَاٰتَيْتُمْ اِحْدٰهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا﴾[۱]

اور جو تم دے چکے ہو بہت سا مال پس نہ لے اس میں سے کچھ کیا تم اس میں سے ناحق لینا چاہتے ہو اور یہ صریح گناہ ہے۔

یعنی جب مرد و عورت نکاح کے بعد مل چکے ہوں اور خلوت صحیحہ ہو چکی ہو تو اس کے معاوضہ میں تمام مہر مرد کو ادا کرنا واجب ہے کسی وجہ سے مہر کو واپس نہیں لیا جا سکتا ہے عورت اپنی خوشی سے مہر معاف کر دے تو البتہ سبکدوش ہو جائے گا ورنہ رسمی طور پر بیوی کے معاف کر دینے سے مہر معاف نہ ہوگی اگر اس نے یہ سمجھ کر زبانی طور پر کہ مہر معاف کروں یا نہ کروں ملنا تو ہے نہیں تو ایسی مجبوری کی معافی کا کچھ اعتبار نہیں۔

**مہر کی ادائیگی کے بغیر خلوت نہ کرے:** -ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''من تزوج بصداق لا ينوی آداء ه فهو زان و من ادان دينا وهو لا لا ينوی قضاء ه فهو سارق''[۲]

جو مہر مقرر کر کے نکاح کرتا ہے اور اس کی ادائیگی کا ارادہ نہیں رکھتا وہ زانی ہے اور جو قرض لیتا ہے اور ادا نہیں کرنا چاہتا وہ چور ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا گیا کہ محمد عربی ﷺ کا کتنا

---

۱ النسآء: ۲۰

۲ فتح الباری: ۱۲۱/۹



مہر تھا آپ نے فرمایا پانچ سو درہم۔[۱]

نبی ﷺ نے جتنے نکاح کئے ان سب میں مہر پانچ سو درہم مقرر رہا اور آپ کی تمام صاحبزادیوں میں کسی کا مہر اس سے زیادہ نہ تھا ام حبیبہ کا مہر جو اس سے زیادہ تھا تو یہ مہر حبش کے بادشاہ نجاشی نے مقرر کیا تھا اور خود ہی اسی نے اپنی طرف سے ادا کیا تھا۔[۲]

**مہر خاتون جنت:** -حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو محمد عربی ﷺ نے فرمایا کچھ مہر ادا کر دو فرمایا میرے پاس تو کچھ بھی نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری تانت والی زرہ کہاں ہے چنانچہ آپ نے وہی زرہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو عطا فرمائی۔[۳]

کہاں حضور ﷺ کی سب سے چہیتی صاحبزادی کی مہر و شادی میں یہ سادگی اور سہولت اور کہاں امراء و سلاطین کے یہاں ہونے والی شادیوں میں وہ اسراف اور فضول خرچی جس نے حکومت کا سارا خزانہ خالی کر دیا جس نے پورے ملک کو کنگال بنا کر رکھ دیا درج ذیل میں ہم ایسی صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں:

۱-جب بوران سے مامون رشید کی شادی ہوئی تو پورے دار الخلافہ میں قیمتی موتیاں بچھائی گئیں اور شادی میں مدعو خواتین سے گذارش کی گئی کہ جس قدر موتیاں ان کے ہاتھوں میں آسکیں سب کی سب بوران پر نچھاور کر دیں اس شادی کے موقع پر جب بڑے بڑے کمانڈر اور امراء حاضر ہوئے تو مامون نے ان پر پرچیاں پھینکیں

---

۱ مسلم (۱۴۲۶) کتاب النکاح باب الصداق و جواز کونہ تعلیم قرآن، ابوداؤد ۲۱۰۵۰) کتاب النکاح والنسائی: ۱۱۶/۶

۲ ابوداؤد (۲۱۰۷) باب الصداق۔ نسائی: ۱۱۹/۶ باب القسط فی الاصدقۃ

۳ نسائی۔ مستدرک حاکم صحیح ہے۔

ان پرچیوں پر مختلف شہروں اور بستیوں کے نام درج تھے جس کے ہاتھ جو پرچہ لگا اس شہر یا بستی کا وہ مالک ہو گیا حیرت اور تعجب کا مقام ہے کہ بعض مصنفین نے اس ابلیسی شادی کو دعوت اسلام کا نام دیا ہے۔

۲- تین دلہنیں جنہوں نے سرکاری خزانوں کی خالی کر دیا مصنفہ ڈاکٹر محمد حفنی نامی رسالہ میں لکھا ہے جس کا خلاصہ ہم یہاں درج کرتے ہیں:

مورخین نے بالاتفاق لکھا ہے کہ خمارویہ کی بیٹی قطری الندیٰ جس کی شادی خلیفہ معتضد سے ہوئی اس کے جہیز میں سونے کی چار سلوں سے بنا ہوا جھروکہ تھا جس پر سونے کی جھالروں والا گنبد رکھا ہوا تھا ہر جھالر کے بیچ میں ایک بالی معلق تھی، بالی کے اندر ایسا موتی جڑا ہوا تھا جس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا جہیز کے اندر سونے کا ہاون دستہ ہوتا تھا جس میں عود اور دیگر خوشبویات کوٹی جاتی تھیں نیز ایسے جھروکے ہوتے تھے ہر جھروکے کی قیمت دس ہزار دینار ہوتی تھی۔

خمارویہ نے اپنی لاڈلی کی شادی کے موقع پر ہی اس قدر اسراف سے کام نہیں لیا بلکہ اس کی رخصتی کے موقع پر جب اسے مصر سے بغداد لے جایا جانے لگا تو اس طویل سفر میں ہر منزل پر اس نے ایک محل بنوانے کا حکم دیا تا کہ قطری الندیٰ اس میں تھوڑی دیر آرام کر سکے اور ہر محل ایسا تھا جس میں راحت و آسائش کے وہ تمام اسباب مہیا تھے جو ایک دلہن کے لئے بالخصوص سفر میں ضروری ہوتے ہیں۔

ابن خلکان نے لکھا ہے کہ قطری الندیٰ کی مہر اربوں درہم پر مشتمل تھی اس بھاری بھرکم شادی کے اخراجات کی اب تک جو تفصیل لکھی گئی اس میں شک نہیں کہ شادی کے کل اخراجات کے مقابلہ میں اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے چنانچہ اس بارے میں ہم ابن خصاص کے بیان کو پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں ابن خصاص وہ جوہری



تھا جس نے جہیز کی تیاری میں زبردست پارٹ ادا کیا تھا بہرکیف اس شخص کو خمارویہ نے اس کے بیان کے مطابق چار لاکھ دینار صرف بطور انعام دیا تھا ان دنوں اس قسم کے عوامی گیت لوگوں کی زبان پر چل پڑے تھے ۔

الحنة الحنة یا قطری الندیٰ شباك حبيبي يا عيني جلاب الهوىٰ

۳- خدیو مصر شاہ اسمٰعیل کے بیٹوں کی شادیاں اسمٰعیل کی چاروں شہزادیوں کی شادی میں بادشاہ اور اس کے امراء نے جس طرح دل کے ارمان نکالے اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں اسراف فضول خرچی عیش پسندی اور برائی کے جراثیم کس قدر راسخ ہو چکے تھے اس موقع پر عظمت اور شکوہ کا جو مظاہرہ کیا گیا اس کو بیان نہیں کیا جا سکتا کیسے کیسے فاخرہ لباس بنائے گئے جو زرتار جواہر سے مرصع تھے جن کے اندر الماس، یاقوت اور طرح طرح کے ہیرے جواہرات جڑے ہوئے تھے ان گنت سونے چاندی کے برتن خالص چمک بجلی کے بنے ہوئے سیٹ جس کے اندر نادر روزگار پتھر لگائے گئے تھے جہیز کے کل اسباب کے چھوٹے چھوٹے حصے بنا کر انہیں خالص سونے کے ایسے اونچے تخت پر سجایا گیا تھا جس کے پائے خالص یاقوت زمرد اور فیروزے کے بنے ہوئے تھے۔الخ

ان خانہ خراب دلہنوں نے ............جن کا مختصر تذکرہ اوپر گذرا ماضی بعید میں عالم عرب کا خزانہ خالی کیا اور جب ان کے پاس فوج یا اسلحہ غرض کسی قسم کی تیاری نہ رہی تو اس کے نتیجہ میں ٹڈی دل صلیبی اور تاتاری فوجوں نے عرب دنیا پر یلغار کی اور یہ بھی کل کی بات ہے کہ انگریز مصر میں گھس آئے اور اس پر قبضہ کر لیا۔[1]

❁ ❁ ❁

[1] تحفۃ العروس: از علامہ محمود مہدی استانبولی ص: ۱۱۲

# ولیمہ کی شرعی حیثیت

**ولیمہ کی تعریف :-** ولیمہ ولم سے بنا ہے جس کے معنی جمع کے ہیں اس لئے کہ زوجین باہم جمع ہوتے ہیں اور خاص طور سے شادی کے کھانے کو کہتے ہیں القاموس میں ہے:'' الولیمہ طعام العروس '' شادی کا کھانا یا ہر وہ کھانا جو دعوت وغیرہ کے لئے بنایا جائے۔

ولیمہ اکثر ائمہ اسلام کے نزدیک سنت موکدہ ہے اور بعض کے نزدیک واجب ہے علامہ البانی رحمہ اللہ نے واجب ہونے کے قول کو ترجیح دی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے فرمایا:

'' ان النبی ﷺ رأی علیٰ عبد الرحمن بن عوف اثر صفرة قال ما هذا قال یا رسول الله انی تزوجت امرأة علی وزن نواة من ذهب قال فبارك الله لك اولم ولو بشأة''[1]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ میں نے ایک انصاری عورت سے شادی کرلی ہے آپ نے پوچھا مہر میں کیا دیا انہوں نے کہا کھجور کی ایک گھٹلی کے برابر سونا آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تمہیں برکت دے ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی کیوں نہ ہو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے

---

[1] صحیح بخاری (۵۱۱۷) کتاب النکاح باب الولیمة ولو بشاة (۶۸) صحیح مسلم (۱۴۲۷) کتاب النکاح باب الصداق و جواز کونہ تعلیم قرآن ۔ترمذی ۱۱۰۰) ابواب النکاح باب ما جاء فی الولیمة (۱۰) أبوداؤد (۲۱۰۹) کتاب النکاح باب قلة المهر ۔ابن ماجہ (۱۹۰۷) کتاب النکاح باب الولیمة (۲۴) ۔نسائی:۶/۱۳۷ کتاب النکاح باب الهدية لمن عرس



بکری کا ولیمہ کیا۔[1]

حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ حضرت علیؓ نے فاطمہ رضی اللہ عنہا کا پیغام نکاح دیا تو رسول اللہ ﷺ فرمایا شادی کے لئے ولیمہ ضروری ہے رسول اللہ ﷺ نے اپنی بعض بیویوں کی شادی پر دو مد جو سے ولیمہ کیا۔[2]

یہ واقعہ دور حاضر کے مسلمانوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ مدینہ منورہ میں نکاح کرتے ہیں اور ذات اقدس کو بھی اطلاع نہیں ہوتی جن کی شرکت وموجودگی ہر بزم کے لئے باعث فخر و زینت تھی مگر آج حال یہ ہے کہ قریہ بستی محلّہ، ٹولہ کو چھوڑ یئے دور دراز عزیزوں اور دوستوں کو یہاں تک کہ ان ملکوں میں ماڈرن شادی کارڈ بھیجا جاتا ہے جہاں سے پاسپورٹ اور ویزا کی قانونی سہولت ہے اور آپ ﷺ کو عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی شادی کی اطلاع اس وقت ہوئی جب ان کے کپڑوں پر زردی کا نشان ملاحظہ فرمایا جاتا ہے پوچھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے شادی کرلی ہے اس وقت برکت کی دعا کی جاتی ہے اور ولیمہ کے لئے ہدایت ہوتی ہے خواہ ایک بکری ذبح کرو۔

نیز فرمایا:

''عن انس قال اقام النبی ﷺ بین خیبر والمدینة ثلاث لیال یبنی علیه بصفیة فدعوت المسلمین الی ولیمته فما كان فیها من خبز و لا لحم وما كان فیها الا ان امر بالانطاع فبسطت فالقی علیها التمر والاقط والسمن''[3]

---

[1] بخاری (۵۱۷۱) کتاب النکاح باب من اولم علیٰ بعض نساءہ اکثر من بعض ۔ابن ماجہ (۱۹۰۸) کتاب النکاح باب الولیمة :۲۴

[2] بخاری ۵۱۷۲ کتاب النکاح باب اولم باقل شاة (۷۰)

[3] صحیح بخاری (۱۵۵۹) کتاب النکاح باب البناء فی السفر (۶۰)

انسؓ کہتے ہیں کہ مدینہ اور خیبر کے درمیان رسول اللہ ﷺ نے تین رات قیام فرمایا اور وہاں حضرت صفیہؓ سے شادی ہوئی پھر میں نے مسلمانوں کو ان کے ولیمہ کی دعوت دی آپ ﷺ نے اس ولیمہ میں نہ روٹی کا انتظام فرمایا اور نہ گوشت کا بلکہ دسترخوان پر کچھ کھجوریں کچھ پنیر کے ٹکڑے اور گھی چن دیا گیا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا۔

نیز فرمایا:

''انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے جتنا شاندار ولیمہ زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح میں کیا اتنا آپ نے کسی کی شادی میں نہیں کیا حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح میں ایک بکری کا ولیمہ کیا''۔[1]

یہ حدیث ملت کے خواص کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ایک بکری کا ولیمہ شاندار ولیمہ قرار دیا گیا مگر یہاں تو یہ حال ہے کہ شادی بیاہ ولیمہ وجہیز کے لئے قرض حاصل کیا جاتا ہے اور قرض ایک ایسا بار عظیم ہے جس سے اللہ کی راہ میں جان دینے والا اور جس کے خون کے قطرے زمین پر گرنے سے پہلے ہی سارے گناہ معاف ہوجاتے ہیں وہ بھی بری الذمہ نہیں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

'' يغفر للشهيد كل ذنب الا الدَين ''

قرض کے سوا شہید کے سارے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔

یہ تو عام قرض کی بات ہے رہے وہ مسلمان بھائی جو شادی و بیاہ اور ضروریات زندگی کے لئے سودی قرض حاصل کرتے ہیں اس گناہ عظیم کا اندازہ کریں بسا اوقات قرض اٹھانے والا باپ یا سرپرست اس دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے اور بعد میں اس کی اولاد مدت العمر اس بوجھ تلے سسکتی اور کراہتی رہتی ہے۔

آج سے پچپن سال قبل ہمارے ضلع بلرام پور (گونڈہ) و سدھارتھ نگر

[1] صحیح بخاری (۵۱۷۱) کتاب النکاح باب من اولم علی بعض نسائه اکثر من بعض۔ ابن ماجہ (۱۹۰۸) کتاب النکاح باب الولیمۃ (۲۴)



(بستی) میں نمود و نمائش رسومات وخرافات بدعات ومنکرات کا وجود نہ تھا بیشتر لوگ صحابہ کے طرز پر زندگی گزارتے تھے۔

تاریخ کے صفحات شاہد ہیں کہ ہمارے اسلاف نے شرک وبدعت کے ساتھ ادنیٰ مصالحت گوارہ نہیں کی عقائد ومعاملات میں ذرا بھی لچک محسوس نہ کی بلکہ ان کی ہمیشہ مخالفت کی اس کی ان کو بہت قیمت ادا کرنی پڑی قید وبند کی صعوبتیں برداشت کیں ان کو باغی قرار دیا گیا ان کا بائیکاٹ کیا گیا ان کو مسجدوں سے نکالا گیا ان پر کفر وضلالت کے فتوے لگائے گئے لیکن ان تمام آزمائشوں ومشکلات کے باوجود شرک و بدعت اسراف وتبذیر خلاف شرع کاموں کے ساتھ ذرا بھی رواداری نہیں برتی اور کسی مداہنت اور مصلحت کوشی سے کام نہیں لیا۔

یہی وجہ ہے کہ اس وقت کے لوگ صحابہ کے طرز پر زندگی گزارتے تھے ایک دفعہ ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی مبارک پور اعظم گڑھ صاحبِ تحفۃ الاحوذی محدث عبدالرحمٰن مبارک پوری رحمہ اللہ سے ملاقات کے لئے تشریف لائے تو محدث مبارک پوریؒ نے ڈاکٹر تقی الدین ہلالی سے فرمایا:

''چلو اتر پردیش وہاں کے دو اضلاع گونڈہ وبستی میں جہاں اسّی گاؤں آپ کو ایسا دکھلاؤں جہاں صحابہ کے خلاف زندگی گذارنے والا آپ کو ایک شخص نہ ملے گا''۔

تحریک شہیدین کے موقع پر آج بھی وہ تاریخ ہمارے سامنے ہے کہ ایک گاؤں میں ایک بھی بے نمازی نہیں ملتا تھا۔

**ولیمہ کا وقت**:۔ ولیمہ کا وقت دخول (ہم بستری) کے بعد ہے نبی کریم ﷺ نے زینب رضی اللہ عنہا سے ہم بستری کے بعد لوگوں کو دعوت ولیمہ دیا۔

**دعوت ولیمہ قبول کرنا:**۔ دعوت ولیمہ کا قبول کرنا واجب ہے اس لئے کہ اس میں اہتمام وخوشی اور طبیعت پسندی کا اظہار ہوتا ہے اس سلسلہ میں نصوص ملاحظہ ہوں:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو دعوت ولیمہ دی جائے تو چاہئے کہ دعوت قبول کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دعوت قبول نہ کیا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی۔

**دعوت قبول کرنے کے شرائط:**۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں دعوت کے قبول کرنے کی آٹھ شرطیں بیان کی ہیں:

۱۔ یہ کہ داعی مکلّف آزاد نیک بخت ہو۔

۲۔ یہ کہ فقیروں کو چھوڑ کر مالداروں کو خاص نہ کرے۔

۳۔ یہ کہ کسی شخص کی رغبت کی وجہ سے محبت کا اظہار نہ کرے۔

۴۔ صحیح قول کے مطابق داعی مسلمان ہو۔

۵۔ مشہور قول کے مطابق پہلے دن کو خاص کرے۔

۶۔ یہ کہ سبقت نہ کرے تو جو سبقت کرے تو دوسرے کو چھوڑ کر دعوت قبول کرنا متعین ہوگا۔

۷۔ یہ کہ وہاں کوئی ناپسندیدہ چیز نہ ہو جس سے تکلیف ہو۔

۸۔ اس کے لئے کوئی عذر شرعی نہ ہو۔

امام بغوی نے کہا جس کے لئے کوئی عذر ہو یا راستہ دور ہو جس سے مشقت لاحق ہو تو پیچھے رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔



**ناپسندیدہ دعوت:**۔ غریبوں کو چھوڑ کر مالداروں کو دعوت دینا مکروہ اور ناپسندیدہ ولیمہ ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

”قال رسول اللہ ﷺ شرّا لطعام طعام الولیمة یدعی لها الاغنیاء و یترك الفقراء ومن ترك الدعوة فقد عصیٰ الله و رسوله“ [۱]

بدترین کھانا اس ولیمہ کا کھانا ہے جس دعوت میں امراء کو دعوت دی جائے اور غریبوں کو نظر انداز کر دیا جائے اور جس نے دعوت ولیمہ قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔

**غریبوں کے ولیمہ میں مالدار بھی حصہ لیں:**۔ حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے موقع پر حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب آپ راستہ میں تھے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کا بناؤ سنگار کر کے انہیں تیار کیا اور رات کو خدمت اقدس میں پیش کیا صبح ہوئی حضور ﷺ بحالت عروس تھے ارشاد فرمایا جس کے پاس کوئی چیز کھانے پینے کی ہو تو میرے پاس لائے ایک روایت میں ہے کہ جس کے پاس ضرورت سے زیادہ توشہ ہو ہمارے پاس لے آئے حضرت انسؓ فرماتے ہیں پھر آپ نے خود ایک چمڑے کا دسترخوان بچھوا دیا حسب الحکم بعض لوگ پنیر بعض لوگ چھوارے اور بعض لوگ گھی لے کر حاضر ہوئے اور سب نے مل کر ملیدہ بنایا لوگوں نے ملیدہ تناول فرمایا اور بارش کا جمع پانی جو قریب کے حوض میں تھا اسے نوش فرمایا یہی رسول اللہ ﷺ کا ولیمہ تھا۔[۲]

**ولیمہ میں سادگی:**۔ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ بنت حی رضی اللہ عنہا سے خلوت فرمائی پھر ایک چھوٹے سے دسترخوان پر ملیدہ بنوایا آپ ﷺ نے فرمایا پاس پڑوس کو

---

[۱] صحیح بخاری (۵۱۷۷) کتاب النکاح من ترک الدعوة فقد عصی اللہ ورسولہ

[۲] بخاری (۱۵۵۹) کتاب النکاح باب البناء فی السفر (۶۰)

بلا لوصفیہ سے نکاح کے موقع پر یہی حضور ﷺ کا ولیمہ تھا۔ ۱؎

**ولیمہ میں روٹی بوٹی ضروری نہیں:** - ولیمہ سنت موکدہ ہے اور اسکو سنت ہی سمجھ کرانجام دینا چاہیئے ہمارے معاشرہ میں شادی کی دعوتیں پُر تکلف بنادی گئی ہیں ولیمہ میں سادگی اختیار کرنی چاہیئے بہت سے لوگ محض اس لئے ولیمہ نہیں کرتے کہ وہ پلاؤ قورمہ بوٹی یا اس طرح کے دوسرے کھانوں کی دعوت نہیں دے سکتے اور اس سے کم کی دعوت ولیمہ بسکٹ اور چائے وغیرہ پر بھی ہوسکتی ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے وقت ستو اور کچھ کھجور سے ولیمہ کیا۔ ۲؎

**جس دعوت میں گناہ کا کام ہورہا ہو شرکت جائز نہیں:** - دعوت ولیمہ یا اور کسی دعوت میں اگر گناہ کا کام ہورہا ہو تو اس میں شرکت جائز نہیں البتہ اگر کوئی شخص اس نیت سے جائے کہ اس کے گناہ کے کام کو بند کرانے کی کوشش کرے گا تو جاسکتا ہے لیکن اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو واپس آجائے دعوت میں شرکت نہ کرے۔

ارشاد نبوی ﷺ ہے:

"من کا ن یومن باللہ و الیوم الآخر فلا یجلس علی مائدۃ بدار علیھا الخمر" ۳؎

جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اس دسترخوان پر ہرگز نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔

سلف صالحین کا عمل بھی یہی تھا کہ جہاں کوئی معصیت ہو وہاں کی دعوت قبول

۱؎ بخاری (۵۱۷۲) کتاب النکاح باب اولم باقل شاۃ (۷۰) ابن ماجہ (۱۹۰۹) کتاب النکاح باب الولیمۃ (۲۴)
۲؎ حوالہ مذکور ایضاً
۳؎ ترمذی ابواب الادب باب ماجاء فی دخول الحمام: ۱۰۳/۲



نہیں کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملک شام گئے تو عیسائیوں کے ایک بڑے آدمی نے گھر میں ان کی دعوت کا انتظام کیا ان کو اور ان کے ساتھیوں کو کھانے پر بلایا اس کے جواب میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"ہم تمہارے گرجاؤں میں اس لئے داخل نہیں ہوں گے کہ ان میں تصویریں ہیں"۔

امام اوزاعی فرماتے ہیں کہ:

"ہم ایسے دعوت میں شریک نہیں ہوتے جس دعوت میں معصیت ہو ڈھول، تاشے اور گانے بجانے کے آلات ہوں"۔

**فاسق کا کھانا نہ کھائیں:** - عمران بن حصین روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاسقوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا۔

فاسق سے مراد مطلق فاسق ہے اور فسق کے معنی ہے حکم سے نکلنا نافرمانی کرنا، صراط مستقیم چھوڑ دینا، بدکردار ہونا، ظالم ہونا پس ایسے آدمیوں کی دعوت قبول نہ کریں اور نہ ان کا کھانا کھائیں۔

**نام ونمود کی دعوت سے بچو:** - حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پہلے دن شادی کا کھانا کھلانا سنت موکدہ ہے دوسرے دن کا کھانا مستحب ہے اور تیسرے دن کا کھانا شہرت ہے جو اپنے آپ کو نام ونمود وشہرت کی غرض سے کرے اللہ اس کو آخرت میں رسوا کردے گا۔

مطلب یہ ہے کہ شادی بیاہ میں پہلے دن لوگوں کو کھانے پر بلانا اور لوگوں کو اس دعوت کو قبول کرنا سنت موکدہ ہے اور دوسرے دن لوگوں کو مدعو کرنا مسنون ومستحب ہے اور جو تیسرے دن لوگوں کو دعوت دے تو سمجھنا چاہیئے کہ اس کے اندر نام ونمود کا جذبہ پیدا ہو گیا۔

**شب زفاف کی صبح کو مبارکباد دینا مستحب ہے:-** عزیز واقارب دوست واحباب کے باہم ملنے کا ایک نادر موقع ہوتا ہے اس موقع کو غنیمت جاننا چاہئے اور اس کو غیر شرعی امور میں ضائع کرنے سے احتراز کرنا چاہئے۔

جو شخص دعوت ولیمہ میں حاضر ہو تو دولہا سے کہے:

''بَارَكَ اللّٰهُ وَ بَارَكَ عَلَيْكَ وَ جَمَعَ بَيْنَكُمَا فِيْ خَيْرٍ''[1]

خدایا تمہارے اندر اور تم پر اللہ کی برکت دے اور تم دونوں کو خیر وخوبی کے ساتھ یکجا رکھے۔

## میزبان کے حق میں دعائے خیر کریں:-

❁ ''اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَبَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ''[2]

خدایا! انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما اور ان کی روزی میں برکت دے

❁ ''اَللّٰهُمَّ اطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِيْ وَ اسْقِ مَنْ سَقَانِيْ''[3]

خدایا! اس کو کھلا جس نے مجھ کو کھلایا اور اس کو پلا جس نے مجھ کو پلایا۔

---

[1] ابوداؤد، ترمذی عمل الیوم واللیلۃ (۲۵۴) رقم ۲۵۹، ترمذی ۲/۱۷۱

[2] صحیح مسلم مع المنہاج کتاب الأشربۃ باب استحباب دعاء الضیف لأہل الطعام: ۱۳/۱۹۴ رقم الحدیث: ۱۴۶، ۲۰۴۲ وسنن أبي داؤد کتاب الأشربۃ باب فی النفخ فی الشراب: ۳/۳۳۸ رقم الحدیث: ۳۷۲۹

[3] صحیح مسلم مع المنہاج کتاب الأشربۃ باب اکرام الضیف: ۱۴/۲۱۱-۲۱۲ رقم الحدیث: ۱۷۴۔ ۲۰۵۵

# جہیز کی شرعی حیثیت

**جہیز کی لغوی تعریف :-** لفظ جہیز دراصل عربی زبان کے لفظ 'جہاز' کا امالہ ہے جس کا اطلاق اس ساز وسامان پر ہوتا ہے جس کی مسافر کو دوران سفر ضرورت یا دلہن کو نئے گھر بسانے یا میت کو قبر تک لے جانے کے لئے ضروری ہوتی ہے، مفردات للراغب [1] اصفہانی میں ہے:

"الجهاز ما يعد من متاع وغيره والتجهيز حمل على ذالك او بعثه"

جہاز اس سامان وغیرہ کو کہا جاتا ہے (جو کسی کے لئے) تیار کیا جاتا ہے اور تجہیز کا معنی ہے اس سامان کو اٹھانا یا بھیجنا۔

**دائرۃ المعارف [2] میں ہے:**

"عبارة عن مجموع ادوات معدة للقيام بعمل من الاعمال"

جہاز اس سامان کے مجموعے سے عبارت ہے جو کسی کے کام کرنے کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

**المنجد [3] میں ہے:**

"الجهاز للبيت او للمسافر او للعروس ما يحتاج اليه"

جہاز گھر یا مسافر یا دلہن کے لئے وہ سامان ہے جس کی ضرورت ہوتی ہے۔

---

[1] راغب اصفہانی المفردات فی غریب القرآن ص:١٠١، طبع مصر ١٣٨١ھ
[2] دائرۃ المعارف پطرس البستائی (٦/٤٧٥) طبع بیروت
[3] المنجد: ١٠٦، طبع بیروت ١٩٥٦ء



المنجد کی اس تعریف سے ملتی جلتی تعریف لغت کی دیگر مشہور کتاب مثلاً لسان العرب، [1] اقرب الموارد، [2] اور دائرۃ المعارف [3] الفرید وجدی وغیرہ میں قدرے تغیر کے ساتھ منقول ہے۔

**جہیز کی اصطلاحی تعریف :-** جہیز کے معنی اسباب اور سامان کے ہیں اصطلاحاً اس ساز وسامان کو کہتے ہیں جو لڑکی کے نکاح میں اس کے ہمراہ دیا جاتا ہے۔

**رسم جہیز ہندو معاشرت کی پیداوار :-** یہ ملعون اور قبیح رسم ہندو معاشرہ کی دین ہے بدقسمتی سے یہ رسم بد ہندو پاک، بنگلہ دیش اور نیپال میں زیادہ بڑھ گئی ہے ان کے علاوہ کسی دوسرے ملک میں یہ ملعون رسم نہیں پائی جاتی ہے اس رسم بد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

ہندوستان میں زیادہ تر مغل فرماں روا شہنشاہ اکبر اور دکن میں سلطان محمد قلی قطب شاہ نے مسلمانوں اور ہندوؤں کے ملانے آپس میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے اور یگانگت کی فضا قائم کرنے کے لئے بہت سی ہندو رسومات کو اپنا لیا تھا۔ یکجہتی پیدا کرنے کی خاطر ایسے رسومات اختیار کرنے لگے جن کا اسلامی تہذیب میں پہلے سے کہیں وجود نہ تھا۔

مثلاً نکاح اور شادی کے موقع پر رسم مہندی، رت جگا، مانجھا حلوہ وغیرہ وغیرہ۔ انہیں رسومات میں ایک رسم مروجہ جہیز کی تھی ہندو چونکہ لڑکیوں کو اپنی جائداد میں حصہ نہیں دیتے تھے اس لئے شادی کی وقت اکھٹا ہی جو کچھ میسر ہو سکا جہیز کے نام سے

---

[1] لسان العرب ابن منظور افریقی: ٥/٣٢٥، طبع بیروت ١٩٥٦ء
[2] اقرب الموارد سعید الجوزی ص: ١٤٦ طبع بیروت ١٨٨٩ء
[3] دائرۃ المعارف از فریدی وجدی: ٣/٢٦٢

لڑکی کے حوالے کردیا کرتے تھے ، ہندوؤں کی دیکھا دیکھی آہستہ آہستہ یہ رسم بد مسلمانوں میں بھی جڑ پکڑنے لگی حتی کہ شادی کا جزلاینفک بن گئی اور غریب والدین کے لئے مستقل دردسر بن گئی جس نے اب آسان دین کے احکام میں اتنی دشواری پیدا کردی ہے کہ بظاہر اس کے چھٹکارے کی کوئی صورت ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے اور ہندوؤں کے اثر سے لڑکی کو وراثت دینے کا حکم بھی عملاً ختم ہوگیا ہے۔

**مروجہ جہیز شرعی حکم نہیں:-** اسلام ایک مکمل دین ہے جس نے انسانی زندگی کے ہر شعبہ میں رہنمائی فرمائی ہے قرآن وحدیث نے اساسی اور رہنما اصول بیان فرمادیئے ہیں پھر نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا طرز عمل ہمارے سامنے ہے قرآن مجید وکتب احادیث کی کتابوں میں کہیں جہیز کا وجود نہیں ملتا صحاح ستہ اور ائمہ اربعہ کی امہات الکتب میں کہیں 'باب الجھیز' کے عنوان سے کوئی باب نہیں اگر یہ کوئی حکم شرعی ہوتا تو کوئی وجہ نہ تھی کہ جہاں نکاح سے متعلق دیگر احکامات مثلاً نان ونفقہ مہر حسن معاشرت، طلاق اور عدت وغیرہ کا تفصیلاً بیان ہوئے وہاں جہیز کا بیان نہ ہوتا۔

مروجہ جہیز محض ایک رسم اور عرف ہے فقہاء نے اسے رسم اور عرف کے زمرے میں ہی شمار کیا ہے، السید[1] سابق لکھتے ہیں:

"و قد جری العرف علی ان تقوم الزوجة واهلها باعداد الجهاز تاثيث البيت وهو اسلوب من اساليب ادخال السرور علی الزوجة بمناسبة زفافها"

یہ ایک عرف ہے کہ بیوی اور اس کے گھر والے جہیز اور گھر کا ساز وسامان تیار کرتے ہیں اور دوسرے یہ کہ عورت کے نئے گھر میں جانے کی مناسبت

۱ فقہ السنة:۲/۱۶۷،طبع بیروت



سے اس عورت کو خوش کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

السید سابق ایک روایت سے استدلال کرنے بعد لکھتے ہیں:

"وهذا مجرد عرف جری علیه الناس"[1]

یہ صرف ایک عرف (رسم) ہے جو لوگوں کے اندر جاری ہے۔

**جہیز دینا خاوند کی ذمہ داری ہے:-** جہیز دینا خاوند کی ذمہ داری ہے اور وہ جملہ گھریلو اشیاء کے مہیا کرنے کا پابند ہے لہذا خاوند کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ بیوی یا اس کے والدین سے جہیز کا مطالبہ کرے یا انہیں مجبور کرے۔

مشہور اندلسی عالم علامہ ابن حزم[2] تحریر فرماتے ہیں:

"ولا یجوز ان تجبر المرأة علی ان تتجهز الیه بشی اصلاً لا من صداقها الذی اصدقها ولا من غیره من سائر مالها والصداق کله لها تفعل فیه ما شاء ت لا اذن الزوج فی ذالك ولا اعتراض و هو قول ابی حنیفة والشافعی وابی سلمان وغیرهم"[3]

عورت کو اس بات پر مجبور کرنا جائز نہیں کہ وہ خاوند کے پاس سامان جہیز لائے نہ ہی اس مہر کی رقم سے جو خاوند نے اسے دی ہے اور نہ ہی اس کے دوسرے اپنے مال۔ مہر سارے کا سارا اس کی ملکیت ہے اس میں جو چاہے کرے خاوند کو اس میں کسی قسم کا دخل دینے کا حق نہیں یہ قول امام ابوحنیفہ اور امام شافعی اور ابی سلمان وغیرہ کا ہے۔

**مروجہ جہیز سنت نہیں:-** شادی کے موقع پر والدین کا سامان جہیز خرید کر لڑکی کے

۱ فقہ السنة:۲/۱۶۷،طبع بیروت

۲ علامہ ابن حزم کے متعلق حافظ سخاوی لکھتے ہیں کہ امام غزالی نے ان کی جودت ذہن اور کمال حافظہ کی بڑی تعریف کی ہے محدث عزالدین بن عبدالسلام فرماتے ہیں کہ ابن حزم کی کتاب 'محلی' کے مانند کوئی دوسری کتاب آج تک میری نظر سے نہیں گذری ابن حزم نے ۴۵۲ھ میں وفات پائی(فتح المغیث ص:۲۲)

۳ المحلی لابن حزم اندلسی:۶/۶۸،طبع مصر

ساتھ بھیجنے کو عموماً سنت نبوی تصور کیا جاتا ہے حالانکہ حقیقت اس کے برعکس ہے اس مغالطہ کا باعث وہ روایت ہے جسے امام احمد بن حنبل اپنی مسند [1] میں، حاکم اپنی مستدرک میں [2] اور امام نسائی اپنی سنن [3] میں تقریباً ایک جیسے الفاظ کے ساتھ لائے ہیں:

سنن نسائی کے الفاظ یہ ہیں:

”عن علی قال جهّز رسول الله ﷺ فاطمة فی خميل و قربة و وسادة حشوها أذخر“

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کو تیار کیا ایک چادر مشکیزے اور ایک تکیہ جس میں اذخر گھاس بھری ہوئی تھی۔

اس روایت سے مروجہ جہیز کو سنت نبوی ﷺ سمجھنا بوجوہ غلط ہے اس روایت میں موجود ’جہز‘ کو جہیز دینا کے معنی میں استعمال کرنا لغوی اعتبار سے غلط ہے جہّز کا مصدر تجہیز ہے اور تجہیز کے معنی مطلق تیاری کے ہیں۔ مثلاً

(۱) جب ایک جماعت کے لئے رخت سفر مہیا کیا جائے تو کہیں گے ’جهّز القوم‘

(۲) اسی طرح جهّز الغازی کا مطلب ہے غازی کے لئے سامان حرب تیار کرنا۔

(۳) جهّز فلاناً کے معنی ہیں فلاں کے لئے رخت سفر تیار کرنا۔

(۴) ’جهّز العروس‘ کے معنی ہیں دلہن کا سامان تیار کرنا۔

(۵) ’جهّز الميت‘ کا معنی ہے مردے کے کفن وغیرہ کا سامان مہیا کرنا۔

اس تصریح سے واضح ہوگیا کہ ’جهّز تجهيزا‘ کے معنی ہیں کسی مقصد کے لئے کسی

---

۱ مسند احمد بن حنبل ترتیب احمد البناء: ۱۶/۱۷۶، طبع قاہرہ

۲ المستدرک ابی عبداللہ المعروف: ۲/۱۸۵، طبع حیدرآباد دکن ۱۳۴۰ھ

۳ سنن احمد بن شعیب: ۲/۷۷، طبع نور کراچی



کو تیار کرنا اس تیاری کے ساز و سامان کو عربی میں جہاز کہتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

﴿وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ﴾ [1]

اور جب یوسف علیہ السلام نے ان بھائیوں کو (راشن) تیار کیا۔

اب تو یہاں یہ معنی نہیں لیا جا سکتا کہ یوسف نے بھائیوں کو جہیز دیا اسی طرح کئی احادیث میں جن میں جهّز کا لفظ استعمال ہوتا ہے مگر وہاں جہّز کا معنی لینا درست نہیں مثلاً:

(۱) سنن ابن ماجہ میں ہے:

”ان رسول الله ﷺ اتیٰ علياً فاطمة وهی فی خميل لهما القطيفة البيضاء من الصوف قد كان رسول الله ﷺ جهزهما بها“ [2]

نبی ﷺ علی اور فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور وہ دونوں ایک سفید اونی چادر میں تھے جو آپ نے انہیں عنایت کی تھی۔

اب اگر جہّز کا معنی لیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ آپ نے بیٹی کے علاوہ اپنے داماد کو بھی جہیز دیا جو عقلاً اور نقلاً غلط ہے۔

(۲) ”عن عائشة و ام سلمة قالتا امرنا رسول الله ﷺ ان تجهز فاطمة حتى فدخلها على عليّ فعمدنا الى البيت ففرشناه قرابا باليناً من اعراض البطحاء ......الخ“ [3]

حضرت عائشہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم فاطمہ کو تیار کر کے علی کے پاس پہونچا دیں چنانچہ ہم اس تیاری کے ضمن میں گھر کی طرف متوجہ ہوئیں اسے سرزمین بطحاء کی نرم مٹی سے لیپا پوتا اس کے بعد گھر کی دوسری تیاری کا تذکرہ ہے۔

---

۱ یوسف: ۵۹

۲ سنن ابن ماجہ: ۳۱۷، طبع مجتبائی دہلی

۳ جمع الفوائد من جامع الاصول و مجمع الزوائد (۱) ۳۸ محمد القاسمی المغربی طبع سمندری پاکستان

اب اس روایت میں بھی جہیز کا معنی جہیز دینا کسی قیمت پر نہیں لیا جا سکتا۔

(۳) غزوہ خیبر کے موقع پر ام المومنین حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ دوران سفر نبی ﷺ کے نکاح کا تذکرہ یوں ہے:

''حتی اذا کان بالطریق جھّز واله ام سلیم فاھدتھا الیه من اللیل ............الخ ''[۱]

جب آپ راستے میں تھے تو ام سلیم نے حضرت صفیہ کو رات میں آپ تک پہونچا دیا۔

اب یہاں بھی جہیز کا معنی جہیز دینا نہیں لیا جا سکتا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہیز کا معنی جہیز دینا نہیں بلکہ مطلق ہر قسم کے رخت کے لئے صرف دلہن کے لئے نہیں لطف تو یہ ہے کہ اصطلاح جہیز کے لئے عربی زبان میں کوئی لفظ ہی موجود نہیں ہاں اب جہیز کے لئے ایک عربی لفظ ایجاد ہوا ہے اور وہ ہے 'البانة' لیکن یہ لفظ مولد [۲] ہے اور مولد کے معنی یہ ہیں کہ یہ لفظ قدیم عربی لغت میں موجود نہ تھا اب اسے ضرورت کے تحت پیدا کیا گیا ہے یا بنایا گیا ہے اب سوچنے کی بات یہ ہے جس مفہوم کے لئے عربی میں کوئی لفظ ہی نہیں وہ سنت رسول کیسے ہو گیا۔

**نکاح تجارت نہیں:-** نکاح شریعت کی نگاہ میں محض شہوات کی تسکین کا ذریعہ نہیں جب کہ اس عقد سے متعدد دینی، دنیاوی، ظاہری، باطنی، جسمانی، روحانی، معاشی، تمدنی فوائد مقصود ہیں۔ قرآنی مفہوم میں نکاح اولاً میاں بیوی کے درمیان اور پھر میاں بیوی کے خاندان کے درمیان تسکین وطمانیت، محبت ومودت، شفقت و رحمت اور تعلق ونسبت کا ایک موثر سبب ہے۔

---

[۱] احمد بن شعیب طبع نور محمدی کراچی
[۲] مصباح اللغات عربی اردو ڈکشنری



محمد عربی ﷺ نے سب شادیاں اسی نقطہ نظر سے کیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا آپ ﷺ کی تمام ازواج مطہرات بیوہ تھیں اسلامی نقطہ نظر سے اس پاکیزہ رشتہ کو تجارت کا درجہ دے دینا یا ذریعہ آمدنی بنا لینا جائز نہیں تمام کتب احادیث میں کتاب النکاح کے اندر ایسی بہت سی احادیث ملتی ہیں [۱] جس میں رسول اللہ ﷺ نے مال ومنال اور دولت وثروت کے حصول اور طمع میں نکاح کرنے کو ناپسند فرمایا ہے۔ صرف ناپسند ہی نہیں بلکہ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے منع فرمایا ہے مثلاً ایک روایت کے الفاظ یوں ہیں:

''لا تنکحوا النسآء لحسنھن ولا تنکحوھن لاموالھن ............ الخ ''[۲]

عورتوں سے محض ان کے حسن وجمال کی وجہ سے نکاح نہ کرو اور نہ ہی محض ان کے اموال کے لالچ میں ان سے نکاح کرو۔

پھر یہ کہ نکاح سے مقصود نسل انسانی کی بقاء اور تحفظ ہے نہ کہ مال ودولت، مال ودولت حاصل کرنے کے بہت سے ذرائع ہیں ''الاحکام الشریعہ'' میں لکھا ہے کہ:

''الفرج من الزوج التناسل لا المال''[۳]

**خاتون جنت کا جہیز:-** اوپر کی بحث سے معلوم ہوا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جہیز (اگر اسے جہیز کا نام دیا جا سکے) آپ کی طرف سے کوئی عطیہ نہ تھا اور نہ نبی ﷺ اپنی دوسری صاحب زادیوں کو بھی ضرور کچھ عنایت فرماتے۔

سنن نسائی کی مذکورہ بالا حدیث میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالہ سے

---

[۱] طوالت کے سبب نظر انداز کیا جا رہا ہے۔
[۲] المحلی الابن حزم:۶/۶۱۸، طبع مصر
[۳] شرح الاحکام الشرعیة فی احوال الشخصیة :۱/۱۷۴، طبع مصر ۱۳۲۹ھ جہیز کے سلسلہ کی یہ معلومات 'رسالہ جہیز کی شرعی حیثیت' حافظ مولانا سعد اللہ لاہوری سے ماخوذ ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو سامان تیاری دینے کی نسبت حضورﷺ کی طرف ہے جس سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ یہ سامان آپ نے اپنے پاس سے دیا تھا اس کے مقابلہ میں دیگر بہت سی روایات ہیں جن میں یہ بات صراحت سے مذکور ہے کہ یہ مختصر سامان اسی رقم سے خریدا گیا اور تیار کیا گیا تھا جو حضرت علیؓ نے اپنی زرہ بیچ کر مہر پیشگی آپ کی خدمت اقدس میں پیش کردی تھی۔

زرقانی شرح المواہب میں ہے کہ:[۱]

''آخر میں حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوکر پوچھا کہ کیا آپ فاطمہ کا رشتہ مجھ سے پسند فرمائیں گے؟ آپ نے پوچھا کیا تمہارے (مہر کے لئے) کچھ مال ہے میں نے عرض کیا میرا گھوڑا ہے یا زرہ فرمایا: گھوڑے کی بہر حال تمہیں ضرورت رہے گی زرہ تو اسے فروخت کردو چنانچہ میں نے عثمان بن عفان کے ہاتھ سے چارسو اسی درہم میں فروخت کردی اس کے بعد عثمان نے وہ زرہ بھی واپس کردی حضرت علی وہ زرہ اور رقم لے کر آپ کی خدمت میں آئے آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائے خیر فرمائی جیسا کہ ایک روایت میں ہے پھر میں (علی) رقم لے کر آیا اور نبیﷺ کی گود میں رکھ دی نبیﷺ اس میں سے ایک مٹھی بھر کر فرمایا کہ بلال: اس رقم سے خوشبو خرید کر ہمارے پاس لاؤ''۔

ابن خیثمہ نے حضرت علی کی زبانی جو روایت بیان کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

''ان چارسو اسی درہم کی تہائی خوشبو میں خرچ کی جائے پھر نبیﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ (فاطمہ) کا سامان مہیا کریں چنانچہ ان کے لئے ایک بنی ہوئی چارپائی اور چرمی تکیہ جس میں کھجور کی کھال بھری تھی تیار کئے گئے''۔[۲]

ایک شیعہ عالم کی روایت اس سے بھی زیادہ واضح ہے اس میں مذکور ہے کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان کے ہاتھ جب زرہ بیچ کر رقم

[۱] عربی عبارت طوالت کے سبب ترک کی جاتی ہے۔
[۲] شرح المواہب اللدنیہ ج:۲ ص:۳،۴۔طبع مصر ۱۳۲۵ھ



آپ کی جھولی میں ڈال دی تو آپ نے اس میں سے دو مٹھی بھر کر ابوبکر کے حوالہ کیں اور فرمایا کہ اس رقم سے فاطمہ کے کپڑے اور گھر کا سامان خریدو چنانچہ ابوبکر کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر اور دیگر صحابہ بازار گئے باقی صحابہ مختلف اشیاء حضرت ابوبکر کو دکھاتے اور مشورہ طلب کرتے جس چیز کو حضرت ابوبکر پسند فرماتے وہ خرید لی جاتی چنانچہ اس طرح قمیص اور ایک اوڑھنی ایک خیبری سیاہ چادر ایک بنی ہوئی چارپائی۔ بستر کے دو گدے ایک صوف کا کپڑا اور ایک چمڑے کا دودھ کے واسطے لکڑی کا ایک مٹی کا کوزہ یہ سامان جب آپ کی خدمت میں لایا گیا تو آپﷺ نے یوں دعا فرمائی:

'' بارك الله لاهل البيت ''[۱]

باری تعالی اہل بیت کے لئے برکت عطا فرمائے۔

علاوہ ازیں شیعہ سنی ہر دو مکاتب فکر کی کتب مثلاً 'ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ' طبری التاریخ الامام بخاری' کتاب السنن لسعید بن منصور، مناقب ابن شہر آشوب کشف الغمہ لعلی بن عیسیٰ جیلی بحار الانوار ملا باقر مجلسی وغیرہ میں یہ امر بڑی تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

یہ سارا سامان حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پیش کردہ رقم مہر سے خریدا گیا تھا نہ کہ حضورﷺ کے اپنے مال سے۔[۲]

قرآن وحدیث اور کتب فقہ میں ازدواجی زندگی کی پوری تفاصیل موجود ہیں قرآن نے ہدایات دیں اور نبیﷺ نے معاشرے میں ان کی عملی تفسیر فرمائی، عہد نبوی اور پھر خلفائے راشدین کے زمانہ میں ازدواجی زندگی سے متعلق مختلف مسائل سامنے آئے اور ہر پیش آمدہ مسئلے کا حل بتا دیا گیا مثلا جائز وناجائز رشتے نکاح وطلاق ظہار، ایلا، لعان، خلع، مفقود الخبر، مہر، ولیمہ، رضاعت نکاح عقد ثانی عدت، رجعت

[۱] کتاب الدمالی شیخ ابوجعفر طوسی: ۱/۳۹، طبع جدید نجف اشرف عراق
[۲] مناقب لاخطب خوارزم ص: ۲۵۲۔ طبع جدید نجف اشرف عراق ۱۹۶۵ء

نان ونفقہ وغیرہ ان تمام مسائل میں جو چیز نظر نہیں آتی وہ مسئلہ جہیز ہے پھر یہ کہ قرون اولیٰ کی شادیوں میں اس کا کہیں وجود نظر نہیں آتا۔

کتاب وسنت کتب فقہ اور قرون اولیٰ کی شادیوں میں اس کا کہیں وجود نظر نہیں آتا۔قرآن وحدیث کتب فقہ اور قرون اولیٰ کی شادیوں میں جہیز کا نہ پایا جانا بھی اس بات کا قرینہ ہے کہ یہ سنت نہیں ورنہ وہ لوگ ہم سے کہیں زیادہ متبع سنت تھے۔

**شیخ الاسلام محدث دہلوی کا فتویٰ:** - لڑکے والوں کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ لڑکی والوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھائیں اور ان کی مجبوری کی وجہ سے منہ مانگا سامان جہیز وصول کریں اور نہ ہی لڑکی والوں کے لئے جائز ہے کہ وہ لڑکے والوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھائیں۔

شیخ الکل فی الکل میاں محمد نذیر[1] محدث دہلوی رحمہ اللہ ایک استفتاء کے کے

---

[1] ۱۸۵۷ء کے انقلاب کے بعد فرنگی غلبہ وتسلط نے جب اذہان وقلوب پر یلغار شروع کی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے میاں نذیر محدث دہلویؒ کو توفیق دی اور انہوں نے مسلک کتاب وسنت کی تعلیم کا ایک ایسا حصن حصین قائم کیا جس نے ایک طرف نصرانی، قادیانی، اور آریائی حملوں کا تار د پود بکھیر کر رکھ دیا دوسری جانب رفض وتشیع اور بدعات وخرافات شرک والحاد اور تقلید وشخصیت پرستی کے صدیوں کے کورانہ طلسم کو تار تار کر ڈالا ان کے ہزار ہا شاگرد دین خالص کی تبلیغ اور اشاعت تعلیم کا فریضہ انجام دینے کے لئے گوشہ گوشہ میں پھیل گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان مجاہدین و علماء کے ذریعہ ایک بار پھر اسلام کی طاغوتی طاقتوں کے مقابل سر بلند رکھا فالحمد علی ذالک۔

حضرت نذیر حسین محدث دہلوی کے فیوض ہندوستان ہی تک محدود نہ رہے بلکہ ان کی تجدید اور اصلاح کا دائرہ نجد وحجاز تیونس اور مغرب اور تبت وچین تک وسیع ہو گیا حضرت الامام محدث دہلوی سے نمایاں طور پر استفادہ کرنے والوں میں نجد کے امام محمد بن عبدالوہاب نجدی کے پوتے شیخ اسحاق بن عبدالرحمٰن مشہور نجدی عالم و مصلح شیخ سعد بن عتیق، شیخ علی بن الوادی ابوالوادی تیونس کے شیخ یحی بن یحی چین کے شیخ محمد وغیرہ جاوا اور انڈونیشیا کے شیخ احمد دحلان وغیرہ اور میاں صاحب کے شاگردوں سے استفادہ کرنے (بقیہ اگلے صفحہ پر)



جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

''فرمائشی جہیز رقم کا مطالبہ یا معین کر کے شادی کرنا رشوت ہے اور روپئے لے کر نکاح کرنا حرام ہے اس لئے کہ یہ رشوت ہے اور رشوت لینا دینا حرام ہے۔[1]

''عن عبد الله بن عمر و قال لعن رسول الله ﷺ الراشی والمرتشی رواه ابوداؤد، ابن ماجه رواه الترمذی عنه''

''عن ابی هريرة روا ه احمد والبيهقی فی شعب الايمان عن ثوبان و زاد الرائش يعنی الذی يمشی بينهما''[2]

رسول اللہ ﷺ نے رشوت دینے والے اور لینے والے پر لعنت کی ہے

ہاں اگر کسی نے اپنی خواہش سے بلا طلب و معین روپئے دیئے ہیں تو اس کو لینا جائز ہے اس میں کوئی شرعی قباحت نہیں ہے اور اگر یہ کہہ کر اور معین کر کے روپیہ سامان لیا گیا ہے کہ اگر مجھے چار یا پانچ سو روپئے دو گے تو اپنی لڑکی کا تمہارے ساتھ نکاح کر دوں گا اور نہ دو گے تو نہیں کروں گا تو اس صورت میں یہ روپیہ لینا جائز نہیں ہے۔

محدث کبیر علامہ عبید اللہ رحمانی مبارک پوری رحمہ اللہ صاحب مرعاۃ المفاتیح

---

(بقیہ گذشتہ صفحہ کا) والوں میں نجد کے شیخ عبدالعزیز بن راشد نجدی، شیخ عبداللہ بن یابس یمن کے داعی مصلح شیخ عبداللہ قرعاوی مغرب اقصیٰ کے ڈاکٹر تقی الدین ہلالی مراکشی شیخ محمد العربی وغیرہ نے عالمی شہرت حاصل کی۔

حضرت نذیر حسین دہلوی اور آپ کے شاگردوں کے علاوہ یمن کے مشہور محدث امام حسین بن محسن انصاری یمنی نے اپنے دور کے عظیم مجدد و مصلح مؤلف و محقق علامہ نواب صدیق حسن خاں کی ہمہ گیر تصنیفی و تالیفی تدریسی تحقیقی خدمات اور کتابوں نے اسلام کی حقیقی صورت نکھارنے اور بدعات وخرافات کے دبیز اور تاریک پردوں کو چاک کرنے میں سب سے نمایاں کارنامہ انجام دیا۔

[1] فتاوی نذیریہ ص: ۳۵۵

[2] محدث دوراں ناصر الدین البانی حفظہ اللہ تعالیٰ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے (حاشیہ مشکوۃ المصابیح: ۳۳۹/۲) طبع دمشق

فرماتے ہیں:ا

’’ہر مسلمان کے لئے سنت مطہرہ میں شادی کے موقع پر رشتہ طے کرنے کے وقت یا شادی کے بعد لڑکی والوں پر کسی قسم کا خرچ اور بوجھ نہیں رکھا گیا ہے بلکہ سارا بوجھ لڑکی کا لڑکے پر رکھا گیا ہے اسی بنا پر خاوند کو قوام کہا گیا ہے پس لڑکے والوں کی طرف سے لڑکی کے سرپرستوں سے کسی چیز کا مطالبہ کرنا شریعت کے منشاء کے بالکل خلاف ہے‘‘۔

**تلک:-** جہیز سے بڑھ کر قبیح بلکہ شرمناک رسم تلک ہے جس میں واقعتاً شوہر خریدا جاتا ہے پہلے فرمائشی جہیز اور تلک ہندو سوسائٹی تک محدود تھا لیکن یہ وبا ’آکاش بیل‘ کی طرح بڑی تیزی سے مسلم معاشرہ میں پھیل رہی ہے یہ بات بعض علاقوں میں اتنی عام اور مشہور ہے کہ سنا گیا ہے کہ ایک برادری کی خواتین کہیں جمع ہوتی ہیں تو ایک دوسرے سے پوچھتی ہیں کہ تم نے داماد کو ’عام نرخ‘ سے حاصل کیا ہے یا ’بلیک‘ سے۔

مسلمانوں کو اس قبیح و شرمناک رسم سے دور رہنا چاہئے ورنہ وہ دن تو آ ہی گئے کہ تلک اور فرمائشی جہیز کی لعنت سے مسلم لڑکیاں غیروں سے شادیاں کرنے لگی ہیں اور شدید خطرہ ہے کہ مستقبل میں ہندو قوم کی طرح ہمارے یہاں بھی لڑکیاں زندہ جلائی جائیں گی پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے اگر اب بھی ہماری آنکھیں نہ کھلیں تو خیر منایئے اپنے پرسنل لاء کی۔

فرمائشی جہیز و تلک کی ہلاکت آفرینیوں کی داستان بیان کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ان دردناک واقعات کی کمی نہیں جن کے لکھنے سے قلم کانپ رہا ہے روزانہ اخبارات کے کالم ایسے خونچکاں واقعات سے بھرے رہتے ہیں مسلم معاشرہ کی عبرت کے لئے یہاں صرف ایک واقعہ تحریر کر رہا ہوں جس میں ایک

ا ماہنامہ محدث بنارس بابت اپریل ۱۹۹۵ء



مسلمان کے لئے کافی عبرت کا سامان موجود ہے اور جن کے پڑھنے کے لئے آنکھیں خون کے آنسو بہانے لگتی ہیں اور کلیجہ منہ کو آ جاتا ہے۔

**ایک المناک واقعہ:-** اردو کے مشہور اور بہترین غزل گو شاعر میر تقی میرؔ کی صرف ایک لڑکی تھی بڑے لاڈ و پیار اور ناز و نعم سے پالا پوسا پڑھایا لکھایا، امور خانہ داری سے آراستہ کیا لڑکی نے جب جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو شادی کی بات چل پڑی نکاح کے لئے پیغامات آنے لگے ایک جگہ بات طے ہوگئی میر صاحب نے گھر کا سارا اثاثہ بیچ کر مطالبات کو پورا کیا میرؔ صاحب اس شادی خانہ آبادی کے بعد یک دم تہی دست قلاش ہو گئے لڑکی بھی حساس دل کی تھی والد کی مجبوریوں نے اسے دلی صدمہ پہونچایا چنانچہ شب زفاف میں اس معصوم لڑکی کا انتقال ہو گیا جب میرؔ صاحب کو اکلوتی لڑکی کی موت کی خبر دی گئی تو بیچارے میر صاحب دیوانہ وار دوڑتے ہوئے لڑکی کے سسرال آئے غم کی وجہ سے کلیجہ منہ کو آ گیا تھا آنکھوں کا سمندر خشک ہو گیا تھا اپنی بیٹی کی لاش کے پاس آئے تو رونے لگے اور آہ و بکا کی قوت مفقود ہو چکی تھی اس دیوانگی کے عالم میں انہوں نے اپنی ناز پروردہ جواں سال بیٹی کی میت پر حسرت ناک نگاہ ڈالی اور کہا۔

اب آیا ہے خیال آرام جاں اس نامرادی میں
کفن دینا تجھے بھولے تھے ہم اسباب شادی میں

اس واقعہ کے بعد میر صاحب زندہ لاش میں تبدیل ہو گئے جس کی وجہ سے بقیہ عمر وہ کبھی مسکرا نہ سکے۔ا

درحقیقت جہیز کی مروجہ رسم فتنہ عظیم و گناہ عظیم ہے شرعی و عقلی اعتبار سے اس کا

ا ماہنامہ محدث بنارس ۱۹۸۳ء

کوئی جواز نہیں جہیز پوری قوم کا مسئلہ ہے پوری ملت اس سے نالاں ہے چند اشخاص کے ذاتی منصوبے اس کا قلع قمع نہیں کر سکتے اس کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے پوری ملت کو مسلسل جد و جہد کرنی ہوگی جہیز نے جتنی برائیاں پیدا کر دی ہیں اور کر رہی ہیں وہ ہماری غیرت کے لئے چیلنج ہے ہم سب اجتماعی طور سے اس کے ذمہ دار ہیں اور جب کوئی بیماری افراد کے بجائے ملت میں پھیل جائے تب وہ روگ بن جاتی ہے۔

❀ ❀ ❀

# سنّت نبوی ﷺ اور شریعت اسلامی کی مخالفت

پیدائش سے لے کر موت تک طرح طرح کی ایسی قبیح و مذموم بدعات و خرافات اور رسومات رائج ہوگئی ہیں جن سے صحیح طور پر سنت نبوی ﷺ اور شریعت اسلامی کی مخالفت لازم آتی ہے حالانکہ اسلام نے ان خرافات کی پرزور مخالفت کی ہے جولوگ نام کے مسلمان ہیں ان کا کیا ذکر کرنا کیونکہ ان کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ انہوں نے سنت نبوی اور شریعت اسلامی کے الفاظ بھی سنے ہیں یا نہیں۔ یہاں ذکر ان مسلمانوں کا ہے جو قصداً خلاف شرع رسم ورواج میں سر سے پیر تک ڈوبے ہوئے ہیں ہم یہاں پر چند رسومات کی نشاندہی کر رہے ہیں ان رسومات کو سنت کا درجہ دیا جاتا ہے حالانکہ ان خرافات کا شریعت سے ادنیٰ بھی تعلق نہیں ہے۔

(۱) بارات [۱] کے ساتھ باجا گاجا، شہنائی، نقارہ، دف ونفری کے ساتھ ہوتی ہے اور آتش بازی نیز مردوں کے ساتھ عورتوں کا بارات جانا اور دولہا کا آنگن میں سلام کرنے کے لئے جانا اور ایسے مواقع پر تصویر کھینچنا۔

(۲) گانے بجانے کا رواج بھی زور پکڑتا جارہا ہے عورتیں اور لڑکیاں اکٹھی ہوکر ناچتی اور فحش گانا گاتی ہیں اور اب تو بے ہودہ فحش گانوں سے ریکارڈ اور لاوڈ سپیکر کے بے جا استعمال نے اس کو ایک عذاب کی شکل دے دی ہے۔

---

[۱] بارات کا رواج خاص عجمی معلوم ہوتا ہے اسکی سند کہیں شریعت میں نہیں ملتی ہے، میرے خیال میں جس زمانے میں راستے محفوظ نہیں تھے اس وقت حفاظت کے نقطہ نظر سے بارات کا رواج پڑ گیا۔



(۳) پُر تکلف کھانوں کی پابندی اور وسیع وعریض مہمان داری بھی ایک تباہی بن گئی ہے عہد رسالت میں صحابہ اپنی شادیاں کر لیتے تھے اور ذات اقدس ﷺ کو خبر بھی نہیں ہوتی تھی بعد کو معلوم ہوتا تھا کہ فلاں صحابی نے شادی کرلی اور آج صورت حال یہ ہے کہ شاندار دعوتی کارڈ اور لفافوں پر بھی اچھی خاصی رقم صرف ہوجاتی ہے جو اسراف میں شامل ہے۔

(۴) گھروں کی سجاوٹ میں تصویروں کا بے دریغ استعمال رائج ہوگیا ہے اور محفل نکاح میں دولہا اور دوسرے لوگوں کے فوٹو کھینچنا اور ویڈیو کیسٹ بھی تیار کرنا ایک ضروری فیشن بنتا جارہا ہے حالانکہ احادیث میں جانداروں کی تصویر کشی ممنوع قرار دی گئی ہے اور سخت عذاب کی تہدید کی گئی ہے تصویر کشی صرف مردوں ہی کی نہیں ہوتی بلکہ گھروں کے اندر عورتوں کے فوٹو کھینچے کا رواج بھی بڑھتا جارہا ہے۔

مذکورہ بدعات شادی ہندو معاشرہ کی دین ہے جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو اس ملعون رسم سے کوسوں دور رہنا چاہئے۔

**بارات:-** خیر القرون میں شادیاں ہوا کرتی تھیں جس میں نہ جہیز کی ضرورت، نہ باراتیوں کا ہجوم، نہ جوڑے اور گھوڑے کی احتجاج بلکہ اکثر موقعوں پر تو شادی ہوجانے کے بعد لوگوں کو خبر ملتی تھی کہ فلاں صاحب کی شادی ہوگئی حتی کہ نبی ﷺ کو مطلع کرنے اور آپ سے نکاح پڑھوا کر برکت حاصل کرنے کے اہتمام کا بھی پتہ نہیں چلتا حالانکہ محمد عربی ﷺ کی عظمت جس درجہ صحابہ کے دلوں میں تھی محتاج بیان نہیں۔

**چند نادر واقعات:-** (۱) حضرت جابر بن عبد اللہ ایک روز رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک غزوہ سے واپسی کے موقع پر جلدی کرنے لگے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ بھئی جلدی کیوں کر رہے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نے ابھی ابھی نئی شادی

کی ہے حضور ﷺ نے پوچھا باکرہ سے شادی کی ہے یا ثیبہ سے تو انہوں نے کہا ثیبہ سے تو آپ نے فرمایا باکرہ عورت سے شادی کیوں نہیں کرلی تم اس سے لطف اندوز ہوتے اور وہ تم سے لطف اندوز ہوتی انہوں نے جواب دیا:

''یا رسول اللہ ان ابی قتل یوم احد و ترک تسع بنات کن لی تسع اخوات فکرھت ان اجمع الیھن جاریۃ خرقاء مثلھن ولکن امرأۃ تمشطھن و تقوم علیھن قال اصبت''[1]

یارسول اللہ! میرے والد احد کے معرکے میں شہید کردیئے گئے اور اپنے پیچھے نو لڑکیاں چھوڑ گئے جو میری نو بہنیں ہوئیں ان کی نگہداشت کے پیش نظر میں نے یہ نہیں پسند کیا کہ ان کے ساتھ ان ہی جیسی ناتجربہ کار لڑکی کو جمع کردوں اس لئے ایک ایسی عورت کا انتخاب کیا جو ان کی کنگھی چوٹی اور دیکھ بھال کرسکتی ہے آپ نے فرمایا ٹھیک کیا تم نے۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف کے کپڑوں پر زعفران کا رنگ لگا ہوا دیکھا اس پر آپ نے فرمایا یہ کیا؟ عبدالرحمٰن نے جواب دیا کہ حضور میں نے شادی کی ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

''اللہ برکت دے تم ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہی ذبح کرکے رہو''[2]

(۳) سید التابعین سعید بن مسیّب رحمہ اللہ کا مشہور واقعہ ہے کہ آپ نے اپنے ایک غریب طالب علم سے اپنی لڑکی کا نکاح پڑھا اور شام کو خود لے جاکر اپنے داماد کے گھر اپنی صاحبزادی کو چھوڑ آئے۔

یہ واقعات گواہی دیتے ہیں کہ خیر القرون میں شادیوں میں بارات لے

---

[1] بخاری کتاب المغازی باب اذھمت طائفتان، مسلم کتاب الرضاع باب استحباب نکاح البکر
[2] بخاری (۵۱۶۷) کتاب النکاح باب الولیمۃ ولو بشاۃ (۶۸) مسلم (۱۴۲۷) کتاب النکاح باب الصداق جواز کونہ تعلیم القرآن، ابوداؤد (۲۱۰۹) کتاب النکاح باب قلۃ المھر ابن ماجہ (۱۹۰۷) کتاب النکاح باب الولیمہ (۲۴)



جانے کا کوئی دستور نہیں تھا اور نہ کوئی ایسا شور و ہنگامہ ہوتا تھا نہ کوئی پرتکلف کھانوں کی دعوت ہوتی تھی نہ ولیمہ میں کوئی بڑا مجمع ہوتا تھا۔

**گانے کی حرمت:-** اسلام میں موسیقی اور آلات موسیقی کے استعمال کی قطعاً گنجائش نہیں ہے آلات موسیقی میں ریڈیو، ویڈیو اور ڈھول تاشے، چنگ و رباب، بانسری، دف، شہنائی، نفیری، ہارمونیم، جانجھ وغیرہ سب شامل ہیں، قوالی کی بھی حرمت ثابت ہے گانے کی حرمت کی نفسیاتی توجیہہ کے لئے ہم یہاں امام ابن جوزی رحمہ اللہ کے الفاظ[1] مستعار لیتے ہیں:

''اعلم ان سماع الغناء یجمع شیئین احدھما انہ یلھی القلب عن التفکر فی عظمۃ اللہ سبحانہ والقیام بخدمتہ والثانی انہ یمیلہ الی اللذات العاجلۃ التی تدعوا الی استیفائھا من جمیع الشھوات الحسیۃ و معظمھا النکاح ولیس تمام لذتہ الا فی المتجددات ولا سبیل الی کثرۃ المتجددات من الحل فلذالک یحث علی الزنا تناسب من جھۃ ان الغناء لذۃ الروح والزنا اکبر لذات النفس ولھذا جاء فی الحدیث الغناء رقبۃ الزنا''

معلوم ہونا چاہئے کہ گانا سننے سے دو خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ گانا آدمی کو اللہ کی عظمت اور اس کے حقوق کی ادائیگی سے غافل کردیتا ہے، دوسری خرابی گانے کی یہ ہے کہ وہ آدمی کو دنیوی لذتوں کی طرف مائل کردیتا ہے جو اس کی تمام مادی خواہشات کی تکمیل پر مجبور کرتے ہیں ان خواہشات کے سر فہرست صنفی خواہش ہے اور صنفی خواہش کی پوری آسودگی نئے نئے تعلقات کے لئے جائز حدود میں گنجائش نہیں۔ اسی طرح موسیقی آدمی کو زنا پر اکساتی ہے پس گانے اور زنا کے درمیان ایک طرح کی نسبت ہے بایں طور کہ گانا روح کی لذت ہے تو زنا نفس کی ایک بڑی لذت ہے حدیث میں آتا ہے گانا آدمی کو زنا کی طرف لے جانے میں جادو کا حکم رکھتا ہے۔

---

[1] نقد العلم والعلماء ص: ۲۳۷

# تقریبات شادی اور ملت کے خواص

ماضی قریب میں لکھنو کے نواب واجد علی شاہ اسراف وفضول خرچی اور فیشن پرستی کے لئے کافی بدنام تھے اور ان کے پیش رو آصف الدولہ بھی عیش وعشرت کے کچھ کم دلدادہ نہ تھے آصف الدولہ نے اپنے بیٹے وزیر علی کی شادی میں جو اسراف و فضول خرچی اور ٹھاٹ باٹ کا مظاہرہ کیا تھا وہ بھی اپنی نظیر آپ تھا اس سلسلہ میں ایک مورخ لکھتا ہے:[۱]

> ''برات کے جلوس میں چودہ سو ہاتھی تھے، شادی خلعت جو دولہا نے زیب تن کر رکھا تھا بیس لاکھ جواہر لگے ہوئے تھے محل نشاط کے انعقاد کے لئے جو دو عظیم الشان اور پُر تکلف شامیانے بنوائے گئے تھے ان پر بیس لاکھ روپے خرچ ہوئے تھے، یہ شامیانے بیس فٹ اونچے اور ساٹھ فٹ چوڑے اور بارہ فٹ لمبے تھے ضیافت پر پچاس لاکھ [۲] روپے سے زائد خرچ ہوا تھا''۔

یہ تو آصف الدولہ کی عیش پرستی اور تقریبات شادی میں اسراف وتبذیر کا مظاہرہ تھا یقیناً لکھنؤ ریاست کے والی کو اپنے مولا کے سامنے ایک ایک پائی کا حساب دینا ہوگا آصف الدولہ کی اسراف کی مثالیں مختلف انداز سے ہمارے امراء اسلام میں الا ماشاء اللہ بکثرت ملتی ہیں اور مالدار طبقہ کی عیش پسندی، فضول خرچی اور جذبہ شہرت طلبی نے عوام کو اس ڈگر پر ڈال دیا ہے جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ کراہ اور چیخ رہا ہے، اس صورت حال کا یقیناً ذمہ دار یہی مالدار طبقہ ہے تمام نئے نواب پرانے نواب کی یاد تازہ کررہے ہیں وہی اسراف وفضول خرچی وہی شان وشوکت اور ٹھاٹ باٹ وہی

---

[۱] پندرہ روزہ تعمیر حیات دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ بابت ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء

[۲] یہ ارزنی کے دور کا تخمینہ تھا اس کمر توڑ مہنگائی میں کڑوروں کا اندازہ کیجئے (مؤلف)



آن وبان وہی شہرت وہی نام ونمود کتاب وسنت سے بغاوت عقیقہ اور ختنہ سے لے کر شادی ولیمہ تک اور سال کے بارہ مہینوں کی مختلف شرک وبدعت عرس میت قرآن خوانی، تیجہ، دسواں، چالیسواں، ششماہی، سالینہ (برسی) تک ان تمام رسومات میں پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے اور یہ لوگ اس کے دنیاوی اور اخروی انجام سے بالکل غافل اور بے خبر ہیں جناب مولانا حالی رحمہ اللہ [۱] نے امیروں کے حال کی تصویر کس قدر صحیح کھینچی ہے۔

امیروں کا عالم نہ پوچھو کہ کیا ہے	خمیر ان کا اوران کی طینت جدا ہے
سزاوار ہے ان کو جو نا سزا ہے	روا ہے انہیں سب کو جو نا روا ہے
شریعت ہوئی ہے نکو نام ان سے
بہت فخر کرتا ہے اسلام ان سے

چند سال بیشتر کی بات ہے کہ آندھرا پردیش کے سابق چیف منسٹر ایک مسلمان کی دعوت میں شریک ہوئے اس وقت حیرت کی انتہا نہ رہی جب انہوں نے دعوت میں لوگوں کا اژدہام اور کھانے میں تنوع دیکھا اگرچہ اس موقع پر انہوں نے مسلمانوں کے ذوق وشوق خورا کی کی گراں قدر الفاظ میں تعریف کی تاہم اس لطیف طنز سے وہ نہیں چوکے کہ مسلمان اپنی غربت کا رونا روتے ہیں یہاں تو غربت نظر نہیں آتی۔[۲]

اسی طرح ایک دوسرا واقعہ ہے چند سال پہلے جب ایک ملی جماعت نے انگریزی پریس کی مہم چلائی تو چندہ کے سلسلے میں اس کا ایک وفد مالدار مسلمانوں کے

---

[۱] مدوجزر اسلام (مسدس حالی) ص:۴۸

[۲] تعمیر حیات لکھنؤ بابت ۱۰/۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء

پاس بھی گیا بڑی ردوقدح کے بعد ایک مالدار مسلمان نے دس روپے دیئے مگر تھوڑے ہی دنوں بعد اس نے اپنی لڑکی کی شادی میں ایک لاکھ روپے خرچ کئے۔[1]

کیا ہمارے لئے اس میں عبرت کا کوئی سامان نہیں ہے؟ کہ دوسری قوم کے افراد بھی ہماری فضول خرچی پر حیرت کا اظہار کرتے ہیں اور ہمارے امراء اسلام ایک دعوت اور ایک ایک تقریب میں لاکھوں روپئے بے دریغ صرف کر دیتے ہیں (حالانکہ حدیث میں نام ونمود وریا کو ایک طرح کا شرک فرمایا گیا ہے) اور ہمارے کانوں پر جوں نہ رینگے اور ہم اثر پروف مسلمان بنے رہیں جب کسی قوم کا یہ حال ہو تو اس کی ملی زندگی تعطل کا شکار ہو جائے اور موت کی نیند سو جائے تو تعجب کیوں اور حیرت کیسی؟

اسلام نے صرف خرچ کرنے کی تعلیم ہی نہیں دی ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ خرچ کے آداب بھی سکھائے ہیں بعض لوگ تو خرچ کرتے ہیں مگر احسان جتانے کے لئے یا ان کا مقصد شہرت حاصل کرنا ہوتا ہے حالانکہ ہمارا حال یہ ہے کہ جڑ پر آرے چل رہے ہیں اور ہم پتیوں کی حفاظت کر رہے ہیں اسلام کہتا ہے انفاق دینی فریضہ ہے اور نماز کے بعد اسلام کا دوسرا رکن ہے اللہ کی رضا کے سوا تمہارے انفاق کا کوئی اور مقصد نہیں ہونا چاہئے اسلام اس سلسلہ میں جو ہدایات دیتا ہے آیئے اس پر ایک سرسری نظر ڈال لیں۔

(۱) تمہارے اور تمہارے اہل وعیال پر خرچ کرنے سے بچ رہے اسے اللہ کے راستہ میں خرچ کرو۔

(۲) اپنی استطاعت سے بڑھ کر خرچ نہ کرو اور نہ ہی بخل سے کام لو تمہاری

[1] تعمیر حیات لکھنؤ بابت ۱۰/۱۱ اکتوبر ۱۹۹۱ء



روش اعتدال کی ہو۔

(۳) ایسا نہ کرو کہ خرچ سے اپنا ہاتھ ہی روک دو اور نہ ہاتھ کو اتنا کھلا رکھو کہ خود مدد کے مستحق ہو جاؤ۔

(۴) تمہارے اپنے غریب رشتہ دار محتاج، فقراء، یتیم، مسافر تمہاری مدد کے مستحق ہیں اپنے مال کی زکوۃ دینی مسلمان پر فرض ہے اس فرض کی ادائیگی سے غافل رہنے والوں کے لئے سخت وعید ہے۔

ایک دفعہ نبی ﷺ نے ایک عورت کے پاس سونے کے کنگن دیکھے آپ ﷺ نے دریافت کیا کہ تم اس کی زکوۃ دیتی ہو؟ خاتون نے کہا نہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: آخرت میں تمہیں آگ کے کنگن پہنائے جائیں گے خاتون نے وہ کنگن خیرات کر دیئے۔

دوسری حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”ولم یمنعوا زکوۃ اموالھم لامنعوا القطر من السماء ولولا البھائم لم یمطروا“[1]

جب بھی لوگ زکوۃ سے غفلت کریں گے باران رحمت سے خدا انہیں محروم کرے گا اور اگر یہ بے زبان چوپائے اور مویشی ان کے پاس نہ ہوتے تو تم دیکھ لیتے کہ بارش کا ایک قطرہ بھی ان پر نہ گرتا۔

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا:

”وما خالطت الصدقۃ او قال الزکوۃ ما لا الا افسدتہ“

صدقہ اور زکوۃ کا روپیہ جس مال سے خلط ملط ہو جاتا ہے وہ مال ہلاک ہو جاتا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

[1] ابن ماجہ کتاب الفتن باب العقوبات: ۱۳۳۳/۲

"والله لاقتلن من فرق بين الصلوة والزكوة"۱

جونماز اور زکوۃ میں فرق کرے گا میں اس سے ضرور جنگ کروں گا۔

قرآن میں بار ہا نماز کے ساتھ زکوۃ کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ﴿اَقِیْمُوْا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ﴾ سے پورا قرآن بھرا ہوا ہے رسول اللہ ﷺ نے اس کو بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے۔

بخاری ومسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:

"بنی الاسلام علی خمس أشهد ان لا اله الا الله وأشهد ان محمدا رسول الله و اقام الصلوة و ايتاء الزكوة و صوم رمضان و حج البيت لمن استطاع عليه سبيلا"

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے کلمہ طیبہ کا اقرار، نمازوں کی پابندی، زکوۃ کی ادائیگی حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا۔

زکوۃ ۲ھ میں فرض ہوئی زکوۃ کے منکر کافر ہیں اسلام بخل کی تعلیم نہیں دیتا ہے بخل کیا ہے؟ اپنی ضروریات پر، اپنے اہل وعیال کی ضروریات پر اور دیگر مقامات پر خرچ کے بجائے پیسہ کو جوڑ جوڑ کر رکھتے رہنا۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ ۲:

"شوہر پر بیوی کا نفقہ وکسوۃ کھانا کپڑا واجب ہے ان مالی واجبات پر عمل نہ کرنے والا بخیل ہے اسی طرح زکوۃ نہ دینے والا، صلہ رحمی نہ کرنے والا، مہمان کی خاطر تواضع نہ کرنے والا، مصیبت زدوں کی امداد نہ کرنے والا اور مسافر ومجاہد کے لئے نہ خرچ کرنے والا بخیل ہے"۔

۱ صحیح بخاری کتاب الزکوۃ باب وجوب الزکوۃ: ۳۰۸/۳، حدیث (۱۴۰۰)، صحیح مسلم کتاب الایمان باب الامر بقتال الناس: ۲۳۲/۱ حدیث (۲۰)

۲ مختصر فتاوی مصریہ ص: ۲۵۳



اسلام فضول خرچی سے منع کرتا ہے اسراف وفضول خرچی مسلمان کو زیب نہیں دیتی فضول خرچی کے تباہ کن نتائج کو سامنے رکھ کر قرآن مجید نے نہایت سخت لہجہ میں اس کی برائی بیان کی ہے:

﴿وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ وَکَانَ الشَّیْطَانُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا﴾۱

فضول خرچی مت کر وفضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان رب کا ناشکرا ہے۔

آج کا مسلمان دعوت وتبلیغ واشاعت کے کاموں میں تو ایک حبہ نہ خرچ کرے گا الا ماشاء اللہ البتہ اپنی شان آن بان فخر ومباحات ریا ونمود اور شہرت طلبی لہو ولعب محفل رقص وسرود ونشاط میں وہی کرگزرتا ہے جس کی تصویر کشی مولانا حالی رحمہ اللہ نے کی ہے۲

طبیعت گر لہو بازی پہ آئی — تو دولت بہت سی اسی میں لٹائی
جو کی حضرت عشق نے رہنمائی — تو کردی بھرے گھر کی دم میں صفائی
پھر آخر لگے مانگنے اور کھانے — یونہی مٹ گئے یاں ہزاروں گھرانے
نہ آغاز پر اپنے غور ان کو اصلا — نہ انجام کا اپنے کچھ ان کو کھٹکا
نہ فکر ان کی اولاد کی تربیت کا — نہ کچھ ذلت قوم کی ان کو پرواہ
نہ حق کوئی دنیا پر ان کا نہ دیں پر — خدا کو کیا منھ دکھائیں گے جاکر
کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر — تو ہوتے ہیں مسخ ان میں پہلے تونگر
کمال ان میں ہیں باقی نہ جوہر — نہ عقل ان کی ہادی نہ دین انکا رہبر
نہ دنیا میں عزت نہ ذلت کی پرواہ — نہ عقبےٰ میں دوزخ نہ جنت کی پرواہ
نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا — نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا

۱ الاسراء: ۲۶-۲۷

۲ مسدس حالی ص: ۴۹

ہوا وہوس میں خودی سے گذرنا　　تعیش میں جینا نمائش پر مرنا

سدا خواب غفلت میں بے ہوش رہنا

دم نزع تک خود فراموش رہنا

دولت ایک بڑی نعمت ہے اگر یہ دولت خلاف شرع کے کاموں کے بجائے اسلام اور حق کی تقویت ہو تو جس طرح حضرت عثمان غنی، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوطلحہ، حضرت زبیر بن عوام رضوان اللہ اجمعین کی دولت ایک نعمت تھی اسی طرح یہ بھی بڑی نعمت ہے۔

موجودہ دور باطل کے منظّم گروہ کا دور ہے اس گروہ نے دعوت وتبلیغ واشاعت کے لئے دنیا کے بڑے بڑے دولت مندوں کا سہارا لے کر لاکھوں کے بجٹ[۱] سے سرگرمی شروع کر رکھی ہے اس وقت امراء اسلام کے دل میں اگر مقصد سے عشق ہو تو آگے بڑھیں اور جس اللہ نے اپنے فضل وکرم سے نوازا ہے اسی کے دین کے لئے اس امانت کو صرف کر کے ان فتنوں کا سد باب کریں جو اہل اسلام کو درپیش ہیں ان غرباء اسلام کی بھی کمی نہیں جہاں اغیار کی مشنریاں ترغیب وتحریص سے ان کو راہ حق سے ہٹانا چاہتی ہیں ان نادار ومفلس طلبہ کی بھی کمی نہیں جو تنگ دستی کے ہاتھوں اپنی تعلیم کی تکمیل سے عاجز آچکے ہیں ان بے سہارا بچوں اور بچیوں کی بھی کمی نہیں ہے جن کی پرورش کے لئے آشرموں کی گود کھلی ہے مگر اس میں جانے کے بعد دین کا سودا کرنا پڑتا ہے ملت کے بہت سے اشاعتی، رفاہی، فلاحی، تعلیمی اور تبلیغی ادارے مالیات کی وجہ سے سسک رہے ہیں جس ملت کے ہزاروں لڑکیاں بن بیاہی زندگی

---

[۱] امریکہ میں عیسائیت کی تبلیغ کا ایک ادارہ ہے جس کا سالانہ مالی بجٹ ہمارے ملک ہندوستان کے بجٹ کے برابر ہے۔ (مؤلف)



گزار رہی ہیں جن لوگوں کو اللہ تعالی نے ریل پیل دولت عطا کی ہے انہیں غور کرنا چاہئے کہ یہ خوشحالی ایک آزمائش ہے اللہ دیکھنا چاہتا ہے کہ اس کے خوشحال بندے ان نعمتوں کا کیا مصرف نکالتے ہیں۔

ان لوگوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ کہ دولت کو اپنی عشرت کوشیوں کے لئے بے تحاشا خرچ کرتے ہیں مگر اللہ کے دین کے لئے ایک حبہ نہ دیں گے مسلمان ایک طرف اپنی غربت کا رونا روتے ہیں دوسری طرف لاکھوں کا جہیز دیتے ہیں بلکہ دوسرے معاملات میں بھی الٹی ہی چال چلتے ہیں ان سے غیرت اور شرم وحیاء سب ہی رخصت ہو چکے ہیں ان سے دو ہزار کے بکرے کی قربانی کرالو اپنے حج کے سوا کئی کئی نفلی حج کرالو مگر کار خیر میں حصہ نہ لیں گے ان لوگوں کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟ جن کے اپنے محلات مجلیٰ اور بارونق ہیں مگر دینی اداروں میں خاک اڑ رہی ہے اور یہ خاک ان کی آنکھوں میں ذرا بھی ٹیس نہیں پیدا کرتی ان لوگوں کے بارے میں آپ کیا سوچیں گے؟ جو اپنی اولاد کی تقریبات میں تفاخر کی اونچی سے اونچی منزل طے کر کے دولت لٹائیں گے مگر قریب کے نادار بے سہارا غریب لڑکے اور لڑکیاں مفلسی اور بلا شادی میں عمریں گزار دیتے ہیں ان لوگوں کو کوئی اضطراب نہیں ہوتا مسائل بڑھاتے جایئے اور سوال کرتے جایئے ہر سوال اپنی جگہ مرثیۂ انیس کا مصرعہ اور غم کی روداد ثابت ہوگا سچ ہے ؎

امراء نشۂ دولت میں ہیں غافل ہم سے

زندہ ہے ملت بیضاء غرباء کے دم سے

بابائے صحافت مولانا محمد عثمان فارقلیطؒ کے الفاظ میں[۱]:

---

[۱] جریدہ ترجمان دہلی بابت ۴؍اگست ۱۹۹۵ء

''ہندوستانی مسلمانوں کی بدقسمتی یہ ہے کہ وہ زمانہ سے سبق نہیں لیتے ہیں نہ ماحول کا اثر قبول کرتے ہیں اور نہ کسی ناصح کو خاطر میں لاتے ہیں ان کی وہی حالت ہے جس پر ایک پیغمبر نے نوحہ کیا تھا اور فرمایا تھا: ﴿وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِيْنَ﴾ (الاعراف:۷۹) لیکن تم کسی ناصح کو پسند نہیں کرتے''۔

ناصح تو تمہارا خیر خواہ ہو اور تم کو نقصان اور زیاں کاری سے بچانا چاہے مگر تم اس کی باتوں کو سننے کے بھی روادار نہ ہو اور الٹا اسی کو الزام دو ہندوستانی مسلمان اپنی راہ کبھی نہ بدلیں گے اور اپنی خاندانی روایات اور تباہ کن رسم و رواج سے کبھی دستبردار نہ ہوں گے اگر کوئی ناصح یہ کہے کہ شادی بیاہ کی رسموں کو ترک کردو اور جو روپیہ پیسہ بچے اسے میری جیب میں ڈال دو تو ان مسلمانوں کو توجہ نہ دینا قابل فہم ہے لیکن جب ان سے کہا جائے کہ یہ رسوم مسرفانہ اور غیر شرعی ہیں ان کی وجہ سے بیواؤں، یتیموں، رفاہی وفلاحی اداروں کا حق مارا جاتا ہے اور غریب طبقوں اور برادری کے نادار لوگوں کے لئے ایک بری مثال قائم ہوتی ہے تو مسلمانوں کو یہ نصیحت فوراً قبول کر لینی چاہئے پر افسوس ایسا دیکھنے میں نہیں آتا۔

آخر ہندوستانی مسلمان اثر پروف جیسے مرض میں کب تک مبتلا رہیں گے ملت کی یہ افسوس ناک حالت دیکھ کر بے ساختہ منہ پر یہ شعر آجاتا ہے ؎

کر حق سے دعا امت مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے گھرا ہے

❀❀❀

# اسلامی معاشرت

☆ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر روزی دی پھر مار ڈالے گا پھر زندہ کرے گا بتاؤ تمہارے شریک میں سے کوئی بھی ایسا ہے جو ان میں سے کچھ بھی کر سکتا ہو۔(الروم:۴۰)

☆ اے میرے پیارے بیٹے! اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنا بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔(لقمان:۱۳)

☆ اے میرے پیارے بیٹے! تو نماز قائم رکھنا اچھے کاموں کی نصیحت کرتے رہنا برے کاموں سے منع کیا کرنا اور جو مصیبت تم پر آجائے صبر کرنا یقین مان کہ یہ بڑے تاکیدی کاموں میں سے ہے۔(لقمان:۱۷)

☆ جو لوگ نماز روزہ کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور آخرت پر کامل یقین رکھتے ہیں یہی لوگ ہیں جو اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ ہیں۔(لقمان:۵)

☆ قرابت دار کو مسکین کو مسافر کو ہر ایک کو اس کا حق دیجئے۔(الروم:۱)

☆ زمین میں چل پھر کر دیکھو تو سہی کہ اگلوں کا انجام کیا ہوا جن میں اکثر لوگ مشرک تھے۔(الروم:۴۲)

☆ لوگوں کے سامنے اپنے گال نہ پھلا اور زمین پر اترا کر نہ چل کسی تکبر کرنے والے شیخی خور کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔(لقمان:۱۸)

☆ اپنی رفتار میں میانہ روی اختیار کر اور اپنی آواز پست کر یقیناً آوازوں میں سب سے بدتر آواز گدھوں کی آواز ہے۔(لقمان:۱۹)



☆ جس نے اللہ کے سوا دوسروں کے نام پر ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہے۔(مسلم)

☆ اپنے رب کے لئے نماز پڑھ اور قربانی کر۔(الکوثر:۲)

☆ سب سے بڑا گناہ اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔(بخاری)

☆ جو کچھ اللہ کے رسول دیں اس کو لے لو اور جس سے منع کریں رک جاؤ۔(النساء:۵۹)

☆ اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو والدین کے ساتھ اچھا سلوک و احسان کرو اور رشتہ داروں سے اور یتیموں سے اور مسکینوں سے اور قرابت دار ہمسایہ سے اور اجنبی ہمسایہ سے اور بغل کے ساتھی سے روزمرہ کے مسافر سے اور ان سے جن کے مالک تمہارے ہاتھ ہیں۔(النسآء:۳۶)

☆ جس نے رسول کی اطاعت کی تو یقیناً اس نے اللہ کی اطاعت کی۔(النسآء:۸۰)

☆ جس نے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اس نے اللہ کا شکر ادا نہیں کیا۔(سنن ترمذی)

☆ بندوں کی بندگی اور پرستش چھوڑ کر اللہ کی بندگی اور پرستش اختیار کرو اور بندوں کی آقائیت سے نکل کر اللہ کی آقائیت میں آجاؤ۔(تفسیر ابن کثیر)

☆ نیکی پر عمل کرو برائی سے بچو۔(بخاری)

☆ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔(مسلم)

☆ وہ مومن نہیں ہو سکتا جس کے پڑوسی اس کی شر سے محفوظ نہ ہوں۔(بخاری)

☆ آپ ہر شخص کا کہنا نہ مانیں جو زیادہ قسمیں کھانے والا بے وقار کمینہ عیب جو اور چغل خور ہو۔(بخاری)

☆ سب سے بدترین چور وہ ہے جو نماز کی چوری کرتا ہے نماز کی چوری یہ ہے کہ رکوع اور سجدوں کو مکمل طریقے سے اور اطمینان سے ادا نہیں کرتا۔(مسند احمد)

☆اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی و پریشانی دور کرنے کے لئے صرف تنہا اللہ سے مدد طلب کریں اور اس کے علاوہ سب کو چھوڑ کر صرف اسی سے دعا مانگیں۔(الجن:۲۰)

☆اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو۔(النسآء:۵۹)

☆تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔(الاحزاب:۲۱)

☆تم میں سے ایک ایسی جماعت ہونی چاہئے جو لوگوں کو خیر کی دعوت دے اچھائی کا حکم دے اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔(آل عمران:۱۱۰)

☆جو شخص اسلام کے سوا کوئی اور طریقہ اختیار کرے گا اس کا وہ طریقہ ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور آخرت میں وہ ناکام و نامراد رہے گا۔(آل عمران:۸۵)

☆جو لوگ اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ لوگ عزت کے ساتھ جنت کے باغوں میں رہیں گے۔(المعارج:۳۴)

☆نماز قائم کرو یقیناً نماز فحش اور بے حیائی کے کاموں سے روکتی ہے۔(العنکبوت:۴۔۵)

☆آپ ﷺ نے فرمایا نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔(بخاری)

☆جس وقت نماز باجماعت ادا کی جارہی ہو تو صرف وہی نماز پڑھنی چاہئے جس کی جماعت ہو رہی ہو۔(بخاری و مسلم)

☆نماز قائم کرو بیشک نماز مومنوں پر وقت کی پابندی کے ساتھ فرض ہے۔(النسآء:۱۰۳)

☆اپنے اہل و عیال کو نماز پڑھنے کا حکم دو اور خود بھی اس کی پابندی کرو۔(طٰہ:۱۳۲)

☆قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا۔(نسائی)



☆جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز پڑھنے کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ کر دو۔(أبوداؤد)

☆ان نمازیوں کے لئے ویل نامی جہنم کی جگہ ہے جو اپنی نماز سے غافل ہیں۔(الماعون:۴۔۵)

☆قیامت کے دن موذن حضرات سب سے لمبی گردن والے ہوں گے۔(مسلم)

☆جمعہ کا دن بہت بابرکت اور ہفتہ کے تمام دنوں سے افضل ہے۔(ابن ماجہ)

☆جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے یوم جمعہ یوم عیدالفطر اور یوم الاضحیٰ سے بھی عظیم ہے اس دن میں پانچ باتیں ہیں جمعہ کے دن اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی دن ان کو زمین پر اتارا اور اسی دن ان کی وفات ہوئی اس دن ایک ایسی گھڑی ہے جس میں بندہ اللہ تعالی سے جو کچھ مانگتا ہے وہ اسے ضرور عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ حرام کا سوال نہ کرے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔(ابن ماجہ)

☆جمعہ کے دن آپ ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود وسلام بھیجا کرو کیونکہ ہر جمعہ کے دن میری امت کا درود میرے اوپر پیش کیا جاتا ہے تو جو شخص میرے اوپر جتنا زیادہ درود بھیجے گا وہ قیامت کے دن مجھ سے اتنا ہی زیادہ قریب ہوگا۔(ابوداؤد)

☆اے ایمان والو! جمعہ کے نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف دوڑ پڑو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔(الجمعہ:۹)

☆نماز جمعہ لوگ چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالی ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ غافل لوگوں میں ہو جائیں گے۔(مسلم)

☆جو شخص محض سستی کی بنا پر تین جمعہ چھوڑ دیا تو اللہ تعالی اس کے دل پر مہر ثبت کر دے

گا۔(ترمذی)

☆جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت واجب ہے سوائے چار افراد کے زر خرید غلام عورت بچہ اور مریض۔(ابوداؤد)

☆جب امام خطبہ کے لئے منبر پر بیٹھ جائے تو بات چیت کرنا کنکری وغیرہ سے کھیلنا ممنوع ہے۔(مسلم)

☆ہر قسم کے لغو کام سے اجتناب کرنا چاہئے۔(مسلم)

☆جمعہ کے دن سورہ کہف پڑھنا مسنون ہے جو شخص جمعہ کے دن سورہ کہف کی تلاوت کرے تو اس کے لئے دو جمعہ کے درمیانی مدت کے بقدر نور رہو گا۔(بیہقی)

☆سفر میں قصر کرنا افضل ہے اور عین سنت نبوی ہے۔(بخاری)

☆قصر چار رکعتوں والی نمازوں ظہر عصر عشاء ہی میں ہے مغرب اور فجر کی نمازوں میں قصر نہیں ہے۔(بخاری)

☆اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور اس کے رسول کی طرف پھیر دو اگر تم واقعی اللہ اور روز آخرت پر یقین رکھتے ہو یہی صحیح طریقہ ہے اور انجام کے اعتبار سے بہتر ہے۔(النسآء:۵۹)

☆شراب تمام برائیوں کی جڑ ہے۔(بخاری و مسلم)

☆قبروں پر مجاور بن کر مت بیٹھو اور نہ ہی ان کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرو۔(مسلم)

☆دعا عبادت ہے۔(ترمذی)

☆جس نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔(بخاری)

☆بدشگونی شرک ہے۔(مسند احمد)

☆جو شخص کاہن نجومی وغیرہ کے پاس آیا اور اس کی باتوں کی تصدیق کی اس نے محمد



ﷺ پر اتاری گئی چیزوں کا انکار کیا۔(مسند احمد)

☆بہتر مال وہ ہے جو نیکی اور نیک لوگوں پر خرچ ہو۔(مسند احمد)

☆اللہ تعالی نے تجارت کو حلال قرار دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔(البقرہ:۲۷۵)

☆روزہ آگ سے بچانے والی ڈھال ہے۔(بخاری و مسلم)

☆جس شخص نے ایمان کی حالت میں اللہ تعالی سے ثواب حاصل کرنے کی خاطر روزہ رکھا اس کے تمام پہلے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔(مسلم)

☆جس نے صبح صادق سے پہلے روزہ کی نیت نہ کی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔(ترمذی)

☆نفلی روزہ کی نیت رات سے ضروری نہیں۔(ترمذی)

صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع وغیرہ سے بچنے کا نام روزہ ہے۔(بخاری و مسلم)

☆ماہ رمضان کا ر روزہ ہر عاقل بالغ پر فرض کیا گیا ہے۔

☆قصدا کھا پی لینے اور قے کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر اس کی صرف قضا واجب ہے۔(ترمذی)

☆اعتکاف سنت ہے اور اس کا بڑا ثواب ہے رمضان المبارک کی بیس تاریخ کو غروب آفتاب سے پہلے بہ نیت ثواب محلّہ کے مسجد میں داخل ہو جائیں اور نماز تلاوت قرآن اور ذکر و فکر میں مشغول رہیں اور ناگزیر ضرورت انسانی کے علاوہ جو مسجد میں پوری نہ ہو سکتی ہوں اور کسی ضرورت کے لئے رویت ہلال عید تک باہر نہ نکلیں۔(بخاری و مسلم)

☆سحری کھانا سنت ہے مسلمان اور یہود و نصاری کے روزہ میں سحری کا فرق ہے مسلمان سحری کھاتے ہیں اور اہل کتاب نہیں کھاتے۔

☆ یہ سمجھنا غلط ہے کہ جس نے سحری نہیں کھائی اس کا روزہ نہیں ہوگا۔(ترمذی)

☆ سحری میں تاخیر افضل ہے۔(بخاری و مسلم)

☆ رسول اللہ ﷺ سے سحری کھانے اور نماز فجر میں اتنا فاصلہ ہوتا تھا کہ کوئی ۵۰،۶۰ آیت پڑھ لے۔

☆ رمضان المبارک کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں شب قدر ہوتی ہے جس میں عبادت کا ثواب ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ ہے شب قدر میں بکثرت دعا پڑھنی چاہئے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تحِبُّ الْعَفُوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (بخاری و مسلم)

☆ اپنی عورتوں کو عیدگاہ میں نماز دوگانہ ادا کرنے کے لئے لے جائیں ۔(بخاری و مسلم)

☆ حائضہ عورتیں

بھی عیدگاہ جائیں مگر نماز میں شریک نہ ہوں البتہ دعا میں شریک ہوں۔(بخاری و مسلم)

☆ جو شخص رمضان کے پورے روزے رکھ کر ماہ شوال میں چھ روزے مسلسل یا متفرق رکھے گا تو اسے سال بھر روزہ رکھنے کا ثواب ملے گا۔(مسلم)

☆ صدقۃ الفطر عید کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے ہر چھوٹے بڑے کی طرف سے ہر قسم کے غلہ سے ایک صاع تقریبا ساڑھے دو کلو ادا کرنا ضروری ہے اگر بعد نماز عید ادا کیا گیا تو صدقہ فطر ادا نہ ہوگا۔(بخاری و مسلم)

☆ صدقہ فطر میں غلہ ہی دینا مسنون ہے۔(ترمذی)



☆ مسواک کرنا غسل کرنا حسب توفیق اچھے کپڑے پہننا خوشبو لگانا عید الفطر میں کچھ کھا پی کر عیدگاہ جانا اور عید الاضحیٰ میں بغیر کھائے جانا اور واپس آکر قربانی کا گوشت کھانا اور بلند آواز سے تکبیر کہنا سنت ہے۔(بخاری و مسلم)

☆ نماز عیدین مسنون ہے طلوع آفتاب کے بعد وقت کراہت کے گذر جانے پر نماز عیدین کا وقت ہوجاتا ہے۔(بخاری)

☆ نماز عید الاضحیٰ باعتبار نماز عید کے سویرے پڑھنا چاہئے۔(بخاری)

☆ جو شخص قربانی کی وسعت رکھتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہمارے عیدگاہ کے قریب نہ آئے۔(مسند احمد)

☆ قربانی کے ہر بال اور ہر روئیں کے بدلے ایک نیکی ہے۔(مسند احمد)

☆ قربانی کا جانور عمدہ صحیح سالم بے عیب تندرست اور فربہ نیز دانتا ہونا چاہئے۔(مسلم)

☆ بھیڑ کے لئے دانتا ہونا شرط نہیں ہے ایک سال کا بھی قربانی جائز ہے۔(ابوداؤد)

☆ حج اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے۔(بخاری)

☆ عمرہ پہلے عمرہ تک تمام گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا سوائے جنت کے کچھ نہیں۔(بخاری و مسلم)

☆ حج اور عمرہ میں مال حلال کا ہونا بہت ضروری ہے تاکہ اللہ تعالیٰ ان اعمال کو شرف قبولیت سے نوازے۔(مسلم)

☆ عورت اپنے کسی محرم کی رفاقت کے بغیر سفر نہ کرے۔(بخاری و مسلم)

☆ سفر حج سے پہلے جن جن سے آپکا جھگڑا ہوا ہے ان سے صلح کرلیں قرض ادا کردیں۔(بخاری و مسلم)

☆عمرہ ادا کرنا ہر وقت جائز ہے لیکن رمضان المبارک میں افضل ہے ۔(بخاری ومسلم )

☆زکوۃ اسلام کا ایک بنیادی رکن ہے اور اس کا منکر کافر ہے ہر وہ مسلمان جو صاحب نصاب ہو یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا باون تولہ چاندی یا اسکی مالیت کے بقدر روپیہ اور سامان تجارت ہو اس پر ڈھائی فیصد کے حساب سے زکوۃ ادا کرنا فرض ہے۔(ترمذی)

☆اپنے ہاتھ کی کمائی سے زیادہ بہتر کوئی کمائی نہیں ہے۔(بخاری)

☆بہترین کمائی مزدور کی کمائی ہے بشرطیکہ اپنے مالک کا کام خیر خواہی اور خلوص سے انجام دے۔(مسند احمد)

☆اللہ تعالی اس مسلمان سے محبت کرتا ہے جو محنت کر کے مزدوری کماتا ہے ۔(المنذری بحوالہ طبرانی)

☆صلہ رحمی سے محبت بڑھتی ہے مال بڑھتا ہے عمر بڑھتی ہے اور روزی میں کشادگی ہوتی ہے۔(أبوداؤد)

☆سب سے پسندیدہ وہ لوگ ہیں جن کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

☆خلوص اور سچائی زبردست ہتھیار ہوتے ہیں۔

☆کسی کا مذاق نہ اڑاؤ کسی دن تم خود مذاق بن جاؤ گے۔

☆اللہ تعالی تین قسم کے لوگوں سے قیامت کے دن بات نہ کرے گا نہ اس کی طرف دیکھے گا بلکہ ان کو دردناک عذاب دے گا۔

۱-ٹخنہ سے نیچے تہبند رکھنے والا ۲-احسان کر کے احسان جتلانے والا ۳-جھوٹی قسم کے ذریعہ اپنی دوکان چمکانے والا تاجر (ترمذی)



☆جس تاجر نے ضرورت کی اشیاء روک لیا اور بازار میں نہ لایا اور قیمتوں کو خوب چڑھنے کا انتظار کیا کہ جب قیمتیں چڑھ جائیں تب مال کو باہر نکالیں اور خوب نفع کمائیں تو وہ گنہگار رہے۔

☆جو تاجر اشیاء ضرورت کو نہیں روکتا بلکہ وقت پر بازار لاتا وہ اللہ کی رحمت کا مستحق ہے اسے اللہ رزق دے گا۔(ابن ماجہ)

☆اشیاء ضرورت کو روکنے والا ملعون ہے وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔(ابن ماجہ)

☆خراب مال کا عیب گاہک سے نہ چھپاؤ۔(المنتقی)

☆جو شخص کسی کی بالشت بھر زمین ظلما لے گا تو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کی گردن میں ڈالا جائے گا۔(بخاری ومسلم)

☆رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے سود کھانے والے پر اس کے دونوں گواہوں پر اور سودی دستاویز لکھنے والے پر (بخاری ومسلم)

☆رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی لعنت ہے رشوت دینے اور رشوت لینے والے پر۔ (بخاری ومسلم)

☆ہر قرض صدقہ ہے۔(المنذری)

☆وہ مقروض جو قرض واپس کر سکتا ہے اگر ٹال مٹول کرے تو جائز ہے کہ سوسائٹی کی نگاہ میں گرایا جائے اور سزا دی جائے۔(ابوداؤد)

☆وہ شخص جس نے اللہ کی راہ میں جان قربان کی اس کا ہر گناہ معاف ہو جائے گا سوائے قرض کے(مسلم)

☆جس کے دل میں ذرہ برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جا سکے گا۔(مسلم)

☆جب کوئی آدمی تم سے بات کرے اور ادھر ادھر مڑ کے دیکھے تو اس کی بات کو امانت

جانو۔(ابوداؤد)

☆جس کی نوجوانی آفات جوانی سے محفوظ رہی وہ جنت کا مستحق ہے۔(المنذری)

☆کسی کے گھر اس کی اجازت کے بغیر داخل نہیں ہونا چاہئے (النور:۴۰)

☆کسی ظالم کا جان بوجھ کر ساتھ دینا مسلمان کا کام نہیں ہے۔(بخاری ومسلم)

☆مظلوم کی بددعا سے بچو کیونکہ وہ اللہ سے صرف اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ کسی صاحب حق کو اس کے حق سے محروم نہیں کرتا۔(مشکوۃ المصابیح)

☆خاموشی غصہ کا بہترین علاج ہے۔(حضرت عثمانؓ)

☆پہلوان وہ نہیں ہے جو کسی کو کشتی میں پچھاڑ دے پہلوان وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو کرے۔(بخاری)

☆جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے تو وضو کرلے (ابوداؤد)

☆جب تم میں سے کسی کو کھڑے ہونے کی حالت میں غصہ آجائے تو چاہئے کہ بیٹھ جائے اس سے غصہ چلا جائے تو بہت اچھی بات ہے ورنہ لیٹ جائے تو غصہ دور ہوجائے گا۔(مشکوۃ المصابیح)

☆تو اپنے بھائی کی مصیبت پر خوش نہ ہو ورنہ اللہ اس پر رحم فرمائے گا اور تجھے مصیبت میں مبتلا کردے گا۔(ترمذی)

☆تین باتیں مومنانہ اخلاق میں سے ہیں: ۱-پہلی یہ کہ مومن کو جب غصہ آتا ہے تو اس کا غصہ باطل اختیار کرنے پر نہیں ابھارتا ۲-دوسری بات یہ کہ جب وہ خوش ہوتا ہے تو خوشی اس کو دائرہ حق سے باہر نہیں نکلنے دیتی ۳-تیسری بات یہ کہ جب وہ طاقتور ہوتا ہے تو دوسروں کی کوئی چیز نہیں چھینتا (مشکوۃ المصابیح)

☆چار خصلتیں جن کے اندر ہونگی وہ پکا منافق ہوگا اور جس کے اندر ان میں کوئی ایک



خصلت ہوگی اس کے اندر نفاق کی ایک خصلت ہوگی یہاں تک کہ اسے ترک کردے وہ چار خصلتیں یہ ہیں:

۱-جب اس کے پاس کوئی امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔۲-جب گفتگو کرے تو جھوٹ بولے ۳-جب وعدہ کرے تو پورا نہ کرے ۴-جب کسی سے جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے اور حق وانصاف سے ہٹ جائے۔(بخاری ومسلم)

☆ہر حال میں سچ بولیں۔(بخاری ومسلم)

☆جھوٹ بولنا کسی حال میں جائز نہیں نہ سنجیدگی کے ساتھ اور نہ مذاق کے طور پر اور یہ بات بھی جائز نہیں کہ تم میں سے کوئی اپنے بچہ سے وعدہ کرے پھر اسے پورا نہ کرے۔(بخاری)

☆قیامت کے دن اللہ تعالی کی عدالت سے آدمی ہٹ نہیں سکتا جب تک اسے پانچ باتوں کے بارے میں حساب نہیں لے لیا جاتا اس سے پوچھا جائے گا کہ عمر کن مشاغل میں گزاری؟ دین کا علم حاصل کیا کہاں تک عمل کیا؟ مال کن ذرائع سے حاصل کیا؟ حاصل کردہ مال کس طرح خرچ کیا؟ جسم کو کس کام میں گھلایا؟(ترمذی)

☆سب سے وزنی چیز جو قیامت کے دن مومن کے میزان (ترازو) میں رکھی جائے گی وہ حسن اخلاق ہوگا اور اللہ کو اس شخص سے نفرت ہے جو بے حیائی کی بات زبان سے نکالتا ہے اور بدزبانی کرتا ہے (ترمذی)

☆مُردوں کو برا بھلا نہ کہو اس لئے کہ وہ اعمال کے ساتھ اپنے رب کے پاس جاچکے۔(الادب المفرد)

☆غیبت زنا سے بھی زیادہ سخت جرم ہے۔(مشکوۃ المصابیح)

☆جو شخص دنیا میں دورخاپن اختیار کرے گا قیامت کے دن اس کو منھ میں آگ کی بنی

ہوئی دوز بانیں ہوں گی (ابوداؤد)

☆ جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ پر خاک ڈال دو۔ (مسلم)

☆ بغیر تحقیق کوئی بات نہ کہی جائے نہ پھیلائی جائے (مسلم)

☆ زنا کے قریب نہ جاؤ کیونکہ وہ بڑی بے حیائی اور بہت ہی بری راہ ہے ۔ (بنی اسرائیل:۳۲)

☆ حسد سے بچو اس لئے کہ حسد نیکیوں کو اس طرح بھسم کر ڈالتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو (ابوداؤد)

☆ لوگوں سے بہتر برتاؤ کرو۔ (موطا امام مالک)

☆ سادگی ایمان کا تقاضا ہے۔ (ابوداؤد)

☆ اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ (بخاری)

☆ رسول اللہ ﷺ نے چہرے پر مارنے اور چہرے پر نشان بنانے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

☆ جھوٹ اور نفاق معاشرے میں زہر کے بیج بو دیتے ہیں خلوص وایثار کو ختم کر دیتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

☆ لوگوں کے راز نہ ٹٹولو ان کے مخفی باتوں کے پیچھے نہ پڑو ایک دوسرے کے عیب نہ تلاش کرو دوسرے کے معاملات اور حالات کی ٹوہ میں نہ رہو۔ (ترمذی، ابوداؤد، ابن ماجہ)

☆ چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (بخاری ومسلم)

☆ میری امت کی عورتوں کے لئے ریشم اور سونا جائز قرار دیا گیا اور مردوں پر حرام کیا گیا ہے۔ (مسند احمد)



☆ اصل بالوں کے ساتھ دوسرے بال لگانے والی اور لگوانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ (مسلم)

☆ جو شخص سونے اور چاندی کے برتنوں میں کھاتا پیتا ہے در حقیقت وہ اپنے پیٹ میں جہنم کی آگ بھرتا ہے۔ (مسلم)

☆ جس گھر میں کتا اور تصاویر ہوں اس گھر میں فرشتے نہیں داخل ہوتے۔ (بخاری)

☆ جو پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا ہے اس کو قبر میں عذاب ہوگا۔ (بخاری)

☆ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔ (بخاری ومسلم)

☆ کلمہ حق کہنا ظالم بادشاہ کے سامنے سب سے بڑا جہاد ہے۔ (ترمذی)

☆ اپنے مرنے والے کو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم)

☆ داڑھی بڑھاؤ مونچھیں کتراؤ اور مجوسیوں کی مخالفت کرو۔ (مسلم)

☆ جس گھر میں سورہ بقرہ کی تلاوت کی جائے یقیناً اس گھر سے شیطان بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم)

☆ دین میں نئے کاموں سے بچو ہر نیا کام بدعت ہے۔ (ترمذی)

☆ فضول خرچی نہ کرو فضول خرچ لوگ شیطان کے بھائی ہیں۔ (بنی اسرائیل:۲۷)

☆ شراب جوا اور تھان اور فال نکالنے کے پانسے تیر یہ سب گندی باتیں شیطانی کام ہیں ان سے بالکل الگ رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔ (مائدہ:۹۰)

☆ ہر نشہ آور چیز شراب کے حکم میں ہے اور ہر نشہ آور چیز حرام ہے (مسلم)

☆ تین آدمیوں پر اللہ تعالی نے جنت کو حرام قرار دیا ہے ۱- ہمیشہ شراب پینے والا ۲- والدین کا نافرمان ۳- بے غیرت جو اپنے گھر میں فحاشی کو برداشت کرتا ہے (مسند احمد)

☆ جو عورت خوشبو لگا کر کسی کے پاس گذری تا کہ لوگ اس کی خوشبو محسوس کریں تو ایسی

عورت بدکار اور زانیہ ہے۔(مسند احمد)

☆جب بھی کوئی آدمی کسی غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں ملتا ہے تو ان کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔(ترمذی)

☆غیر محرم عورتوں سے مصافحہ نہیں کرنا چاہئے۔(مسند احمد)

☆مسلمان مردوں سے کہو کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنے شرمگاہوں کی حفاظت کریں(النور:۳۰)

☆ہر وہ گوشت (جسم) جس کی پرورش حرام سے ہوئی جہنم کی آگ اس کے لئے زیادہ مناسب اور قریب ہے۔(طبرانی)

☆اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد میں انصاف کرو(فتح الباری)

☆مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔(بخاری ومسلم)

☆چوری کرنے والا مرد اور عورت کے ہاتھ کاٹ دیا کرو یہ بدلہ ہے اس کا جو انہوں نے کیا۔(المائدہ:۳۸)

☆جس نے میت پر نوحہ کیا منھ کو نوچا اپنے رخساروں کو پیٹا گریبان چاک کیا وہ ہم میں سے نہیں۔(بخاری)

☆جو آدمی دو آدمیوں کے ہاں میں ہاں ملائے اور ان کی باہمی رنجش کو اور ہوا دیتے ہیں اور عداوت کی آگ کو زیادہ سے زیادہ بھڑکانے کی فکر میں رہتے ہیں تو قیامت کے دن بدترین آدمی اس کو پاؤ گے۔(ترمذی)

☆جسم پاک وصاف رکھنا اور اگر تم ناپاک ہو تو نہا کر پاک ہو(المائدہ:۶)

☆کپڑے پاک وصاف رکھنا اور اپنے کپڑے کو پاک کر۔(مدثر:۴)

☆عام راستے میں پائخانہ پیشاب نہ کرنا۔(مسلم)



☆راستہ کا حق یہ ہے کہ نگاہیں نیچی رکھنا تکلیف دہ چیزوں کا راستہ سے ہٹانا سلام کا جواب دینا نیکی کا حکم دینا اور بری باتوں سے روکنا بھٹکے ہوئے لوگوں کو راستہ بتانا مصیبت زدہ لوگوں کی مدد کرنا۔(ابوداؤد)

☆بلاضرورت کھڑے ہوکر پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔(مسلم)

☆پیشاب و پاخانہ کے بعد استنجاء کرنا ضروری ہے۔(مسلم)

☆جب تک زمین سے قریب نہ ہوجائے اپنا کپڑا اوپر نہ اٹھائے تاکہ شرمگاہ دوسروں کے سامنے نہ کھلے خصوصا اگر کھلا میدان ہو تو حتی الامکان پردہ کرنے کی کوشش کرنا چاہئے کیونکہ ستر پوشی مسلمان کا خاص شعار ہے۔(ابوداؤد)

☆پیشاب یا پاخانہ کرتے وقت نہ قبلہ رخ ہوکر بیٹھنا چاہئے اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرکے بیٹھنا چاہئے سایہ دار درختوں و مقامات عام راستوں پھل دار درختوں کنواں گھاٹ اور تالاب کے پاس پیشاب پاخانہ کرنے سے بچنا چاہئے۔(بخاری)

☆پاخانہ پیشاب کرتے وقت بات چیت نہیں کرنا چاہئے زبان سے سلام کا جواب بھی نہیں دینا چاہئے اور نہ ہی قرآن کی تلاوت یا اللہ تعالی کا ذکر کرنا چاہئے۔(مسلم)

☆پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنے کی وجہ سے اکثر عذاب قبر ہوتا ہے۔(دارقطنی)

☆ہڈی گوبر سے استنجاء نہیں کرنا چاہئے اسی طرح قابل احترام چیزوں سے بھی استنجاء نہیں کرنا چاہئے مثلا روٹی اور کھانے کی چیزیں وغیرہ(ابوداؤد)

☆دائیں ہاتھ سے نہ استنجاء کرنا چاہئے نہ دائیں ہاتھ سے شرمگاہ چھونا چاہئے اور نہ ہی اس سے گندگی صاف کرنا چاہئے(ابوداؤد)

☆استنجاء کرنے میں اگر ڈھیلا استعمال کرنا ہو تو تین ڈھیلا سے کم نہیں استعمال کرنا چاہئے۔(مسلم)

☆اگر پانی اور ڈھیلا دونوں استعمال کرنا ہو تو پہلے ڈھیلے سے پاکی حاصل کریں اور پھر پانی استعمال کریں (ترمذی)

☆اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوڈالو اور اپنے سر کا مسح کرو اور اپنے پیروں کو ٹخنوں تک دھوؤ (المائدہ:۶)

☆جب پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمّم کرو (النسآء:۴۳)

☆وضوء کرنے سے پہلے مسواک کرنا چاہئے (بخاری)

☆مسواک منھ کے لئے طہارت کا سبب ہے اور اللہ کی رضامندی کا ذریعہ (بخاری)

☆وضوء کرتے وقت بسم اللہ کہنا چاہئے۔ (بخاری)

☆اسکی نماز نہیں جس نے وضوء نہیں کیا اور اس کا وضو نہیں جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ نہیں کیا (نسائی)

☆اگر کوئی آدمی وضو کرتے وقت بسم اللہ کہنا بھول جائے اور دوران وضو اسے یاد آئے تو اسی وقت بسم اللہ کہہ لینا چاہئے دوبارہ وضو کرنے یا دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (ابوداؤد)

☆پانی بیٹھ کر پینا چاہئے۔ (مسلم)

☆ٹیک لگا کر نہ کھانا چاہئے۔ (مسلم)

☆کھانا اکٹھا کھانے سے برکت ہوتی ہے۔ (بخاری)

☆کھانے سے پہلے بسم اللہ کہنا چاہئے۔ (بخاری)

☆اگر بسم اللہ کہنا بھول جاؤ تو یاد آنے پر ''بسم اللہ اولہ وآخرہ'' کہو۔ (بخاری ومسلم)

☆کھانا دائیں ہاتھ کی تین انگلیوں سے کھائے لقمہ چھوٹا لے اور خوب چبا چبا کر کھائے اپنے سامنے سے اٹھائے برتن کے درمیان سے نہیں۔ (بخاری ومسلم)



☆ہاتھ رومال یا پانی کے ساتھ صاف کرنے سے پہلے برتن اور انگلیوں کو اچھی طرح صاف کرلے (بخاری ومسلم)

☆اگر کھانا نیچے گر جائے تو اسے صاف کر کے کھالے۔ (مسلم)

☆گرم کھانے میں پھونک نہ مارے ٹھنڈا کر کے کھائے اور پانی پیتے وقت پھونک نہ مارے بلکہ برتن منھ سے الگ کر کے سانس لے اور سانس تین بار لے۔ (بخاری ومسلم)

☆پیٹ بھر کر کھانے سے اجتناب کرے۔ (ابن ماجہ، حاکم)

☆کھانے سے فراغت کے بعد یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (حَمْداً كَثِيْراً) طَيِّباً مُّبَارِكاً فِيْهِ غَيْرَ مَكْفِى وَلَا مُوَدَعٍ وَلَا مُسْتَغْنٰى عَنْهُ رَبَّنَا (بخاری)

☆سویرے سونا اور سویرے اٹھنا چاہئے۔ (ابوداؤد)

☆سوتے وقت داہنی کروٹ قبلہ رخ ہو کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتَ وَاَحْيَاءَ (بخاری)

☆پیٹ کے بل نہیں سونا چاہئے۔

☆جاگتے وقت یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لله الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ (بخاری)

☆مجلس میں کھانا یا مشروب دائیں طرف سے دینا شروع کرے اور پلانے والا آخر میں مشروب نوش کرے۔ (بخاری ومسلم)

☆ریشمی لباس اور سونا مردوں کے لئے حرام ہے اور عورتوں کے لئے حلال ہے۔ (بخاری ومسلم)

☆بہتر یہ ہے کہ سفید لباس پہنے اور مردوں عورتوں اور بچوں کو سفید لباس میں کفنائے (نسائی)

☆مسلمان عورت ایسا لباس اختیار کرے جو قدموں کو ڈھانپ لے اور دوپٹہ ایسا استعمال کریں کہ سر گردن اور سینہ کو چھپا دے۔(بخاری و مسلم)

☆مسجد میں پہلے دایاں پاؤں داخل کرتے ہوئے یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (بخاری)

☆مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (بخاری)

☆بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھیں اور یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ (بخاری)

☆بیت الخلاء سے نکلتے وقت: غفرانك (بخاری)

☆نیا کپڑا پگڑی یا کسی بھی لباس کو پہنتے وقت یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ كَسَوْتَنِیْهِ أَسْئَلُكَ خَیْرَهٗ وَ خَیْرَ مَا صُنِعَ لَهٗ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهٖ وَ شَرَّمَا صُنِعَ لَهٗ (ابوداؤد)

☆کسی کو نیا لباس پہنتے دیکھے تو یہ دعا پڑھے: أَبْلِ وَ أَخْلِقْ (بخاری)

☆مرد عورت کا لباس نہ پہنے اسی طرح عورت مرد کا لباس نہ پہنے۔(بخاری)

☆اچھے لوگوں کی صحبت اختیار کریں اور برے لوگوں کی صحبت سے دور رہیں۔ (بخاری)

☆لوگوں سے ملتے وقت چہرہ سے خوشی و مسرت کا اظہار کرنا چاہیئے۔(ترمذی)

☆ملاقات کے وقت السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہیئے۔(صحاح)

☆سلام کا جواب سلام سے بہتر دینا چاہیئے۔(النسآء:۸۶)



☆ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ کرنا چاہیئے۔(اُبوداؤد)

☆کسی مجلس میں بیٹھنے سے پہلے اہل مجلس کو سلام کرے پھر وہ مجلس میں جہاں جگہ ملے بیٹھ جائے کسی کو اس کی جگہ سے نہ اٹھائے اور اکٹھے بیٹھے ہوئے دو آدمیوں کے درمیان بلا اجازت نہ بیٹھے جہاں جگہ ملے اسی جگہ بیٹھ جانا چاہیئے کسی مرد کے لئے جائز نہیں کہ بلا اجازت دو کے درمیان تفریق کرے(بخاری)

☆کسی بھی مجلس میں وقار وسکونت کی حالت میں بیٹھے اس دوران انگلیوں کو چٹخانا مٹکانا داڑھی یا انگوٹھا کے ساتھ کھیلتے رہنا دانتوں کا خلال کرنا ناک میں انگلی ڈالنا تھوکنا کھانسنا چھینک یا انگڑائی لیتے رہنا معیوب ہے اس سے احتراز کرنا چاہیئے مجلس میں پرسکون بیٹھے زیادہ حرکت نہ کرے گفتگو میں توازن اور الفاظ میں حسن ترتیب ملحوظ رکھے درست بات کہے نیز زیادہ بولنے خوش طبعی اور مذاق کرنے سے احتراز کرے خاندان اولاد مال کاروبار اور اپنی قابلیت صلاحیت اور اپنی عقل پر فخر غرور نہ کرے بلکہ اللہ کا شکر بجالائے۔

☆آپس میں کانا پھوسی نہ کرے۔(ابوداؤد)

☆اگر کوئی دوسرا بات کر رہا ہو تو اس کی باتوں کو توجہ سے سنے اس کی بات سننے میں خود پسندی کا مظاہرہ نہ کرے اس کے سلسلہ گفتگو کو درمیان میں نہ کاٹے۔

☆نماز کی اذان ہوجائے اور حاضرین مجلس اپنی باتوں میں مصروف ہیں اور نماز باجماعت کے لئے تیار ہے تو اس پر فرض ہے کہ انہیں موذن کے اعلان صلاۃ پر عمل کرائے۔

☆مسافر کو سفر پر روانہ ہونے سے پہلے اپنی وصیت لکھ دینی چاہیئے کیونکہ زندگیاں اللہ کے ہاتھ میں ہیں کوئی نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور نہ کوئی یہ جانتا کہ کس سرزمین

پر اسے موت آئے گی۔(لقمان:۳۴)

☆کسی مسلمان کو جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی چیز ہو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ دو رات گذارے مگر حال یہ ہو کہ اس کی وصیت اس کے پاس لکھی رکھی ہو۔(بخاری)

☆مسافر کے لئے مستحب ہے کہ وہ سفر کا ارادہ کرے تو اپنے گھر سے نکلنے پر یہ دعا پڑھے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ (ابوداؤد)

☆مسافر جب ٹرین، بس، ہوائی جہاز، کشتی یا کسی اور سواری پر سوار ہو تو بسم اللہ کہہ کر بیٹھ جائے تو تین دفعہ کہے: الحمدللہ اور تین دفعہ اللہ اکبر پھر یہ دعا پڑھے:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔(الزخرف:۱۳)

☆کسی گھاٹی یا چڑھائی پر چڑھتے وقت اللہ اکبر کہیں اور کسی وادی یا نشیبی جگہ پر اترتے وقت بلند آواز سے سبحان اللہ کہیں۔(بخاری)

☆مسافر کو تنہا سفر نہ کرنا چاہئے ممکن ہو تو اجتماعی سفر کرنا چاہئے۔(ابوداؤد)

☆اکیلا شخص شیطان ہے اور دو بھی دو شیطان ہیں اور تین گویا قافلہ ہیں۔(ابوداؤد، مسند احمد)

☆سفر میں جب کسی جگہ پڑاؤ ڈالے تو یہ دعا پڑھے:

رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّ اَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَاناً نَّصِيْراً (بنی اسرائیل:۸۰)

☆سفر سے جب گھر لوٹیں تو یہ دعا پڑھے:

آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ (ترمذی)

☆جب گھر میں داخل ہوں تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے۔



☆جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتا ہے اور داخل ہوتے وقت اور کھاتے وقت اللہ کو یاد کرتا ہے تو شیطان اپنے آپ سے یا اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تمہارے لئے قیام وطعام میں سے کسی بھی چیز کی گنجائش نہیں اور جب گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا یاد نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے کہ قیام کی گنجائش ہوگئی اور جب کھاتے وقت اللہ کو نام نہیں لیتا تو کہتا ہے کہ قیام وطعام دونوں کی گنجائش نکل آئی۔(مسلم)

تَمَّتْ بِالْخَيْرِ

**عبدالرؤف خاں ندوی**

تلشی پور بلرام پور

❀ ❀ ❀

# خاونداور بیوی کے تعلقات

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ مرد اپنی بیوی کی قدر نہیں کرتے اور اسے شریک زندگانی نہیں سمجھتے صحیح حدیث میں ہے:

''خیرکم خیرکم لاهله و انا خیرکم لاهلی''

تم میں سے نیک وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ نیک ہے اور میرا سلوک اپنے گھر والوں سے تم سب سے بہتر ہے۔

نبی ﷺ کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ جب گھر میں آتے تو گھر والوں کو پہلے سلام کرتے اگر کبھی بڑی رات کے بعد حضور ﷺ کا آنا ہوتا تو سلام آہستہ آواز سے فرمایا کرتے اس لئے اگر بیوی بیدار ہے تو سن ہی لے گی اور اگر سوگئی ہے تو میری آواز سے اس کی نیند میں خلل نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خاوند وبیوی کے تعلقات کو اس طرح ظاہر فرمایا ہے:

﴿هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَهُنَّ﴾

بیویاں اپنے شوہروں کے لباس ہیں اور شوہر اپنی بیویوں کا لباس ہیں۔

لباس سے ہر ایک انسان کی تمیز وشعور کا اندازہ کیا جاتا ہے اس لئے وہی بیوی عقل وشعور والی ہے جو اپنے شوہر کے لئے باعث زینت وفخر ہو اور وہی شوہر عقل والا ہے جو اپنے بیوی کے لئے سبب عزت وآبرو ہو۔

لباس انسان کو گرمی وسردی کی تکلیف سے بچاتا ہے اس لئے وہی بیوی اچھی



بیوی ہے جو دکھ سکھ میں اپنے شوہر کا ساتھ دے اور وہی شوہر اچھا شوہر ہے جو بیوی کی حفاظت گرم سرد وقت میں کرے۔

میں سب دختران اسلام سے درخواست کروں گا کہ وہ پاک صاف رہنے کی عادت اختیار کریں اپنے گھر کو شوہر کی دلچسپی کا مقام بنائیں جو آرائش بیوی اپنے شوہر کے لئے کرتی ہے اس پر اس کو ثواب ملتا ہے اور جو آرائش مرد اپنی بیوی کے لئے کرتا ہے اس پر اس کو ثواب ملتا ہے۔

ہر ایک عورت کو اللہ تعالیٰ نے مرد کے مقابلہ میں نرم جسم اور نرم آواز عطا فرمائی ہے گویا قدرت نے ہر ایک بیٹی کو یہ سمجھایا ہے کہ وہ آہستہ بولے اپنے اخلاق وعادت کو نرم بنائے، صبر وبرداشت سے کام لے اس طرح وہ اپنے شوہر پر قابو حاصل کرسکتی ہے۔

ہر ایک مرد کو اللہ تعالیٰ نے عورت کے مقابلہ میں مضبوط جسم عطا فرمایا ہے گویا قدرت الہیہ ہر ایک مرد کو سمجھا رہی ہے کہ مشکل کاموں کو وہ خود کیا کرے اور اپنی بیوی کا سارا بوجھ خود برداشت کرے اس طرح پر شوہر اپنی بیوی کا دل اپنے ہاتھ میں لے سکتا ہے۔

مبارک ہے وہ گھر جہاں میاں بیوی پیار ومحبت سے رہتے ہیں۔

اے دختران اسلام! آج سے اپنے اپنے دل میں عہد کرو کہ اپنے اپنے شوہروں کو اپنی خدمت سے اپنے سلیقہ سے اپنے برتاؤ سے اپنے اخلاق سے اپنی نرمی سے خوش رکھا کریں گی۔

اور اے فرزندان اسلام! تم بھی غور کرو کہ تم نے تمام برادری کے سامنے اپنے احباب کے سامنے اپنے بزرگوں کے سامنے بیٹھ کر بیوی کو بیوی بنانے کا اقرار کیا تھا تمہارا قبضہ اپنی بیویوں پر اللہ تعالیٰ کے کلام اور اللہ تعالیٰ کے پاک حکم سے ہوا ہے اس

لئے اپنے عہد و پیمان کو یاد رکھو مرد وہ ہے جو قول کا پکّا ہے جو اقرار کا سچا ہے۔

عورتوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ وہ زیور یا لباس کی خاطر جس کا مہیا کرنا شوہر پر دشوار ہو اپنے شوہروں کو تنگ نہ کیا کریں۔

اور مردوں کو سمجھ لینا چاہئے کہ عورتوں کی دلداری کے لئے پوری کوشش کیا کریں جب ان باتوں پر عمل ہو جائے گا تو ہمارے گھروں میں برکت نظر آئے گی اللہ کی رحمت نازل ہوگی اور میاں بیوی دونوں مل کر اسلام کی بہترین خدمت کرسکیں گے اولاد بھی نیک اور دیندار ہوگی۔

مسائل حاضرہ میں سے مسلمانوں کا افلاس بھی نہایت غور طلب ہے افلاس کی وجوہات میں سے دو وجہ سب سے بڑی ہیں:

اول: مردوں کی کمائی سے جی چرانا۔

دوم: قرض اٹھانے میں دلیر ہونا۔

کاش ہر ایک مرد اس امر کو سمجھ لے کہ حلال روزی کا حاصل کرنا اس پر فرض ہے کاش ہر ایک مسلمان اس بات کو ہر وقت ہر لحظہ یاد رکھے کہ مسلمان کی شان مقروض ہونے سے بہت بلند ہے۔

ذرا غور سے سنئے! نبی ﷺ مقروض مسلمان کے جنازے کی نماز خود نہیں پڑھا کرتے تھے اس سے زیادہ برائی قرض کی اور کیا ہوگی۔

مسلمانو! قرض لینے سے بچو اور اپنی سب ضروریات کو اپنی آمدنی کے اندر اندر پورا کرو اب مجھے صرف ایک بات کہہ دینی ہے وہی سب سے بڑی بات ہے وہی راز کی بات ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اپنا رابطہ قلبی اللہ کے ساتھ درست رکھے رات کے



آخری حصہ میں کم از کم ایک گھنٹہ ایسا نکال لے جب بندہ اپنے خالق، اپنے رازق کے سامنے پورے خلوص اور پوری راست بازی سے حاضر ہو دل کا سارا رنج دکھ درد مالک سے عرض کرے ہر ایک حاجت کا سوال کرے دین و دنیا کی ہر ایک نعمت اس سے مانگ لے گناہوں کا اقرار کرے اور ان کی معافی کی درخواست کرے۔

ایسی عادت روزمرہ سے انسان خود بخود محسوس کرنے لگے گا کہ انسان کا دل روشن ہو رہا ہے تیرگی اٹھ رہی ہے اور ہر ایک کام میں اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد اس کے شامل حال ہوگئی ہے۔

یا اللہ! ہم سب کو تو ہی توفیق دے اور تو ہی صراط مستقیم کی ہدایت فرما۔

یا اللہ! ہمارا جینا ہمارا مرنا تیرے لئے ہو ہماری عبادتیں اور منتیں دل کی عاجزی اور دماغ کی ہمواری تیرے لئے ہو۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ

(علامہ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری رحمہ اللہ کے ایک خطاب سے)

خطبۂ صدارت انجمن خادم المسلمین اہل حدیث بٹالہ منعقدہ سالانہ اجلاس

(۲۹ نومبر ۱۹۲۹ء)